کتاب الفضائل

تالیف

ابوالفضل سدید الدین شاذان بن جبرائیل بن اسماعیل

بن ابوطاب متوفی ۶۶۰ھ

ترجمہ:

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ نصیر الرضا صفدر مدظلہ العالی

ناشر

مکتبۃ الرضا

8۔بیسمنٹ میاں مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور 7245166-042

فہرست مضامین

عرض مترجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین الصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین والہ الطیبین الطاھرین واللعنۃ علی اعدائھم اجمعین اما بعد .

مولائے کائنات امیر المومنین علیہ السلام کی ذات اقدس کسی پر پنہاں نہیں ہے اور کسی کے بیان کی محتاج نہیں ہے ان کی ذات تک رسائی ایسے ہے جیسے سورج کو چراغ دکھانا۔ کسی مستشرق نے کہا ہے کہ علیؑ کے فضائل دوستوں نے خوف کی وجہ سے اور دشمنوں نے حسد کی وجہ سے چھپائے پھر بھی اتنے تھے کہ زمین میں مشرق و مغرب کے درمیان چادر بچھا کر ان کے فضائل جمع کرنے شروع کردیئے جائیں تو بھی فضائل ختم نہیں ہوں گے۔

آپؐ نے فرمایا: اگر درخت قلمیں بن جائیں، سمندر سیاہی بن جائیں جن وانس لکھنے لگ جائیں اور فرشتے حساب کرنے لگ جائیں پھر بھی علیؑ کے فضائل شمار ہی نہیں کرسکتے!

خلیل نحوی نے کہا: احتیاج الکل الیہ واستغناءہ عن الکل دلیل علی اِنہ امام الکل (کل کا محتاج علیؑ ہونا اور علیؑ کا کل سے بے نیاز ہونا۔ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ کل کے امامؑ ہیں!)

دعا ہے کہ خداوند مجھے امیرالمومنین علیہ السلام کے محبّوں میں سے قرار دے اور ان کی سیرت پر چلنے کے لئے موفق قرار دے۔ (آمین)

الاحقر

نصیرالرضا صفدر

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی محمد والہ الطاھرین واللعنۃ علی اعدائھم اجمعین من الان الی یوم الدین۔

حضرت علی علیہ السلام کا مردہ زندہ کرنا

(میثم تمارؒ)

شیخ فقیہ ابوالفضل شاذان بن جرائیل قمیؒ نے مجھے خبر دی اُس نے کہا مجھے شیخ محمد بن ابو مسلم بن ابوالفوارس دارمی نے خبر دی اور اِسے بہت سارے علماء نے روایت کیا ہے سلسلہ روایت ابو جعفر میثمؒ تمار تک پہنچتا ہے اُس نے کہا:

ہم کوفہ میں امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں تھے اور رسول خداؐ کے اصحاب کا ایک گروہ ان کے گرد جمع تھا گویا چودھویں کا چاند آسمان میں ستاروں کے درمیان ہو۔ اتنے میں دروازہ سے ایک طویل القامت (لمبے قد کا) شخص داخل ہوا جس نے قبا اور عمامہ زرد رنگ کا پہنا ہوا تھا اور دو تلواریں حمائل لیے ہوئے تھا وہ آیا تو اُس نے کوئی سلام نہ کیا اور نہ ہی کلام کی، لوگ اُس کی طرف گردنیں بڑھا کر دیکھنے لگے لیکن امیر المومنین علیہ السلام نے سر اُٹھا کر اُس کی طرف نہ دیکھا جب لوگوں کے حواس اپنی جگہ پر آئے تو اُس نے فصیح زبان میں کلام کیا گویا نیام سے تلوار نکل آئی ہو۔ پھر کہا:

تم میں کون ہے جو شجاعت اور بہادری میں چنا ہوا ہے۔ جس نے فوقیت کا

عمامہ پہنا ہوا ہے اور جس نے قناعت کا لباس پہن رکھا ہے؟ تم میں کون ہے جو حرم الٰہی میں پیدا ہوا اور وہ اعلیٰ طبیعت اور سخاوت کی صفت کے ساتھ موصوف ہے؟

تم میں کون ہے جس کے سامنے والے بال گر گئے ہیں، جس کی بنیاد ثابت ہے اور وہ مضبوط جوان ہے قصاص لینے والا ہے اور سانسوں کو تنگ کر دینے والا ہے؟ تم میں ابو طالبؑ کی تر و تازہ شاخ اور ڈرا دینے والا بیٹا اور پہنچنے والا حصہ اور نجیب قسم کون ہے؟ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ کون ہے جس نے آپؐ کے دور میں آپؐ کی نصرت کی۔ جس کے ذریعہ سے آپؐ کی حکومت کو عزت ملی۔ جس کی وجہ سے آپؐ کی شان بلند ہے؟ تم میں کون ہے جس نے دو عمرو کو قتل کیا اور دو عمرو کو اسیر بنایا؟

اُس وقت امیر المومنین علیہ السلام نے سر اُٹھایا اور فرمایا:

اے ابو سعد بن فضل بن ربیع بن مدرکہ بن نجیبہ بن صلت بن حارث بن اشعث بن سمعمع دوسی! جو چاہو پوچھو۔ میں مظلوموں کا خزانہ ہوں، میں نیکی کے ساتھ موصوف ہوں، میں وہ ہوں کہ جسے خواہشوں کے غلام نے زخمی کرنا ہے، میں وہ ہوں کہ جس کی ہر کتاب میں صفت بیان ہوئی، میں ثابت قدم اور اسباب ہوں، میں ق اور قرآن مجید ہوں، میں نباء عظیم ہوں میں صراط مستقیم ہوں۔ میں رسول خداؐ کا بھائی علیؑ ہوں، آپؐ کی بیٹیؑ کا شوہر ہوں، آپؐ کے علم کا وارث ہوں۔

آپؐ کی حکمت کا امانتدار ہوں، آپؐ کے بعد آپؐ کا خلیفہ ہوں!

اُس نے کہا:

ہمیں خبر ملی ہے کہ آپؐ رسول خداؐ کا معجزہ اور امامؑ و ولی ہیں۔ تجھے کوئی مہلت دینے والا نہیں ہے جو تجھے مہلت دے، تجھے کوئی روکنے والا نہیں جو روک سکے۔ کیا ایسا ہی ہے جیسا ہمیں معلوم ہوا ہے؟

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: جو پوچھنا ہے پوچھ لے!

اُس نے کہا:

میں ساٹھ ہزار لوگوں کی طرف سے آیا ہوں جن کو عقیمیہ کہتے ہیں، انہوں نے میرے ساتھ ایک میت بھیجی ہے جو اُس شخص کی ہے جو کئی دنوں سے مر گیا ہے اُس کی موت کے سبب میں اختلاف ہوا ہے وہ میت مسجد کے دروازہ پر ہے اگر اُسے زندہ کر دے تو ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ تم رسولؐ خدا کے وصی ہو، سچے ہو اور نجیب الاصل ہو، ہمیں پتہ چل جائے گا کہ تم زمین میں حجت خدا ہو اور اُس کے بندوں میں آپؐ کے خلیفہ ہو اگر تم ایسا نہ کر سکے تو میت واپس لے جاؤں گا اور ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ تم نے غلط دعویٰ کیا ہے اور ایسی باتوں کا اظہار کیا ہے جن کے کرنے پر قدرت نہیں رکھتے ہو!

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اے ابو جعفر (میثم تمارؒ) اونٹ پر سوار ہو کر کوفہ کی گلی کوچوں میں منادی کر دو جو چاہتا ہے کہ رسول خداؐ کے بھائی فاطمہؑ کے شوہر علیؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملے ہوئے شرف کو دیکھے......اور جو رسول خداؐ نے اُسے علم ودیعت کیا ہے دیکھنا چاہتا ہے وہ صبح نجف کی طرف نکل کر آئے۔

میثم واپس آئے تو امیر المومنین علیہ السلام نے میثم سے کہا: اس شخص کو

لے جاؤ اور مہمانداری کرو، کل انشاء اللہ اس کا کام ہو جائے گا۔ میثم کہتے ہیں میں اُسے لے کر گیا اُس کے ساتھ محمل میں میت تھی، میں اُسے اپنے گھر لے آیا اور اس کی خدمت کی، جب امیر المومنین علیہ السلام نے صبح کی نماز پڑھی، امامؑ چلے، میں چلا اور کوفہ کا ہر نیک بد شخص شہر سے باہر نکلا!

امامؑ نے فرمایا: اے ابو جعفر اُس شخص اور اس کی میت کو لے آؤ، میں نے دیکھا وہ شخص میت کے ساتھ قبہ کے نیچے بیٹھا ہے میں اُسے نجف کی طرف لے آیا، اب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

اے کوفہ والو! جو یہاں دیکھو گے اُسے روایت کرنا، جو سنو اُسے بیان کرو۔ جسے ہم سے دیکھو اُسے بیان کرنا۔

پھر فرمایا: اے اعرابی! اپنے اونٹ کو بیٹھا دو اور میت کو باہر نکالو!

میثم کہتے ہیں: اُس نے تختے کے اوپر سے میت کا تابوت نکالا اُسے کھولا اُس میں میت تھی جو خوبصورت تھی۔ امامؑ نے فرمایا: اے اعرابی! اسے مرے کتنے دن ہو گئے ہیں، اُس نے کہا: ایک دن، اے جوان! اس کے گھر والے چاہتے ہیں کہ آپؑ اسے زندہ کریں تا کہ یہ اپنی موت کا سبب بتائے اور بتائے کہ اِسے کس نے قتل کیا ہے۔ کیونکہ یہ رات کو صحیح سالم تھا صبح کان سے کان تک ذبح پایا گیا، امامؑ نے فرمایا:

اس کے خون کو کتنے لوگ طلب کرر ہے ہیں، اُس نے کہا: ۵۰ آدمی بعض بعض کی مدد کرر ہے ہیں، اے رسول خداؐ کے بھائیؑ شک وشبہ کو دور کر دیجئے۔

امامؑ نے فرمایا: اس میت کو اس کے چچا نے قتل کیا ہے کیونکہ وہ اپنی بیٹی کی

اس سے شادی کرنا چاہتا تھا اس نے چچا کی بیٹی سے شادی نہ کی اور کسی دوسری لڑکی سے شادی کر لی اُس نے اِسے قتل کرایا ہے۔

اعرابی نے کہا: ہم آپؑ کی بات پر راضی نہیں ہوئے! ہم چاہتے ہیں کہ یہ خود اپنے گھر والوں کے پاس جا کر گواہی دے کہ اسے کس نے قتل کیا ہے تا کہ ان کے درمیان تلوار اور فتنہ اور جنگ نہ ہو، اب امامؑ اُٹھے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ رسول خداؐ کا ذکر کیا اور ان کی آلؑ پر درود و سلام بھیجا اور فرمایا: اے اہل کوفہ! بنی اسرائیل کی گائے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے بھائی علیؑ سے زیادہ باعظمت نہ تھی اُس نے سات دن کے بعد مردے کو زندہ کیا۔ پھر میت کے قریب گئے اور فرمایا:

بنی اسرائیل کی گائے کا ایک حصہ میت کے حصے پر مارا گیا تو وہ زندہ ہو گیا، میں اپنا حصہ اس پر مارتا ہوں کیوں میرا ایک حصہ پوری گائے سے افضل ہے پھر دائیں پیر کو مارا اور فرمایا:

اے مدرک بن حنظلہ بن غسان بن یحیی بن سلامہ بن طیب بن اشعث اللہ تعالیٰ کے اذن سے کھڑا ہو جا تجھے اللہ تعالیٰ نے علیؑ بن ابی طالب کے ہاتھ پر زندہ کر دیا ہے۔

میثم تمار کہتے ہیں کہ: سورج چاند سے بھی زیادہ روشن جوان اُٹھ کر بیٹھ گیا اور اُسے نے کہا:

لبیک یا حجة اللّٰه علی الانام والمتفرد بالفضل والانعام!

امامؑ نے پوچھا: تجھے کس نے قتل کیا اُس نے عرض کی: میرا حاسد چچا حبیب بن غسان میرا قاتل ہے۔

امامؑ نے فرمایا: اپنے گھر واپس چلا جا! اُس نے عرض کی، مجھے واپس جانے کی ضرورت نہ ہے: امامؑ نے فرمایا: کیوں؟ اُس نے عرض کی: وہ مجھے دوبارہ قتل کر دیں گے اور وہاں آپؑ نہیں ہوں گے تو مجھے زندہ کون کرے گا۔

امامؑ نے اعرابی سے کہا: تو واپس لوٹ جا اور جو دیکھا ہے انہیں جا کے بتا دے۔

اعرابی نے کہا: میں بھی آپؑ کے پاس رہنا چاہتا ہوں یہاں تک کہ مجھے موت آ جائے پس اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اُس پر جسے حق ملے اور وہ اپنے اور حق کے درمیان پردہ ڈال دے وہ امامؑ کے ساتھ رہا یہاں تک کہ جنگ صفین میں شہید ہوا۔

کوفہ والے اپنے گھروں کو واپس لوٹ گئے اور مختلف باتیں کرنے لگے!

حضرت علی علیہ السلام کی فضیلت میں ابن عباس کی خبر!

ایک خبر میں ہے:

ابن عباس سے مروی ہے کہ: میں نے رسول خداؐ سے سنا آپؐ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ صفتیں عطا کیں اور علیؑ کو پانچ صفتیں عطا کیں!

مجھےؐ جوامع الکل عطا کیئے، علیؑ کو جوامع العلم عطا کئے۔

مجھےؐ نبی بنایا، علیؑ کو وصی بنایا۔

مجھےؐ کوثر دیا، علیؑ کو سلسبیل دیا۔

مجھےؐ وحی دی، علیؑ کو الھام دیا۔

مجھے معراج پر لے گیا، علیؑ کے لئے آسمانوں کے دروازے اور حجاب ہٹا دیئے یہاں تک کہ اُس نے مجھے دیکھا......اور میں نے اُس کی طرف دیکھا۔

پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روئے، میں نے کہا: یا رسول اللہ آپؐ کیوں روتے ہیں میرے ماں باپ آپؐ پر قربان!

آپؐ نے فرمایا: اے ابن عباس سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کلام کی: اے محمدؐ!

اپنے نیچے دیکھ، میں نے حجابوں کی طرف دیکھا تو وہ پھٹ گئے، آسمانوں کی طرف دیکھ، میں نے آسمانوں کی طرف دیکھا تو دروازے کھل گئے میں نے علیؑ کو دیکھا اُس نے میری طرف سر اُٹھایا مجھ سے بات کی اور میں نے اُس کے ساتھ بات کی اللہ نے مجھ سے بات کی میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا بات کی، فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یا محمدؐ! اننی جعلت علیا و صیک و وزیرک و خلیفتک من بعدک

(میں نے علیؑ کو تیرا وصی، وزیر اور تیرے بعد تیرا خلیفہ بنایا ہے۔)

اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ وہ اس کلام کو سن رہا ہے۔ میں نے اُسے بتایا حالانکہ میں اپنے پروردگار کے سامنے حاضر تھا۔ اُس نے کہا: میں نے قبول کیا اور اطاعت کی، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ اس سے خوش ہو جاؤ، جب میں چلا تو سارے فرشتوں نے مجھے مبارک باد دی۔ اور کہا: اے محمدؐ! وہ ذات جس نے آپؐ کو برحق نبی بنایا، اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے چچازاد کو آپؐ کا خلیفہ بنایا ہے اس پر سارے فرشتے بہت خوش ہوئے ہیں، میں نے حاملین عرش کو دیکھا وہ زمین کی طرف سر جھکائے کھڑے تھے۔ میں نے کہا: اے جبرائیل! حاملین عرش نے سر کیوں جھکائے ہوئے ہیں! جبرائیل نے عرض کی: اے محمدؐ! آج ہر فرشتہ علیؑ کے چہرہ کی طرف دیکھ رہا ہے اور یہ انہیں بشارت دینے کے لئے ہے۔ سوائے حاملین عرش کے! انہوں نے اس وقت اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگی ہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اجازت دی ہے۔ انہوں نے علی بن ابی طالب علیہ السلام کے چہرے کو دیکھا ہے!

جب میں زمین پر آیا تو میں نے یہ سب علیؑ کو بتایا اور علیؑ نے مجھے بتایا جس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ میں جہاں جہاں گیا ہوں وہاں کے حجاب علیؑ سے ہٹے ہوئے تھے یہاں تک کہ وہ میری طرف دیکھتا رہا ہے!

ابن عباس کہتا ہے: میں نے کہا یا رسول اللہ! مجھے وصیت کریں۔

آپؐ نے فرمایا: علیک بمودۃ علیؑ بن ابی طالب (تجھ پر علیؑ بن ابی طالب کی محبت واجب ہے) مجھے اُس ذات کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنایا!

لا یقبل اللّٰہ تعالیٰ من عبد حسنۃ حتی یسالہ عن حب

علی بن ابی طالب

(اللہ تعالیٰ کسی بندے کی نیکی کو قبول نہیں کرے گا یہاں تک کہ اُس سے علی بنؑ ابی طالب کی محبت کے بارے میں سوال کرے گا۔)

آپؐ نے فرمایا جان لو کہ:

فمن مات علی ولایته قبل عمله ما کان منه و ان لم یأت بولایته لا یقبل من عمله شئی ثم یؤمر الی النار

(جو علیؑ کی ولایت کا اقرار رکھتے ہوئے مر جائے تو اس کا عمل قبول کیا جائے گا اور علیؑ کی ولایت نہیں رکھتا ہوگا اس کا کچھ عمل قبول نہیں کیا جائے گا پھر اُسے جہنم کی طرف حکم دیا جائے گا۔)

اے ابن عباس!

مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے برحق نبیؐ بنایا!

ان النار اشد غضبا علی مبغض علی منها علی من زعم ان للّٰه ولدا.

(جہنم علیؑ کے ساتھ بغض رکھنے والے پر اُس سے زیادہ غضبناک ہوتی ہے جو گمان کرتا ہے کہ اللہ کے لئے بیٹا ہے۔)

اے ابن عباس!

لو ان الملائکة المقربین والانبیاء والمرسلین اجتمعوا علی بغض علیؑ بن ابی طالب مع ما یقع من عبادتهم فی السموات لعذبهم اللّٰه تعالیٰ فی النار.

(اگر مقرب فرشتے اور انبیاء مرسلین علیؑ بن ابی طالب کے بغض پر جمع ہو جائیں اور آسمانوں کے اندر انہوں نے اللہ تعالیٰ عبادت کی ہو تو بھی انہیں اللہ تعالیٰ واصل جہنم کرے گا۔)

میں نے عرض کی یارسول اللہ! کیا علیؑ سے کوئی بغض کرتا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: اے ابن عباس! اُس سے ایک قوم بغض کرے گی اور وہ میری امت سے ہونے کا دعوی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے اسلام میں کوئی حصہ قرار نہیں دیا!

اے ابن عباس! ان کے بغض کی علامت یہ ہے کہ وہ اُس سے کمترین لوگوں کو اُس پر فضلیت دیں گے۔ مجھے قسم ہے، اُس ذات کی جس نے مجھے برحق نبی بنایا کوئی نبیؑ مجھؐ سے افضل نہیں ہے اور کوئی وصی میرے وصیؑ سے افضل نہیں ہے۔

ابن عباس نے کہا: جیسا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا تھا میں ہمیشہ اُس پر کاربند رہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے وصیت کی کہ علیؑ سے مودت اور محبت رکھنا اور یہ عمل میرے نزدیک سب سے بڑا عمل تھا۔

ابن عباس نے کہا: پھر زمانہ گزرتا رہا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کا وقت آ گیا میں نے آپؐ سے عرض کی میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! یا رسول اللہ!

آپؐ کی رحلت کا وقت قریب ہے آپؐ مجھے کیا حکم دیتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا:

يابن عباس خالف من خالف عليا ولا تكونن لهم ظهيرا ولا وليا.

(اے ابن عباس! جو علیؑ کی مخالفت کرے تو اُس کی مخالفت کرنا اور ان کا مددگار اور دوست نہ بننا) میں نے عرض کی: یا رسولؐ اللہ! آپؐ لوگوں کو ان کی مخالفت کے ترک کرنے کا حکم کیوں نہیں دیتے ہیں؟ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گریہ فرمایا: ان کے بارے میں مجھے میرے پروردگار نے بتایا ہے مجھے اُس ذات کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنایا علیؑ کے مخالفوں اور اُس کے حق کا انکار کرنے والوں میں سے کوئی دنیا سے نہیں جائے گا۔ یہاں تک کہ اُس کے پاس جو نعمت ہوگی وہ تبدیل ہو جائے گی!

اے ابن عباس!

اذا اردت ان تلقى اللّٰه تعالٰى وهو عنك راض فاسلك طريقة على بن ابى طالب، مل معه حيث مال ارض به اماما و عاد من عاداه و وال من والده.

جب چاہو کہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرو کہ وہ تم سے راضی ہو تو اُس راستہ کو اختیار کرو جو علیؑ بن ابی طالب کا راستہ ہے اور جہاں وہ جائے اُس کے ساتھ جاؤ اُس کو اپنا امام بناؤ۔ اُس کے دشمن سے دشمنی کرو اور اُس کے دوستوں سے دوستی کرو۔)

اے ابن عباس!

احذر من ان يدخلك شك فيه فان الشك فى على

کفر باللّٰہ تعالیٰ.

• (اُس شخص سے بچ جو تجھے اس کے بارے میں شک میں ڈال دے کیونکہ علیؑ میں شک کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنا ہے۔)

☆☆☆

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت علی علیہ السلام کو وصیت جابرؓ بن عبداللہ انصاری کی روایت!

جابر جعفی سے، امام جعفر صادق علیہ السلام سے جابر بن عبداللہ انصاری سے مروی ہے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جبرائیل میرے پاس آیا اور کہا: اے محمدؐ!

ان اللّٰہ یامرک ان تقوم بتفضیل علیؑ بن ابی طالب خطیبا علی المنبر لیبلغوا من بعدھم ذلک عنک:

(اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حکم دیا ہے کہ منبر پر جا کر علی بن ابی طالبؑ کی فضلیت بیان کریں۔ تاکہ یہ لوگ آپؐ کے بعد اس کے بارے میں دوسروں کو اس کی تبلیغ کریں۔

اللہ تعالیٰ نے سارے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ بھی آپؐ کی نصیحت کو سنیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی ہے کہ:

ان من خالفک فی امرک فلہ النار و من اطاعک فلہ

الجنة.

(جو آپؐ کے اس امر کی مخالفت کرے گا اُس کے لئے جہنم ہے اور جو آپؐ کی فرمانبرداری کرے گا اُس کے لئے جنت ہے۔)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منادی کو حکم دیا کہ نماز با جماعت کا اعلان کرے۔ لوگ جمع ہوئے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لے آئے اور منبر پر آئے سب سے پہلے آپؐ نے تعوذ اور تسمیہ پڑھا اور فرمایا:

ایها الناس انا البشیر، انا النذیر انا النبی الامی و انا مبلغکم عن اللّٰہ عزوجل فی رجل لحمه لحمی و دمه دمی و هو عیبة علمی وهو الذی انتجبه اللّٰہ تعالیٰ من هذاه الامة واصطفاه و هذبه و تولاه و خلقنی و اياه من نور واحد و فضلنی بالرسالة و فضله بالامامة و التبلیغ عنی و جعلنی مدینة العلم و جعله الباب......

(اے لوگو! میں بشارت دینے والا ہوں، میں ڈرانے والا ہوں، نبی امی ہوں میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک مرد کے بارے میں تبلیغ کرتا ہوں جس کا گوشت میرا گوشت ہے جس کا خون میرا خون ہے۔ وہ میرے علم کا امانتدار ہے، وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اس امت سے حق لیا ہے اور جس سے محبت اختیار کی ہے۔ اسے اور مجھے ایک نور سے پیدا کیا مجھے رسالت دی اور اُسے امامت دی ہے اور اسے میری تبلیغ کے لئے بنایا مجھے علم کا شہر اور اُسے اس کا دروازہ بنایا وہ علم کا خازن ہے اور احکام پھیلانے والا ہے اُسے وصی ہونے کے

ساتھ مخصوص قرار دیا، اُس کے معاملہ کو ظاہر کیا، اُس کی دشمنی سے ڈرایا، اس سے دوستی کرنے والا سُرخرو ہے اور اُس کے شیعوں کو معاف کیا اور سارے لوگوں کو اس کی اطاعت کا حکم دیا، خداوند نے فرمایا: جو اس سے دشمنی کرے گا وہ مجھ سے دشمنی کرے گا جو اس سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کرے گا جو اسے اذیّت دے گا وہ مجھے اذیّت دے گا۔ جو اس سے بغض رکھے گا وہ مجھ سے بغض رکھے گا جو اس کی مخالفت کرے گا وہ میری مخالفت کرے گا، جو اس سے نفرت کرے گا وہ مجھ سے نفرت کرے گا جو اس کو دوست رکھے گا وہ مجھے دوست رکھے گا جو اس سے بُرا ارادہ رکھے گا وہ مجھ سے بُرا ارادہ رکھے گا۔ جو اسے دھوکا دے گا وہ مجھے دھوکہ دے گا، جو اس کی مدد کرے گا وہ میری مدد کرے گا۔

اے لوگو! میں کہہ رہا ہوں اسے سنو اور اس کی حفاظت کرو میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے اُس دن کے عذاب سے ڈراتا ہوں جس دن ہر آدمی کے سامنے اُس کی نیکی اور برائی آجائے گی کاش اُس کے اور اُس دن کے درمیان عرصہ کی دوری ہوتی!)

اللہ تمہیں ڈراتا ہے پھر آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:

معاشر الناس! هذا مولى المؤمنين و حجة الله على الخلق اجمعين٥

(اے لوگو! یہ مومنوں کا مولاؑ ہے اور اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق پر حجت خدا ہے۔)

خدایا میں نے تیرا پیغام تیرے بندوں تک پہنچا دیا ہے تو ان کی اصلاح پر قادر ہے ان کی اصلاح فرمانا تو ارحم الراحمین ہے۔ اللہ تعالٰی میری اور تمہاری مغفرت کرے! اس کے بعد آپ منبر سے اتر آئے۔

جبرائیلؑ آیا اور اُس نے کہا: اے محمدؐ! اللہ نے ہدیہ سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ آپؐ کے لئے اس کام پر جزائے خیر ہے آپؐ نے اپنے پروردگار کی رسالت پہنچا دی، اپنی امت کو نصیحت کر دی، مومنوں کو خوش کر دیا اور کافروں کو ناراض کر دیا!

اے محمدؐ! ہر وقت کہو:

الحمد للّٰہ رب العالمین و سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون و الحمد للّٰہ حق حمدہ.

امام زین العابدینؑ کی اپنے شیعوں کو وصیت!

جابر بن یزید جعفی سے مروی ہے امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

یاجابر بلغ شیعتی منی السلام اعلمھم انہ لا قرابۃ بیننا و بین اللّٰہ عزوجل و لا یتقرب الیہ الا بالطاعۃ لہ٥

اے جابر! میرے شیعوں کو میرا سلام پہنچا دے اور انہیں بتا کہ ہمارے اور اللہ عزوجل کے درمیان کوئی رشتہ داری نہیں ہے اور کوئی اس کا تقرب حاصل نہیں کر سکتا مگر اُس کی اطاعت کے ذریعہ اس کا تقرب حاصل ہوتا ہے۔

یا جابر! من اطاع اللّٰہ و اجبنا فھو و لینا و من عصی

اللّٰہ لم ینفعه حبنا و من احبنا واحب عدونا فھو فی النار

(اے جابر! جو اللہ کی اطاعت کرے اور ہم سے محبت کرے وہ ہمارا دوست ہے اور جو اللہ کی نافرمانی کرے اُسے ہماری محبت فائدہ نہیں دے گی، جو ہم سے محبت کرے اور ہمارے دشمن سے بھی محبت کرے وہ جہنم میں جائے گا۔)

اے جابر جو اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے کیا وہ اُسے نہیں دیتا؟ اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اور وہ اُس کی ڈھارس نہیں بنتا؟ اللہ پر وثوق کرتا ہے اور وہ اُسے نجات نہیں دیتا...... وہ کون ہے؟

اے جابر! دنیا کو اُس گھر کی مانند قرار دے جس میں تو رہتا ہے۔ دنیا اُس چوپاہے کی مانند ہے جس پر تو خواب میں سوار ہوتا ہے اور جب آنکھ کھلتی ہے تو اپنے بستر پر ہوتا ہے۔ عقلمندوں کے نزدیک دنیا ڈھلتا سایہ ہے۔ لا الہ الا اللہ مسلمانوں کے لئے عذر دلانے والا ہے، نماز اخلاص کو ثابت کرتی ہے اور تکبر سے بچاتی ہے۔ زکوٰۃ رزق بڑھاتی ہے۔ روزہ اور حج دلوں کو سکون بخشتے ہیں۔

قصاص اور حدود سے خون محفوظ رہتے ہیں، اہل بیتؑ دین کا نظام ہیں اللہ ہمیں اور تمہیں ان لوگوں میں سے قرار دے جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اور وہ قیامت کے دن سے خوف کھاتے ہیں!

☆☆☆

اہل بیتؑ کی فضیلت میں ابن عباس کی خبر!

ان اخبار میں سے جو حضرت علی علیہ السلام اور اہل بیتؑ کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں:

ابن عباس سے مروی ہے:

ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے کہ امام حسن علیہ السلام آئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھا تو روئے اور فرمایا بیٹا ادھر آؤ وہ قریب آئے تو اپنے دائیں زانو پر بٹھا لیا۔ پھر امام حسین علیہ السلام آئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو روئے اور فرمایا بیٹا ادھر آؤ وہ قریب آئے تو اُسے اپنے بائیں زانو پر بٹھا دیا۔ پھر سیدہ مادر حسنینؑ آئیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھا تو روئے اور فرمایا بیٹی ادھر آؤ وہ قریب آئیں تو انہیں اپنے سامنے بیٹھا لیا۔ پھر امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام آئے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھا تو روئے اور فرمایا میرے بھائی ادھر آؤ وہ قریب آئے تو اپنے دائیں پہلو میں بیٹھا دیا۔ صحابہ کرام نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپؐ نے ان سب میں سے ہر ایک کو دیکھا تو روئے کیا کوئی ایسا ہے کہ جس کے دیکھنے سے آپ خوش ہوتے ہوں؟

آپؐ نے فرمایا: مجھے اُس ذات کی قسم جس نے مجھے برحق نبی، بشیر، نذیر بنایا اور مجھے ساری مخلوق پر چن لیا۔ میں اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُس کی مخلوق میں سب سے افضل ہیں اور روئے زمین میں ان سے زیادہ محبوب مجھے کوئی نہیں ہے۔

علی بن ابی طالبؑ:

علی بن ابی طالبؑ میرا بھائی، میرے بعد صاحب الامر، دنیا و آخرت میں میرا علمدار، میرے حوض اور شفاعت کا مالک ہے وہ ہر مومن کا مولا اور ہر پرہیز گار کا قائد ہے وہ میرا وصی ہے اور میری امت میں میرا خلیفہ ہے، میری زندگی میں اور میری رحلت کے بعد میرا خلیفہ ہے اس کا دوست میرا دوست ہے اس کا دشمن میرا دشمن ہے۔ اس کی ولایت کی وجہ سے میری امت پر رحم کیا جائے گا میری وفات کے بعد اس کی مخالفت کی وجہ سے میری امت ملعون قرار پائے گی۔ جب یہ آئے تو میں رویا کیونکہ مجھے وہ وقت یاد آ گیا جب میرے بعد میری امت اس سے عزر کرے گی، یہاں تک کہ اس سے میری مسند چھین لی جائے گی جو اللہ تعالیٰ نے میرے بعد اس کے لئے قرار دی ہے پھر اس کے سر پر وار کیا جائے گا جس سے اس کی داڑھی خضاب ہوگی اور وہ بھی افضل مہینے میں وہ ماہ رمضان ہے جس میں قرآن مجید کو نازل کیا گیا ہے جو لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور یہ ہدایت اور فرقان کی واضح نشانی ہے۔

میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا:

اولین و آخرین میں عالمین کی عورتوں کی سردار ہے۔ یہ میرا حصہ ہے۔ میری آنکھوں کا نور اور میوہ قلب ہے۔ یہ میری روح ہے جو میرے پہلو میں ہے۔ یہ انسانی شکل میں حور کی سردار ہے۔ جب محراب عبادت میں اپنے پروردگار کے سامنے کھڑی ہوتی ہے اس کا نور آسمان میں فرشتوں کے لئے روشنی

دیتا ہے جس طرح ستارے زمین والوں کو روشنی دیتے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا: اے میرے فرشتو! میری کنیز فاطمہؑ کی طرف دیکھو جو میری مخلوق کی عورتوں کی سردار ہے، یہ دل سے میری عبادت بجا لاتی ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ان کے شیعوں کو جہنم سے محفوظ قرار دے دیا ہے۔ جب میں نے اُسے دیکھا تو مجھے وہ وقت یاد آ گیا جب میرے بعد لوگ اُس کے ساتھ بدسلوکی کریں گے۔ اس پر رسوائی داخل کرے گے اس کی حرمت کو پامال کریں گے اس کا حق غصب کریں گے۔ اس کی میراث روک لیں گے۔ اس کی پسلیوں کو توڑ ڈالیں گے۔ اس کے شکم سے بیٹے کو شہید کریں گے اور یہ پکارے گی واہ محمداہ! کوئی جواب نہیں دے گا یہ فریاد کرے گی کوئی فریاد رسی نہیں کرے گا۔ میرے بعد ہمیشہ مخزون، مصیبت زدہ روتی رہے گی۔ مجھے یاد آیا کہ اس کے گھر سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا۔ مجھے یاد آیا کہ وہ مجھ سے جدا ہو جائے گی۔ میرے مفقود ہونے کی وجہ سے رات کو ڈرے گی۔ میری آواز جو تہجد کے وقت قرآن مجید کی سنتی تھی۔ نہیں سنے گی تو ڈرے گی۔ عزیزہ ہے اِسے رسوا کیا جائے گا۔ اُس وقت اُس کے ذکر کو فرشتوں کے ذریعہ سے مانوس قرار دوں گا۔ فرشتے وہ آواز دیں گے جو مریم بنت عمران کو دیتے تھے: اے فاطمہ سلام اللہ علیہا اللہ تعالیٰ نے تجھے چن لیا، پاک کیا اور عالمین کی عورتون پر چن لیا۔ اے فاطمہ سلام اللہ علیہا اپنے پروردگار کے لئے قنوت کر اور سجدہ کر اور رکوع والوں کے ساتھ رکوع کر پھر اسے درد ہوگا جس سے بیمار ہو جائے گی اللہ تعالیٰ اس کی طرف مریم بنت عمران کو بھیجے گا جو اس کی تیمارداری کرے گی اور بیماری میں مانوس بنے گی وہ

کہے گی اے پروردگار میں زندگی میں بدحال ہوگئی اور دنیا والوں سے بے زار ہوں مجھے میرے باپ کے ساتھ ملحق کردے پس اللہ اُسے میرے ساتھ ملحق کردے گا۔ میرے اہل بیتؑ میں سے سب سے پہلے میری بیٹیؑ مجھے ملے گی جب میرے پاس آئے گی تو محزونہ، مصیبت زدہ، مغمومہ مغصوبہ مقتولہ ہوگی اُس وقت میں کہوں گا خدایا جس نے اس پر ظلم کیا ہے اُس پر لعنت ہو جس نے اس کے حق کو غصب کیا اُسے سزا دے۔ جس نے اِسے رسوا کیا اُسے ذلیل کر۔ جس نے اس کے پہلو کو زخمی کیا اُسے ہمیشہ جہنم میں رکھنا یہاں تک کہ اس کے شکم سے بیٹا شہید ہو جائے گا! اُس وقت فرشتے آمین کہیں گے!

حسنؑ:

یہ میرا بیٹا ہے، مجھ سے ہے، میری آنکھوں کی ٹھنڈک، میرے دل کی روشنی، میرا میوہ قلب ہے، جوانان جنت کا سردار ہے، امت مسلمہ پر حجت خدا ہے، اس کا حکم میرا حکم ہے۔ اس کی بات میری بات ہے۔ جو اس کی پیروی کرے گا وہ مجھ سے ہوگا۔ جو اس کی نافرمانی کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہوگا۔ میں نے اِسے دیکھا تو مجھے اپنے بعد اس پر نازل ہونے والے مصائب یاد آ گئے اس پر مصائب آتے رہیں گے یہاں تک کہ ظلم وعدوان کے ساتھ زہر سے شہید ہوگا۔ اُس وقت ملائکہ اور سات پختہ (آسمان) اس کی موت پر روئیں گے۔ اس پر ہر شے روئے گی یہاں تک کہ فضا میں پرندے، پانی میں مچھلیاں روئیں گی جو اس پر روئے گا اُس کی آنکھ اُس دن نہیں روئے گی جب آنکھیں روئیں گی جو اس پر غمگین ہوگا اُس کا دل اُس دن غمگین نہ ہوگا جس دن دل غمگین ہوں گے جو

جنت البقیع میں اس کی قبر میں زیارت کرے گا اُس کے قدم صراط پر ثابت رہیں گے جس دن قدم لڑکھڑائیں گے۔

حسینؑ:

یہ مجھ سے ہے، میرا بیٹا ہے، اپنے بھائی کے بعد ساری مخلوق میں افضل ہے، مسلمانوں کا امام اور مومنوں کا مولاؑ ہے۔ رب العالمین کا خلیفہ ہے۔ کہف متحیرین ہے۔ حجت اللہ علی الخلق اجمعین ہے۔ یہ جوانان جنت کا سردار ہے۔ امت کی نجات کا باب ہے۔ اس کا حکم میرا حکم ہے اس کی اطاعت میری اطاعت ہے۔ جو اس کی پیروی کرے گا وہ مجھ سے ہوگا اور جو اس کی نافرمانی کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہوگا، جب میں نے اِسے دیکھا تو مجھے اس پر میرے بعد میں پیش آنے والے مصائب یاد آ گئے گویا یہ میرے حرم کے پاس آیا اور اُسے وہاں رہنے کی جگہ نہ ملی۔ میں نے خواب میں اسے سینے سے لگایا اور اپنے شہر والے گھر سے کوچ کر جانے کا حکم دیا میں نے اسے شہادت کی خوشخبری سنائی اور یہ اپنی شہادت والی زمین کی طرف چل پڑا وہاں جہاں اس نے گرنا ہے جس جگہ کا نام کربلا ہے اور وہاں شہید ہوگا، اُس وقت اس کی مسلمانوں کی ایک جماعت مدد کرے گی جو قیامت کے دن میری امت کے شہداء کے سردار ہوں گے۔ گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں۔ اِسے تیر مارا گیا اور یہ گھوڑے سے گر گیا پھر اسے بھیڑ کی طرح ذبح کیا جائے گا اور مظلومیت کی موت شہید ہوگا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گریہ کرنے لگے آپؐ کے گرد بیٹھے ہوئے لوگ بھی گریہ کرنے لگے ان کے رونے کی آوازیں بلند ہوئیں! پھر آپؐ کھڑے ہوئے اور فرمایا: میں اپنی اہل بیتؑ پر پیش

آنے والے مصائب کے لیے تیرا شکرادا کرتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: قیامت کے دن عرش کو زینت دی جائے گی پھر وہاں نور کے منبر لگائے جائیں گے جس کی لمبائی سو میل کی ہوگی۔ایک عرش کی دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف رکھا جائے گا پھر حسن اور حسین علیہ السلام آئیں گے ایک پر حسنؑ اور دوسرے پر حسینؑ بیٹھے گا، ان کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ عرش کو زینت بخشے گا جس طرح عورت بالیوں سے مزین ہوتی ہے! آپؑ نے فرمایا: قیامت کے دن میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا جنت کی نورانی ناقہ پر سوار ہوکر آئے گی جواہرات سے جڑی ہوئی ہوگی جس کی دم مشک کی اور آنکھیں سرخ یاقوت کی ہوں گی اُس پر نور کا محمل ہوگا جس کا باطن ظاہر سے اور ظاہر باطن سے نظر آئے گا اس کا باطن اللہ تعالیٰ کی طرف سے عفو ودرگزر ہوگا اور ظاہر اللہ تعالیٰ کی رحمت!

بی بی کے سر پر نورانی تاج ہوگا، تاج کے ستر رکن ہوں گے ہر رکن میں دُر اور یاقوت جڑے ہوئے ہوں گے جن سے اہل جنت روشنی پائیں گے جس طرح چمکنے والے ستارے آسمان کے افق پر چمکتے ہیں۔بی بی کے دائیں طرف ستر ہزار فرشتے ہوں گے اور جبرائیل نے اُس ناقہ کی مہار کو پکڑا ہوا ہوگا اور بلند آواز سے کہے گا:

اے اہل محشر! اپنی آنکھوں کو بند کرلو تا کہ فاطمہؑ بنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزر جائے اُس دن ہر کریم نبی، صدیق، شہید اپنی آنکھوں کو بند کرے گا یہاں تک کہ فاطمہؑ بنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزر جائیں گی۔جو عالمین کی عورتوں کی سردار ہے۔وہاں سے گزر کر بی بی اللہ تعالیٰ کے عرش

کے پاس آ کر رکے گی اپنی ناقہ سے اترے گی اور کہے گی:

الٰہی وسیدی! میرے اور اُس کے درمیان فیصلہ کر جس نے مجھ پر ظلم کیا۔

میرے اور اُس کے درمیان فیصلہ کر جس نے میرے بیٹے کو قتل کیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے گی یا حبیبتی و بنت حبیبی! مانگ تجھے دوں جس کی شفاعت کریں شفاعت قبول کرتا ہوں، مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم کہ آج ظالم کا ظلم میرے سامنے نہیں چلے گا۔

بی بی عرض کریں گی:

یا الٰهی ذریتی و شیعة ذریتی و محبی ذریتی

(خدایا میری ذریت، میری ذریت کے شیعوں اور میری ذریت کے محبوں کو حاضر کیا جائے۔)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئے گی۔

این ذریة فاطمةؑ و شیعتها و شیعة ذریتها و محبو ذریتها فیقبلون o

(فاطمہؑ کی ذریت، فاطمہؑ کے شیعہ، فاطمہؑ کی ذریت کے شیعہ، فاطمہؑ کی ذریت کے محب کہاں ہیں سب حاضر ہو جائیں گے۔) انہیں رحمت کے فرشتوں نے گھیرا ہوا ہوگا وہ فاطمہ پاک سیدہؑ کے سامنے آئیں گے اور وہ انہیں لے کر چلے گی اور انہیں جنت میں داخل کر دے گی!

صلی الله علیها و علی ام ابیها!

سماعہ کی شیعوں کے بارے میں خبر!

سماعہ بن مہران نے کہا: امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے کہا: اے سماعہ!
لوگوں میں شریر ترین لوگ کون ہیں!
میں نے کہا: اے فرزند رسولؐ! ہم!
امامؑ ناراض ہوئے یہاں تک کہ آپ کی آنکھیں سرخ ہوگئیں پھر بیٹھے اور ٹیک لگائی اور فرمایا:
اے سماعہ! لوگوں کے نزدیک شریر ترین لوگ کون ہیں؟ میں نے کہا:
اے فرزند رسولؐ! میں آپؑ کے سامنے جھوٹ نہیں بولتا ہم ہیں! کیونکہ لوگ ہمیں کافر اور رافضی کہتے ہیں، امامؑ نے میری طرف نگاہ کی اور فرمایا:
اُس وقت کیا ہوگا جب تمہیں جنت کی طرف اور انہیں جہنم کی طرف لے جایا جائے گا وہ تمہاری طرف دیکھیں گے تو کہیں گے کہ ہم تو انہیں شریر ترین لوگ سمجھتے تھے۔ اے ابن مہران! تم میں سے جو برائی کرتا ہے قیامت کے دن ہم اللہ تعالیٰ کے پاس اُس کی شفاعت کریں گے خدا کی قسم تم میں سے دس لوگ بھی جہنم میں نہیں جائیں گے۔ تم میں سے تین لوگ بھی جہنم میں نہیں جائیں گے۔ خدا کی قسم! تم میں سے ایک شخص بھی جہنم میں نہیں جائے گا اور وہ درجات کے حساب سے وہاں ٹھہریں گے!

☆☆☆

میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث!

میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث!

واقدی کہتا ہے:(۱)

(۱) واقدی کا تعلق اہلسنت مورخین سے ہے۔(ناشر)

جب حضرت آمنہؑ کا حضرت عبداللہ بن عبدالمطلبؑ سے رشتہ ہوا تو سب سے پہلے عقیل بن ابووقاص نے کہا:

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم الحمد للّٰہ الذی جعلنا من نسل ابراھیم من شجرۃ اسماعیل من غض نزار و من ثمرۃ عبد مناف

پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور لات عزا و منات کا ذکر کیا اور پھر عقد نکاح ہوا۔ اُس نے وھب کی طرف دیکھا اور کہا: ابو وداح! میں تیری کریمہ آمنہؑ کا اپنے سردار عبدالمطلبؑ کے بیٹے سے چار ہزار سفید ہجری درہم اور پانچ سو مثقال سرخ سونا حق مہر کے عوض عقد کرتا ہوں اُس نے کہا: ہاں! پھر کہا: اے عبداللہ یہ حق مہر قبول ہے......اے دولہا سید!

اُس نے کہا: ہاں قبول ہے۔ پھر دونوں کے لئے خیر وکرامت کی دعا کی گئی پھر وہب نے حکم دیا کہ دستر خوان لگایا جائے دستر خوان پر کھانا لگایا گیا گرم ٹھنڈا میٹھا کڑوا سب رکھا گیا سب نے کھایا پیا۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے اپنے بیٹے پر ہزار درہم کی قیمت کے مال کو نثار کیا جو مشک، عنبر، چینی اور کافور تھا، وہب

نے ہزار درہم کی قیمت کے مال کو تیار کیا جو عنبر تھا۔ اس سے خلق خدا بہت خوش ہوئی!

واقدی کہتا ہے: جب فارغ ہوئے تو حضرت عبدالمطلبؑ نے حضرت وہب کی طرف دیکھا اور فرمایا مجھے آسمان کے پروردگار کی قسم! میں اِس چھت کے نیچے سے نہیں نکلوں گا یہاں تک کہ میرے بیٹے عبداللہؑ اور اُس کی بیوی کے درمیان الفت پیدا ہو جائے۔ حضرت وہب نے کہا: اتنی جلدی......نہیں ہوگا۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے کہا: یہ ضروری ہے! وہب اُٹھا اور اپنی بیوی برہ کے پاس گیا اور اُسے کہا: عبدالمطلبؑ نے آسمانوں کے پروردگار کی قسم کھائی ہے وہ اس چھت کے نیچے سے نہیں نکلے گا یہاں تک کہ اپنے بیٹے عبداللہ اور ان کی بیوی آمنہ کے درمیان الفت پیدا ہو جائے اور وہ ایک ساتھ ہو جائیں!

اس کی بیوی اُسی وقت اُٹھی اور دس عورتوں کو بلایا اور کہا کہ آمنہ کو تیار کروائیں اور وہ تیار کروانا شروع ہو گئیں کوئی مہندی کوئی مساج کوئی بال سنوارنے لگ گئی غروب آفتاب کے وقت وہ فارغ ہو گئیں اور بی بی تیار ہو گئیں۔ خیزران کی چارپائی اُس پر مختلف رنگوں کی دیباج اور وشا کی چادر بچھائی گئی اور دوشیزہ کو اُس پر بٹھایا ان کے سر پر تاج رکھا اور ماتھے پر سہرا سجایا اور گردن میں در اور جواہر کا گلوبند ڈالا اور مختلف قسم کی انگوٹھیاں پہنائیں، وھب آیا اور اُس نے حضرت عبدالمطلبؑ سے کہا: میرے سردار دلہن کی طرف چلیے۔ حضرت عبدالمطلبؑ دلہن کی طرف آئے وہ گویا چاند کا حسین ٹکڑا ہے حضرت عبدالمطلبؑ چارپائی کی طرف بڑھے اور دلہن کی آنکھوں کو چوما۔

حضرت عبدالمطلب نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ سے کہا بیٹا اپنی بیوی کے ساتھ چارپائی پر بیٹھ جا اور ان کو دیکھ کر خوش ہو جا۔ حضرت عبداللہ گئے اور چارپائی پر چڑھ گئے اور دلہن کے ساتھ بیٹھ گئے۔ حضرت عبداللہ دلہن کو دیکھ کر خوش ہوئے انہیں مکمل خلوت ملی اور انہوں نے زفاف کیا جس کے نتیجہ میں خداوند تعالیٰ نے سید المرسلین و خاتم النبیین کا نور بی بی میں منتقل کر دیا، حضرت عبداللہؑ اپنے بابا کے پاس آئے انہوں نے بیٹے کو دیکھا تو وہ نور ان کی آنکھوں کے درمیان سے غائب تھا اور نور والی جگہ سے ایک صحیح درہم جتنی جگہ خالی تھی وہ نور بی بی کے سینہ میں منتقل ہو گیا، حضرت عبداللہ آمنہ کے پاس سے اُٹھے اور ان کے چہرہ کو دیکھا تو وہ نور حضرت عبداللہ کی طرف نہ تھا بلکہ اُس نے بھی زیادہ نورانی تھا۔ حضرت عبداللہ حبیب راہب کے پاس گئے اور اُس سے اس کے بارے میں پوچھا تو حبیب نے کہا: یہ نور اُس نور جو اس کی ماں کے شکم میں منتقل ہو گیا ہے۔ حضرت عبدالمطلب اُٹھے اور ایک شخص کے ساتھ باہر آئے اور حضرت عبداللہ اپنی بیوی کے پاس رہ گئے یہاں تک کہ ان کے ہاتھوں کی مہندی کا رنگ صاف ہو گیا۔

عرب کی عادت تھی کہ جب وہ بیوی کے پاس جاتے تھے تو ہاتھوں پر مہندی لگاتے تھے۔ جب تک مہندی کا رنگ رہتا تھا وہاں سے نکلتے نہیں تھے حضرت عبداللہ وہاں چالیس دن رہے جب باہر نکلے تو مکہ والوں نے حضرت عبداللہ کی طرف دیکھا تو انہیں وہ نور جو پہلے ان کی پیشانی میں تھا نظر نہ آیا۔

ابھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شکم مادر میں ایک ماہ کے تھے کہ پہاڑ

ایک دوسرے کو آواز دیتے درخت ایک دوسرے کو آواز دیتے آسمان ایک دوسرے کو آواز دیتے خوش ہوتے اور کہتے: محمدؐ اپنی ماں آمنہؑ کے شکم میں ہے اور ایک ماہ گزر گیا ہے اس سے پہاڑ، سمندر، آسمان، زمین رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی وجہ سے خوش ہوتے!

فاطمہؑ بنت عبدالمطلبؑ جو یثرب میں رہتی تھی وہاں فوت ہوگئی، حضرت عبدالمطلبؑ کو فاطمہ کی موت کی خبر ایک خط کے ذریعہ سے ملی خط میں لکھا تھا کہ وہ بہت زیادہ مال چھوڑ گئی ہے۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ سے کہا: بیٹا! میرے ساتھ یثرب چلو وہ باپ کے ساتھ مدینہ پہنچے اور حضرت عبداللہ نے وہ مال وصول کر لیا جب انہیں یثرب میں دس دن گزر گئے تو حضرت عبداللہ سخت بیمار ہو گئے وہاں پندرہ دن رہے سولہویں دن حضرت عبداللہ کا انتقال ہو گیا۔ ان کا باپ عبدالمطلبؑ بیٹے پر گریہ کرنے لگا بہت رویا گھر کی چھت شق ہوئی اور وہ فاطمہ ہی کے گھر میں تھے وہاں ہاتف غیبی کی آواز آئی: وہ مر گیا جس کی صلب میں خاتم النبیینؐ تھا۔ کس نے مرنا نہیں ہے! حضرت عبدالمطلبؑ اٹھے بیٹے کو غسل کفن دیا اور ان کی قبر پر جس، اینٹوں کا پختہ قبہ بنایا اور مکہ واپس آ گئے۔ قریش کے رؤساء اور بنی ہاشم نے ان کا استقبال کیا۔

شوہر کے انتقال کی خبر حضرت آمنہؑ کو ملی بی بی نے گریہ کیا، بال کھولے اور منہ لپیٹ لیا اور اپنا گریبان پکڑا۔ بی بی نے نوحہ کرنے والی عورتوں کو بلایا جنہوں نے حضرت عبداللہؑ پر نوحہ کیا۔ اس کے بعد حضرت عبدالمطلبؑ حضرت آمنہؑ کے گھر تشریف لے آئے اور انہیں تسلی دی انہیں ہزار درہم اور دو تاج دیئے جو

حضرت عبد مناف نے اپنی ایک بیٹی کو دیئے تھے۔

حضرت عبدالمطلبؑ نے کہا: اے آمنہؑ! غمزدہ نہ ہو کیونکہ تو میرے نزدیک اُس کی وجہ سے جلیلہ ہے جو تیرے بطن میں ہے، تجھے یہ بات پریشان نہ کرے پس وہ خاموش ہوگئیں اوران کا دل سکون میں آ گیا۔

واقدی کہتا ہے: جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماں کے بطن میں دو ماہ کے تھے تو اللہ تعالیٰ نے منادی کو حکم دیا کہ آسمانوں، زمینوں اور فرشتوں میں ندا دے کہ محمدؐ اوراس کی امت کے لئے استغفار پڑھواور یہ سب کچھ نبی کی برکت کی وجہ سے ہے۔

واقدی کہتا ہے:

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماں کے بطن سے تین ماہ کے تھے تو اُس وقت ابوقحافہ شام سے واپس لوٹ رہا تھا جب مکہ کے قریب پہنچا تو اُس کی ناقہ نے اپنا سر زمین پر رکھ دیا اور سجدہ کرنے لگی ابوقحافہ کے ہاتھ میں چھڑی تھی اُس نے اُسے مارا لیکن اُس نے سر نہ اُٹھایا ابوقحافہ کہتا ہے میں نے ہاتف غیبی کی آواز سنی: اے ابوقحافہ اِس مت مار جو تیری اطاعت نہیں کرتا۔

کیا دیکھ نہیں رہا پہاڑ، سمندر، درخت...... سوائے آدمیوں کے سب چیزیں اللہ کے لئے سجدہ کر رہے ہیں ابوقحافہ نے کہا: اے ہاتف اس کی کیا وجہ ہے؟ آواز آئی نبی امی تین ماہ سے اپنی ماں کے بطن میں ہے۔ ابوقحافہ نے کہا وہ دنیا میں کب آئے گا۔ آواز آئی۔ عنقریب تو دیکھ لے گا! بتوں کی پوجا کرنے والے اس کی اوراس کے اصحاب کی تلوار سے بچ نہیں پائیں گے۔ ابوقحافہ نے کہا:

میں تھوڑی دیر کھڑا رہا یہاں تک کہ ناقہ نے اپنا سر اُٹھایا۔ میں سوار ہوا اور عبدالمطلبؑ کے پاس آیا۔

واقدی کہتا ہے:

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماں کے بطن میں چار ماہ کے تھے تو اُس وقت طائف کے راستہ پر ایک زاہد تھا اور اس کا عبادت خانہ مکہ سے ایک مرحلہ کے فاصلے پر تھا۔ زاہد کا نام حبیب تھا وہ اپنے ایک دوست کے پاس مکہ آیا۔ جب ارض مؤقف میں پہنچا وہاں اُس نے ایک بچے کو دیکھا جس نے زمین پر ماتھا ٹیکا ہوا تھا اور سجدہ کر رہا تھا۔ حبیب کہتا تھا میں اُس بچے کے قریب گیا اور اُسے پکڑ لیا ہاتف غیبی کی آواز آئی: اسے چھوڑ دے اے حبیب! کیا بری بحری، ریگستانی صحرائی مخلوق کی طرف نہیں دیکھتا اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ کر رہی ہے!

جب نبی، زکی، رضی مرضی ماں کے بطن میں پانچ ماہ کے تھے تب بھی اُس بچے کو سجدہ کرتے دیکھا۔ حبیب نے کہا: میں نے بچے کو چھوڑا اور مکہ آ گیا، میں نے یہ بات عبدالمطلبؑ کو بتائی۔

حضرت عبدالمطلبؑ نے کہا: اس نام کو چھپا دے اس نام کے سب دشمن ہیں حبیب اپنے عبادت خانہ کی طرف لوٹ گیا دیکھا کہ اس کا عبادت خانہ لرز رہا ہے اور محراب پر بلکہ ہر راہب کے محراب پر لکھا ہوا تھا۔

اے یہود ونصاریٰ!

امنوا باللّٰہ و برسولہ محمد بن عبداللّٰہ

اللہ اور اُس کے رسول محمدؐ بن عبد اللہ پر ایمان لے آؤ اُس کے ظہور کا وقت ہو گیا ہے جو اُس پر ایمان لے آئے اُس کے لئے خوشخبری پھر خوشخبری ہے، جو اس کا انکار کرے اُس کے لئے ہلاکت ہے...... حبیب نے کہا: میں نے سنا اور اطاعت کی میں اُس پر ایمان لے آیا اور میں نے اس کا انکار نہیں کیا!

واقدی کہتا ہے:

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ماں کے بطن میں چھ ماہ کے ہوئے تو مدینہ اور یمن کے لوگ عید کے لئے نکلے۔ ان کی رسم تھی کہ وہ سال میں چھ عیدیں کرتے تھے وہ ایک بہت بڑے درخت کے پاس جاتے تھے جسے ذات الانوارط کہتے تھے اِسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کہا:

ومناۃ الثالثۃ الاخریٰ

وہ اُس عید کے لئے گئے، کھایا پیا اور خوشی منائی اور درخت کے قریب ہوئے درخت کے وسط سے ایک بہت اونچی آواز آئی!

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللّٰہ و امنوا برسولہ

(اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لے آؤ!)

کہا: اے یمن والو! اے یمامہ والو! اے بحرین والو! اے بتوں کی پوجا کرنے والو! اے بتوں کو سجدہ کرنے والو!

جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

(حق آ گیا اور باطل چلا گیا بے شک باطل کو جانا ہی تھا۔)

اے قوم!

تمہاری ہلاکت کا وقت آ گیا ہے، تمہارے تلف ہونے کا وقت آ گیا ہے، تمہارے لئے ویل اور ثبور ہے...... وہ ڈر گئے اور بھاگ کر گھروں کو واپس آ گئے حیران پریشان تھے!

واقدی کہتا ہے:

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماں کے بطن میں سات ماہ کے ہوئے تو سا بن قارب حضرت عبدالمطلبؑ کے پاس آیا اور کہا اے ابوالحارث آج رات میں نیند اور بیداری کی حالت میں تھا میں نے دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور میں نے فرشتوں کو زمین پر اترتے دیکھا۔ ان کے پاس مختلف رنگوں کے کپڑے تھے کہہ رہے تھے زمین کو زینت بخشو اُس کے ظہور کا وقت ہو گیا ہے جس کا نام محمدؐ ہے وہ نافلہ عبدالمطلبؑ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو زمین کی طرف اور ہر سیاہ سفید، سرخ، زرد، چھوٹے، بڑے، مذکر، مونث کی طرف آ رہا ہے جو صاحب تلوار ہے میں نے ایک فرشتے سے کہا یہ کون ہے جس کا تم کہہ رہے ہو اُس نیک نے کہا: وہ محمدؐ بن عبداللہؑ بن عبدالمطلبؑ بن ہاشمؑ بن عبد منافؑ ہے...... میں نے یہ دیکھا ہے!

عبدالمطلبؑ نے فرمایا: اس خواب کو ظاہر نہ ہونے دینا اور کسی کو مطلع نہ کرنا دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے!

واقدی کہتا ہے:

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ماں کے پیٹ میں آٹھ ماہ کے ہوئے تو بحر الھوا میں طیتو سا نامی مچھلی تھی جو سب مچھلیوں کی سردار تھی وہ مچھلی اور

دوسری مچھلیاں حرکت کرنے لگیں وہ دم کے بل کھڑی ہوگئی موج نے اُسے اونچا کر دیا!

فرشتوں نے کہا:

اے ہمارے خدا، اے ہمارے مولا! دیکھتا ہے طینوسا کیا کر رہی ہے اور طینوسا ہماری اطاعت نہیں کر رہی ہے کیا ہمارے پاس اس کی بابت قوت نہیں ہے!

اسحیائیل فرشتے نے بلند آواز میں کہا: اے طینوسا کیا نیچے نہیں دیکھتی، اُس نے کہا:

اے اسحیائیل جس دن مجھے میرے پروردگار نے پیدا کیا تھا مجھے حکم دیا تھا جب محمدؐ بن عبداللہؑ ہو تو ان کے لئے اور ان کی امت کے لئے استغفار کرنا اب میں نے فرشتوں کو دیکھا جو ایک دوسرے کو خوشخبری دے رہے تھے اس لئے میں کھڑی ہوئی ہوں!

اسحیائیل نے کہا: خوش ہو اور استغفار پڑھ کر محمدؐ پیدا ہونے والے ہیں وہ سمندر میں گری اور تسبیح و تحلیل تکبیر اور رب العالمین کی ثناء کرنے لگی۔

واقدی کہتا ہے:

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ماں کے بطن میں نو ماہ کے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ہر آسمان میں فرشتوں کی طرف وحی کی کہ زمین پر اتر جاؤ دس ہزار فرشتے زمین پر اترے ان میں سے ہر فرشتے کے ہاتھ میں نور کی شمع تھی جس میں تیل نہیں تھا ہر شمع پر لکھا ہوا تھا:

لا الٰه الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه!

اسے ہر عربی نے پڑھا وہ مکہ کے گرد جمع ہوئے، ہاتف غیبی سے آواز آئی، نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ خبر عبدالمطلبؑ کو ملی تو انہوں نے اِسے چھپانے کا کہا!

واقدی کہتا ہے:

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماں کے بطن میں نو ماہ کے ہوئے تو آسمان میں ستارے ایک جگہ سے دوسری جگہ پر منتقل ہوتے اور ایک دوسرے کو بشارت دیتے لوگ ستاروں کو دیکھتے تھے کہ وہ آسمان پر اِدھر اُدھر چل رہے ہیں یہ تیس دن تک ہوتا رہا!

واقدی کہتا ہے:

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماں کے بطن میں نو ماہ مکمل ہوئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ بی بی آمنہؑ نے اپنی والدہ برہ کی طرف دیکھا اور کہا: اماں جان! میں دوست رکھتی ہوں کہ کمرے میں جا کر کچھ دیر اپنے شوہر کی جدائی پر گریہ کروں ان کی جوانی اور چہرے کی خوبصورتی پر آنسو بہاؤں اور کمرے میں اکیلی رہوں! برہ نے کہا: جاؤ اے آمنہؑ اور گریہ کرو رونا آپ کا حق ہے۔

حضرت آمنہؑ کمرے میں داخل ہوئیں اور رونے بیٹھ گئیں ان کے سامنے شمع روشن تھی اور ہاتھ میں آبنوس کا جام تھا جس پر سرخ عقیق کا ڈھکن تھا اور حضرت آمنہ رو رہی تھیں اور نوحہ کر رہی تھیں کہ اچانک بچے کی ولادت کا وقت

ہوگیا، بی بی کمرے میں تنہا تھی پریشان ہوگئیں اتنے میں چار حوریں کمرے میں داخل ہوئیں اور بی بی نے کہا گھبرانا نہیں ہم تیری مدد کے لئے آئیں ہیں ایک دائیں دوسری بائیں۔ ایک آگے اور ایک پیچھے بیٹھ گئی جس سے بی بی خوش ہوگئیں ابن عباس کہتا ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کے وقت آپؐ کی والدہ سوئی ہوئی تھی وہ بیدار ہوئی تو دیکھا ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے جو سجدے میں ہے بڑی انگلی آسمان کی طرف ہے اور کہہ رہا ہے۔

لا اللہ الا اللہ۔

واقدی کہتا ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۷ ربیع الاوّل شب جمعہ پیدا ہوئے آپ حضرت آدم علیہ السلام کی وفات سے نو ہزار نو سو چار ماہ سات دن بعد ظہور ہوا۔

واقدی کہتا ہے:

آپؐ کی والدہ حضرت آمنہؑ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک کو دیکھا آپؐ کی آنکھوں میں سرمہ تھا ماتھے کے دونوں کونوں، تھوڑی پر تل تھے اور آپؐ کے چہرہ سے رات کے اندھیرے میں نور ساطع تھا۔

حضرت آمنہؑ نے آپؐ کے چہرے کے نور سے ہر اچھا منظر دیکھا اُس رات کسریٰ کے ایوان سے چوبیس کنکرے ٹوٹ کر گر گئے اور فارس کے آتش کدہ سے آگ بجھ گئی اور ہر گھر میں روشنی آ گئی اور دنیا کا ہر کمرہ منور ہو گیا جن کے

بارے میں اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ یہ لوگ اللہ پر اور اُس کے رسول محمدؐ پر ایمان لے آئیں گے۔ کفر کے علاقوں میں کسی کو مطلع نہ کیا۔ دنیا کے مشرق و مغرب میں جہاں کہیں بت تھے زمین پر گر پڑے یہ سب آپؐ کے احترام میں ہوا!

واقدی کہتا ہے:

جب ابلیس ملعون نے یہ سب کچھ دیکھا تو رسوا ہوا۔ سر میں خاک ڈالنے لگا اُس نے اپنے چیلوں کو اکٹھا کیا اور کہا: اے میرے بچو جان لو جب سے پیدا ہوا ہوں اتنی مصیبت مجھ پر کبھی نہیں ٹوٹی! انہوں نے کہا: یہ مصیبت کیا ہے؟ اُس نے کہا: جان لو کہ آج رات مولود پیدا ہوا ہے جس کا نام محمدؐ بن عبداللہؑ ہے۔ جس نے بتوں کی پوجا کو باطل کر دینا ہے اور بتوں کو سجدے کرنے سے روک دینا ہے اور اللہ کی عبادت کی دعوت دینا ہے، انہوں نے اپنے سروں میں خاک ڈالی ابلیس ملعون چوتھے سمندر میں داخل ہوا اور مصیبت زدہ ہو کر اُس میں بیٹھ گیا اُس کے ساتھ اُس کے بچے بھی تھے اور وہ وہاں چالیس دن تک بیٹھے رہے۔

واقعی کہتا ہے:

جب آپ کا ظہور ہوا تو حوروں نے آپؐ کو اُٹھایا اور رومی رومال میں لپیٹا اور بی بی آمنہؑ کے سامنے رکھ دیا اور جنت کی طرف لوٹ گئیں آسمانوں پر فرشتوں کی بشارت دی کہ نبیؐ کا ظہور ہو گیا ہے۔

جبرائیلؑ اور میکائیلؑ زمین پر آئے اور گھر میں آدمی کی صورت میں داخل ہوئے دونوں جوان تھے۔ جبرائیلؑ کے پاس سونے کا طشت تھا اور میکائیلؑ کے پاس سرخ عقیق کا پیالہ تھا۔ جبرائیل نے آپؐ کو اُٹھایا اور نہلایا۔ میکائیلؑ نے پانی

ڈالا، بی بیؑ اپنے گھر میں موجود حیران کھڑی تھیں......انہیں جبرائیل نے کہا: اے آمنہؑ انہیں نجاست سے نہ دھونا کیونکہ یہ نجس نہیں ہیں۔ہم نے انہیں دھو دیا ہے اور دھونے سے فارغ ہو کر آنکھوں میں سرمہ ڈالا۔اور ماتھے پر نقطہ لگایا۔ان کے پاس مشک، عنبر اور کافور تھی آپ کے سر پر ڈالا۔حضرت آمنہ کہتی ہیں میں نے دروازے پر آواز سنی۔جبرائیل دروازے پر آیا۔دیکھ کر واپس آ گیا اور عرض کی: سات آسمانوں کے فرشتے دروازے پر ہیں! وہ نبیؐ کو سلام کرنا چاہتے ہیں کمرہ حد نظر تک وسیع ہو گیا اور وہ قافلہ در قافلہ ہو کر اندر آئے اور کہا:

السلام علیک یا محمد، السلام علیک یا محمود
السلام علیک یا احمد، السلام علیک یا حامد

واقدی کہتا ہے:

رات کا تیسرا حصہ چھایا تو اللہ تعالیٰ نے جبرائیلؑ کو حکم دیا کہ جنت سے چار علم اُٹھاؤ اور زمین پر لے جاؤ۔اُس نے چار علم اُٹھائے اور زمین پر آیا۔

ایک سبز علم جبل قاف پر لگایا جس پر لکھا تھا:

لا اله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه.

دوسرا علم کوہ ابو قبیس پر لگایا جس پر لکھا تھا:

شهادة ان لا اله الا اللّٰه لا دين الا دين محمد بن عبداللّٰه

تیسرا علم بیت اللہ کی چھت پر لگایا جس پر لکھا تھا!

طوبی لمن امن باللّٰه و بمحمد والويل لمن كفر به.

وردّ عليه حرفا مما ياتی به من عند ربه.

چوتھا بیت اللہ کی ضریح پر لگایا جس پر لکھا تھا: لا غالب الا اللّٰہ انصر لله و الحمد یہ علم سفید تھا!

واقدی کہتا ہے:

استحیا ئیل گیا اور کوہ ابوقبیس کے رکن پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہا:

اے مکہ والو!

اللہ پر، اُس کے رسولؐ پر اور اُس نور پر جسے ہم نے نازل کیا ہے...... ایمان لے آؤ۔ اللہ تعالیٰ نے بادل کو حکم دیا کہ بیت اللہ کے اوپر آ جاؤ اور بیت اللہ پر زعفران، مشک اور عنبر کو نثار کیا اور بادل بلند ہو گئے اور اُس گھر پر بارش ہونے لگی صبح ہوئی تو لوگوں نے زعفران، مشک اور عنبر کی خوشبو اور بارش کو دیکھا۔ بیت اللہ سے بت باہر آئے اور حجر کے پاس پہنچے اور منہ کے بل گر گئے۔ جرائیلؑ سرخ شمع لے آیا جس کی زرد روشنی تھی اور بغیر تیل کے اللہ کی قدرت سے جل رہی تھی۔

واقدی کہتا ہے:

آپؐ کے چہرے سے روشنی نکلی اور ہوا میں چلی گئی اور آسمان تک پہنچ گئی، مکہ کے ہر گھر اور منظر میں داخل ہوئی یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور علم سے ہوا تا کہ وہ اللہ اور اُس کے رسول محمدؐ پر ایمان لے آئیں۔

اس رات تورات، انجیل، زبور باقی نہ رہیں اور جس میں محمدؐ کا نام تھا یا صفت تھی مگر یہ کہ اُس کے نیچے خون کا قطرہ آ گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُسے تلوار

کے ساتھ مبعوث فرمایا! اس رات کوئی دیر اور صعومہ (یہود و نصاریٰ کے عبادت خانے) باقی نہ رہے مگر ان کے محراب پر سرکار محمدؐ کا نام لکھا گیا وہ کتابت صبح تک باقی رہی یہاں تک کہ اُسے راہبوں اور دیرانیوں نے پڑھا وہ جان گئے کہ امی نبیؐ کا ظہور ہو گیا ہے!

واقدی کہتا ہے:

اُس وقت بی بی آمنہؑ اُٹھی اور دروازہ کھولا اور چیخ مار کر بے ہوش ہو گئیں پھر اپنی ماں برہ اور باپ وھب کو بلایا اور کہا: تم کہاں تھے تم نے نہیں دیکھا مجھ پر کیا گزری، میرا بیٹا نازل ہوا ہے، فلاں فلاں اور ان کی صفت بیان کی جو دیکھا تھا اُس کے بارے میں بتایا۔ وھب اُٹھا اور اُس نے ایک جوان کو بلایا اور کہا: عبدالمطلب سرکارؑ کے پاس جا اور اُسے بیٹے کی خوشخبری دے اور منبر پر مکہ والوں کو بتا کیونکہ وہ منبروں پر عجائبات کو دیکھ رہے تھے لیکن انہیں معلوم نہیں تھا کہ یہ عجائبات کس لئے ظاہر ہو رہے ہو! اس طرح حضرت عبدالمطلبؑ بلندی پر چڑھ کر اپنے بیٹوں کے ساتھ عجائبات دیکھ رہے تھے۔

جب جوان نے دروازہ پر دستک دی اور پوتے کی خوشخبری سنائی تو انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ عجائبات میرے پوتے کی وجہ سے تھے۔ حضرت عبدالمطلبؑ آمنہؑ کے پاس آئے اور ان کے بیٹے بھی ساتھ تھے سب نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک کو دیکھا تو چودھویں کے چاند کی طرح تھا اور وہ اپنے آپ سے تسبیح و تکبیر پڑھ رہے تھے اِس سے حضرت عبدالمطلبؑ حیران ہو گئے۔

واقدی کہتا ہے:

اہل مکہ دوسرے دن بروز ہفتہ...... آئے اور انہوں نے شمع اور زعفران، عنبر کی خوشبو سونگھی جو بادلوں سے نچھاور ہو رہے تھے، انہوں نے بتوں کو دیکھا جو اپنے مراکز سے نکل کر منہ کے بل گرے ہوئے تھے۔ لوگ وہاں انہیں دیکھ رہے تھے اتنے میں ابلیس ملعون ایک بزرگ زاہد کی صورت میں آیا (خدا اُسے رسوا کرے) اُس نے کہا: اے اہل مکہ یہ بات تمہیں کمزور نہ کر دے یہ بت ان عجائبات کو سجدہ کروانے باہر آئے تھے پس تم اپنے عقیدہ کو کمزور نہ کرو، ابلیس ملعون نے انہیں حکم دیا کہ انہیں دوبارہ اپنی جگہ پر رکھ دو جو کعبہ کے اندر ان کا مقام ہے انہوں نے انہیں دوبارہ کعبہ کے اندر رکھ دیا اُس وقت ہاتف غیبی کی آواز آئی:

جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا.

واقدی کہتا ہے:

اللہ تعالیٰ نے آسمان سے خانہ کعبہ کی طرف غلاف بھیجا جو سفید دیباج کا تھا جس پر سیاہ روشنائی سے لکھا ہوا تھا:

بسم الله الرحمن الرحيم يا ايها النبى انا ارسلناك شاهدا و مبشرا و نذيرا و داعيا الى الله باذنه و سراجا و قمرا منيراً

(اے نبیؐ ہم نے تجھے بھیجا جو شاہد، مبشر، نذیر اور اللہ کی طرف دعوت دینے والا ہے، اور سراج اور قمر منیر ہے۔)

واقدی نے کہا:

لوگ اس سے حیران ہوئے وہ غلاف بیت اللہ پر باقی رہا یہاں تک کہ چالیس دن گزر گئے۔ آل ادریس سے ایک شخص لومڑی کے ساتھ غلاف کے پاس گیا اُس نے اُسے چھوا اُس رات وہ غلاف اوپر چلا گیا اگر وہ ایسا نہ کرتا تو وہ بیت اللہ پر قیامت تک رہتا۔

واقدی کہتا ہے:

بنی ہاشم کے رؤساء اکٹھے ہو کر حبیب راہب کے پاس گئے اور کہا: اے حبیب! اس غلام اور بتوں کے بیت اللہ سے نکلنے، ستاروں کے چلنے، بجلی چمکنے کے بارے میں بتاؤ کہ یہ کیا ہیں؟

حبیب نے کہا: تم جانتے ہو کہ میرا دین تمہارے دین والا نہیں ہے۔ اگر چاہو تو میں حق بتاتا ہوں۔ چاہو تو قبول کرلو چاہو تو قبول نہ کرو!

یہ علامات تمہارے نبی مرسلؐ کی آمد کی علامتیں ہیں، ہم نے تورات میں اس کا وصف دیکھا ہے، انجیل میں اس کی صفت کو دیکھا ہے، زبور میں اس کا نام دیکھا ہے۔ دوسرے صحائف میں اس کا نام دیکھا ہے یہ وہ ہے جو بتوں کی عبادت کو باطل کردے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی دعوت دے گا، وہ تلوار سے کاٹے گا اور نیزے مارے گا۔ تیروں والا ہوگا جس کے سامنے دنیا کے بادشاہ جھک جائیں گے۔ کافروں کے لئے ہلاکت ہوگی اور بتوں کی پوجا کرنے والوں کو تلوار تیر نیزوں سے کاٹ دے گا جو اس پر ایمان لائے گا نجات پائے گا اور جو انکار کرے گا وہ ہلاک ہوگا وہ لوگ اُس کے پاس سے غمگین صورت میں اُٹھے اور

مکہ واپس آ گئے۔

واقدی کہتے ہے:

اگلے دن سرکار عبدالمطلبؑ نے صبح کے وقت بی بی آمنہؑ کو بلایا اور کہا: لاؤ مجھے میرا بیٹا، میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میوۂ دل دو، بی بی آمنہؑ آئیں اور سرکارؐ محمدؐ ان کے ہاتھوں پر تھے عبدالمطلبؑ نے کہا: اے آمنہؑ انہیں چھپا دو اور انہیں کسی کے آگے ظاہر نہ ہونے دو کیونکہ قریش اور بنی امیہ وہ ان کے بارے میں تاک لگائے بیٹھے ہیں، بی بی آمنہؑ نے سنا اور اطاعت کی۔

حضرت عبدالمطلبؑ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہاتھوں پر اٹھا کر لائے۔ انہیں بیت اللہ لے آئے چاہا کہ ان کا جسم لات اور عزیٰ کے ساتھ مس کریں تاکہ قریش اور بنی ہاشم کا پروپیگنڈہ رک جائے۔ سرکار عبدالمطلبؑ بیت اللہ میں داخل ہوئے۔

جب انہوں نے بیت اللہ میں قدم رکھا تو انہوں نے سنا آپؐ نے فرمایا: بسم اللہ و باللہ اور بیت اللہ سے آواز آئی: السلام علیک یا محمد ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ھاتف غیبی نے کہا: جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زُھوقا

حضرت عبدالمطلبؑ حیران ہوئے کہ یہ چھوٹی عمر میں اتنے کلام کے مالک ہیں اور جو بیت اللہ نے جواب دیا اُس پر بھی حیران ہوئے۔

سرکار عبدالمطلبؑ نے آگے بڑھ کر خانہ کعبہ کے خازن سے کہا: اُس نے بیت اللہ اور سرکار محمدؐ سے جو سنا ہے...... اُسے مخفی رکھنا!

واقدی کہتا ہے:

عبدالمطلبؑ لات وعزیٰ کی طرف بڑھے اور ارادہ کیا کہ آپؐ کا جسم لات اور عزیٰ کے ساتھ مس کریں پیچھے سے دھمک ہوئی۔ پیچھے دیکھا تو کوئی نہ تھا۔ پھر آگے بڑھے تو پیچھے سے دھمک ہوئی۔ پیچھے دیکھا تو کوئی نہ تھا پھر آگے بڑھے تو پیچھے سے اتنی سخت دھمک ہوئی کہ عاجز آ کر بیٹھ گئے اور کہا: اے ابو الحارث چھوڑ! کیا تو پاک ومطہر جسم کو نجس بدن کے ساتھ مس کرتا ہے۔

واقدی کہتا ہے۔

اُس وقت جناب عبدالمطلبؑ بیت اللہ کے دروازہ پر کھڑے ہوئے اور اشعار پڑھے:

الحمد للّٰہ الذی اعطانی ھذا السلام الطیب الاردن

واقدی کہتا ہے:

سرکار عبدالمطلبؑ نے جو سنا تھا اُس کے بارے میں سوچتے ہوئے وہاں سے نکلے اور محمد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپؐ کی والدہ کے حوالے کر دیا اس پر قریش اور بنی ہاشم کے درمیان آپؐ کی وجہ سے شور شرابہ ہوا۔

واقدی کہتا ہے:

تیسرے دن حضرت عبدالمطلبؑ نے سیاہ خیزران کی لکڑی کا سونے چاندی اور جواہرات سے جڑا ہوا جھولا خرید کیا جس کے اوپر سفید دیباج کا کپڑا ڈالا ہوا تھا اور اُس کے اندر بچے کے کھیلنے کے لئے اور لؤلؤ کے بڑے بڑے دانے تھے۔ آپؐ جب بھی بیدار ہوتے تو ان دانوں سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتے۔

واقدی کہتا ہے:

چوتھے دن سواد بن قارب حضرت عبدالمطلبؓ کے پاس آیا، اُس وقت وہ بیت اللہ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں بنی ہاشم اور قریش نے گھیرا ہوا تھا۔ سواد بن قارب نزدیک آیا اور کہا: اے ابوالحارث میں نے سنا ہے کہ محمدؐ بن عبداللہ کا ظہور ہوا ہے جس سے عجائبات کا ظہور ہو رہا ہے۔ میں انہیں دیکھنا چاہتا ہوں، سواد بن قارب ایسا بندہ تھا جب بولتا تو لوگ اُس کی بات کو سنتے تھے وہ سچا آدمی تھا!

حضرت عبدالمطلبؓ اور سواد بن قارب اُٹھے اور حضرت آمنہؑ کے گھر آئے۔ اُس وقت آپؐ سو رہے تھے۔ جب دونوں داخل ہوئے تو عبدالمطلبؓ نے کہا: اے سواد خاموش رہ یہاں تک کہ وہ خود بیدار ہو جائیں وہ خاموش ہو گیا وہ آہستہ آہستہ کمرے میں داخل ہوئے اور انہوں نے آپؐ کے چہرہ کو دیکھا آپ جھولے میں سو رہے تھے، انبیاء والی ہیبت آپؐ کے اوپر تھی۔ جب انہوں نے چہرے سے کپڑا اٹھایا تو آپؐ کے چہرے سے نور نمایاں ہوا جس سے کمرے کی چھت پھٹنے لگی اور نور آسمان کو چھونے لگا۔ سرکار عبدالمطلبؓ اور سواد نے نور کی شدت کی وجہ سے اپنے ہاتھ آنکھوں پر رکھ لئے اُس وقت سواد آپؐ پر گرا اور کہنے لگا: اے عبدالمطلبؓ گواہ رہنا میں ان پر ایمان لے آیا اور جو اپنے پروردگار کی طرف سے لے آئے گا اُس پر ایمان لے آیا پھر اُس نے آپ کو چوما اور دونوں باہر آ گئے، سواد اپنے گھر چلا گیا اور عبدالمطلبؓ بہت خوش و خرم ہوئے۔ محمد بن عمرو اقدی کہتا ہے:

جب آپؐ کی عمر ایک ماہ کی ہوئی تو دیکھنے والے آپؐ کو دیکھتے تو آپ کو

ایک سال کا خیال کرتے کیونکہ آپؐ کا جسم بڑا اور فہم و فراست مکمل تھی صلوات اللہ علیہ وآلہ لوگ آپؐ سے تسبیح و تمجید اور اللہ تعالیٰ کی ثناء سنتے تھے!

واقدی کہتا ہے:

جب آپؐ کی عمر دو ماہ کی ہوئی تو آپ کے نانا وھب فوت ہو گئے۔ سرکار عبدالمطلبؑ اور کچھ قریش اور بنی ہاشم آئے انہوں نے انہیں غسل کفن حنوط کر کے صفا کے ساتھ دفن کر دیا!

واقدی کہتا ہے:

جب آپؐ کی عمر چار ماہ کی ہوئی تو آپؐ کی والدہ حضرت آمنہ علیہا السلام کا انتقال ہو گیا۔ اب آپؐ کے باپ رہے نہ ماں! اپنے دادا عبدالمطلب کی گود میں یتیم رہ گئے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یتیم ہونے کی وجہ سے حضرت عبدالمطلبؑ پر سخت گھڑی آن پہنچی! تین دن نہ کھایا نہ پیا، انہوں نے اپنی بیٹیوں عاتکہ اور صفیہ کی طرف کسی کو بھیجا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لے لو لیکن آپؐ روتے تھے اور آرام نہیں کرتے تھے۔ عاتکہ آپ کو خالص شہد کھلاتی رہی پھر بھی آپؐ کا رونا کم نہ ہوا۔

واقدی کہتا ہے:

حضرت عبدالمطلبؑ آپ کو اس حالت میں دیکھ نہیں پا رہے ہیں انہوں نے اپنی بیٹی عاتکہ سے کہا: قریش کی عورتوں کو بلاؤ ہو سکتا ہے وہ کسی کے دودھ کو قبول کر لیں اور وہ میرے بیٹے، میری آنکھوں کی ٹھنڈک حضرت محمد کو دودھ پلائیں، ان کی بیٹی عاتکہ نے کہا: سر آنکھوں پر! عاتکہ نے بنی ہاشم اور قریش کی

عورتوں کی طرف اپنی کنیز اور غلاموں کو بھیجا اور انہیں آپ کو دودھ پلانے کی دعوت دی۔ وہ عاتکہ کے پاس آئیں دیکھتے دیکھتے ۴۶۰ عورتیں قریش اور بنی ہاشم کی اکٹھی ہوگئیں۔ وہ آئیں اور ہر ایک نے دودھ پلانا چاہا لیکن آپؐ نے کسی کے دودھ کو قبول نہ کیا وہ حیران پریشان ہوگئیں، حضرت عبدالمطلبؑ بھی وہاں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے انہیں جانے کو کہا وہ چلی گئیں مگر آپؐ یونہی روتے رہے کیونکہ آپؐ سے دودھ غائب ہوگیا تھا۔

حضرت عبدالمطلبؑ گھر سے غمگین حالت میں باہر آئے اور کعبہ پہنچے اور وہاں سر زانو پر رکھ کر بیٹھ گئے۔ گویا بوڑھی عورت ہے جس کا جوان مر جاتا ہے، اتنے میں قریش کا بزرگ اور بوڑھا شخص عقیل بن ابووقاص آیا۔ اُس نے حضرت عبدالمطلبؑ کو مغموم دیکھا تو کہا: اے ابوالحارث غمگین کیوں ہو؟ عبدالمطلبؑ کو مغموم دیکھا تو کہا: اے ابوالحارث غمگین کیوں ہو؟ عبدالمطلبؑ نے کہا: اے سردار قریش! میرا بیٹا روتا ہے اور چپ نہیں کرتا۔ جب سے اُس کی ماں فوت ہوئی ہے اُس نے دودھ نہیں پیا۔ مجھے کھانا اچھا لگتا ہے نہ پینا۔ اپنے بیٹے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے پریشان ہوں۔ قریش اور بنی ہاشم کی عورتوں کو بلایا لیکن اُس نے کسی کے دودھ کو قبول نہیں کیا۔ کیونکہ ان میں سے ہر ایک عورت میں کوئی نہ کوئی عیب ہے اور محمدؐ عیب دار کے دودھ کو قبول نہیں کرتے۔ میرے تو سب حیلے بے کار ہوگئے ہیں!

عقیل نے کہا: اے ابوالحارث! مجھے عربوں کے ۶۶ خاندانوں میں سے ایک عقلمند عورت کا پتہ ہے جو فصیح زبان۔ خوبصورت اور اعلیٰ حسب نسب کی ہے

جس کا نام حلیمہ بنت ابوذویب بن عبداللہ بن حارث بن سخنہ بن ناصر بن سعد بن بکیر بن زہر بن منصور بن عکرمہ بن قیس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اکرد بن سخیب بن یعرب بن اسماعیل بن حضرت ابراہیم علیہ السلام ہے!

واقدی کہتا ہے:

حضرت عبدالمطلبؑ نے کہا: اے میرے اور قریش کے سردار آپ نے مجھے بہت بڑے امر سے آگاہ کیا ہے اور پریشانی دور کی ہے۔ پھر حضرت عبدالمطلبؑ نے اپنے شیر دل غلام سے کہا۔ ناقہ پر سوار ہو جا اور قبیلہ جی بن سعد بن ابوبکر کی طرف جا اور ابوذویب بن عبداللہ بن حارث سعداوی کو بلا کر لے آ غلام گیا اور اپنی ناقہ پر سوار ہوا اور قبیلہ جی بن بنی سعد کے پاس پہنچا جو مکہ سے جدہ کے رستہ پر ۱۸ کے فاصلے پر خیموں میں رہتے تھے وہاں پر ابوذویب کا پتہ کیا ایک بڑے خیمہ کا پتہ چلا جس کے باہر سیاہ غلام بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اجازت مانگی ملاقات ہوئی تو ابوذویب نے پوچھا کہ کیسے آنا ہوا، اس نے کہا: میرے سردار اور مولا حضرت عبدالمطلبؑ ابوالحارث نے مجھے تیری طرف بھیجا ہے وہ آپ کو بلا رہے ہیں اگر جانا ہے تو آیئے اُس نے کہا: سر آنکھوں پر! اُس نے خازن کو بلایا اور تاج منگوایا پھر زرہ منگوائی اُس نے پہنا اور دو تلواریں حمائل کیں ہاتھ میں لیں سوار ہوا اور چل پڑا جب مکہ پہنچے تو غلام نے حضرت عبدالمطلبؑ کو اُس کی آمد سے آگاہ کیا اُس وقت وہ رؤسائے مکہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے جیسے عتبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، عقبہ بن ابومعیط اور کچھ دوسرے قریش!

جب حضرت عبدالمطلبؑ نے عبداللہ کو دیکھا تو کھڑے ہو کر استقبال کیا۔

معانقہ اور مصافحہ کر کے اسے اپنے پاس بیٹھا لیا۔ اپنے گھٹنے اُس کے گھٹنے کے ساتھ ملا دیئے۔ کوئی بات نہ کی یہاں تک کہ آرام کے لئے کہا!

پھر حضرت عبدالمطلبؑ نے کہا: اے ابوذ ویب جانتا ہے میں نے تجھے کیوں بلایا ہے اُس نے کہا اے میرے اور قریش کے سردار اور بنی ہاشم کے رئیس! آپ بتائیں میں سنتا ہوں اور بہترین عمل کروں گا۔ اُس نے کہا: اے ذویب میرا بیٹا محمدؐ بن عبداللہؑ ہے جس کا باپ اُس کے پیدا ہونے سے پہلے مرگیا پھر چار ماہ کا ہوا تو اُس کی والدہ فوت ہوگئی۔ دودھ کے لئے روتا ہے۔ میں نے ۶۴ بنی ہاشم اور قریش کی عورتوں کو بلایا لیکن اُس نے کسی کے دودھ کو قبول نہیں کیا اب مجھے پتہ چلا ہے کہ تیری بیٹی دودھ والی ہے مناسب سمجھو تو اُسے دودھ کے لئے بھیج دو اگر دودھ کو قبول کر لے تو آپ کو دنیا کی خوشیاں اور تونگری دے دوں گا جس سے تم اور تمہارے اہل خانہ بے نیاز ہو جائیں گے۔ اگر اُس کے علاوہ کوئی اور عورت ہو تو اس کا بتاؤ؟!

عبداللہ بہت خوش ہوا پھر کہا: اے ابوالحارث! میری دو بیٹیاں ہیں ان میں سے کس کو چاہتے ہیں! حضرت عبدالمطلبؑ نے کہا: ان میں سے جو زیادہ عقلمند اور زیادہ دودھ والی ہو اور زیادہ پاکدامن ہو!

عبداللہ نے کہا: حلیمہؓ مناسب ہے وہ دوسری بہن کی طرح نہیں ہے بلکہ اُسے اللہ تعالیٰ نے عقلمند، فہم وفراست والی، فصیح زبان والی اور زیادہ دودھ والی بچی اور رحم دل بنایا ہے!

واقدی کہتا ہے:

حضرت عبدالمطلبؑ نے کہا: مجھے آسمان کے پروردگار کی قسم! میں بھی اسی کا کہہ رہا تھا۔ عبداللہ نے کہا: سر آنکھوں پر! وہ اُسی وقت اُٹھا اور سواری پر سوار ہوا اور بنی سعد کی طرف گیا، جب گھر پہنچا تو اپنی بیٹی حلیمہ کے پاس گیا اور کہا: تجھے بشارت ہو، تیرے پاس پوری دنیا کی خیر آ گئی ہے۔

حلیمہ نے کہا: کیا بات ہے؟

عبداللہ نے کہا: حضرت عبدالمطلبؑ رئیس قریش اور سردار بنی ہاشم نے تجھے اپنے بیٹے کو دودھ پلانے کے لئے بلایا ہے وہ تجھے بہت کچھ دے گا۔ حلیمہؓ بہت خوش ہوئیں اُسی وقت اٹھیں۔ غسل کیا خوشبو لگائی اور تیار ہو کر آدھی رات کے وقت اپنے باپ اور شوہر بکر بن سعد سعدی کے ساتھ مکہ کی طرف چل پڑیں۔ صبح کے وقت وہ مکہ کے دروازہ پر پہنچ گئے اور عاتکہ کے گھر آئے حضرت عبدالمطلبؑ بھی آ گئے حلیمہؓ نے آپ کو گود میں بٹھایا اور بائیں طرف دودھ کے لئے آگے بڑھایا لیکن آپ نے اُسے قبول نہ کیا اور دائیں طرف مائل ہوئے لیکن ان کی دائیں طرف کا دودھ خشک تھا وہ بائیں طرف کرتی تھیں لیکن مجبور ہو کر بائیں طرف کیا تو دودھ پیدا ہو گیا اور نکلنے لگا حلیمہؓ نے پریشان ہو کر کہا جائے یہ کیا ہوا میری اس طرف تو دودھ تھا ہی نہیں۔ مجھے آسمانوں کے پروردگار کی قسم میں نے بارہ بیٹوں کو بائیں طرف سے دودھ پلایا ہے؟

اب آپؐ کی برکت کی وجہ سے دائیں طرف کا دودھ جاری ہو گیا ہے انہوں نے عبداللہ کو معجزہ بتایا تو اُس نے اُسے چھپانے کا حکم دیا!

جب آپؐ سیر ہوئے تو دودھ چھوڑا۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے فرمایا: تو

میرے پاس رہ میں اپنے گھر کے ساتھ گھر خالی کروا دیتا ہوں ہر مہینے تجھے ہزار سفید درہم اور رومی لباس دوں گا اور ہر روز دس من جواری روٹی اور تازہ گوشت دیا کروں گا۔ جب اُس کے باپ نے سنا تو اُس نے کہا اس کے ہاں نہ ٹھہرنا انہوں (حلیمہ) نے کہا: اے ابوالحارث اگر تو نے مجھے دنیا کا مال دینا ہے تو میں یہاں نہیں رہوں گی کیونکہ میں شوہر بچوں کو چھوڑ نہیں سکتی ہوں۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے کہا: اگر یہ بات ہے تو میں محمدؐ کو دو شرطوں پر تیرے ساتھ بھیجتا ہوں۔ (۱) ان سے حسن سلوک کرنا اور انہیں اپنے ساتھ سلانا (۲) ہر جمعہ کو مجھے ملانے لایا کرنا تا کہ انہیں دیکھ کر خوش ہوتا رہوں کیونکہ میں ان سے جدا نہیں رہ سکتا۔ انہوں نے کہا: ان شاء اللہ میں یہ کام کروں گی۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے حکم دیا کہ آپؐ کو نہلایا جائے انہوں نے آپؐ کو نہلایا سندس کے کپڑے میں لپیٹا پھر حلیمہؓ کے حوالے کر دیا حضرت عبدالمطلبؑ نے انہیں چار ہزار درہم دیئے اور فرمایا: حلیمہؓ ہم بیت اللہ چلتے ہیں تا کہ وہاں انہیں آپ کے سپرد کر دیں۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے آپؐ کو اپنے ہاتھوں پہ اُٹھایا اور نبیؐ کے ساتھ طواف کعبہ کیا نبیؐ ان کے ہاتھوں پر سندس کے کپڑے میں تھے پھر آپؐ کو حلیمہؓ کے حوالے کر دیا چار ہزار سفید درہم اور چالیس کپڑے دیئے اور چار رومی کنیزیں اور سندس کے حُللے دیئے پھر عبداللہ بن حارث اپنی ناقہ لے آیا اُس پر حلیمہؓ سوار ہوئیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی گود میں بٹھایا، مکہ کے باہر تک حضرت عبدالمطلبؑ ناقہ کے پیچھے پیچھے چلتے رہے۔

حلیمہؓ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی چادر کے اندر لے لیا اور

قبیلہ جی بن سعد پہنچی وہاں آپؐ کے چہرہ سے کپڑا ہٹایا تو آپؐ کے چہرے سے نور ساطع ہوا اور فضا میں طول و عرض میں پھیل گیا یہاں تک کہ آسمان تک بلند ہوا۔

واقدی کہتا ہے:

جب لوگوں نے اس منظر کو ملاحظہ کیا تو اس قبیلے کا ہر چھوٹا بڑا، بوڑھا جوان حلیمہؓ کی طرف آیا اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ کرامت پر انہیں مبارک باد دی، حلیمہؓ اپنے خیمہ کے دروازہ پر آئیں۔ ناقہ بٹھائی گئی۔ آپؐ ان کی گود میں تھے چھوٹے چھوڑتے تو بڑے اُٹھا لیتے بڑے چھوڑتے تو چھوٹے اٹھا لیتے یہ سب آپؐ سے محبت کی وجہ سے کرتے تھے۔

واقدی کہتا ہے:

آپؐ حلیمہؓ کے پاس دودھ پیتے رہے وہ کہتی بیٹا! آسمان کے پروردگار کی قسم تو مجھے اپنے بیٹے ضمرہ سے زیادہ عزیز ہے اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک کیا تیرے بڑے ہونے تک میں زندہ رہوں گی جس طرح تیرے بچپن کو دیکھ رہی ہوں تیری جوانی دیکھوں گی وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی اولاد پر مقدم قرار دیتی تھیں آپؐ کو اپنی آنکھوں سے الگ نہ کرتیں۔

واقدی کہتا ہے:

حلیمہؓ نے کہا: خدا کی قسم! میں نے محمدؐ کے پیشاب پاخانے کے کپڑے کبھی نہ دھوے بلکہ جب بھی انہیں حاجت ہوتی دائیں بائیں ہو جاتے کبھی ان سے بو نہ آئی بلکہ مشک و عنبر کی خوشبو آتی تھی، وہ جب بھی پیشاب یا پاخانہ کرتے زمین

نکل جاتی تھی۔ لہٰذا میں نے کبھی پاخانہ نہ دیکھا!

واقدی کہتا ہے:

آپ کو گود لئے دس ماہ مکمل ہوئے تو جمعرات کے دن حلیمہ اُٹھیں اور خیمے کے دروازے پر بیٹھ کر آپؐ کے بیدار ہونے کا انتظار کرنے لگیں تا کہ آپ کو نہلا دھلا کر آپؐ کے دادا کے پاس لے جائیں۔ آپؐ بیدار ہو ہوئے، آپؐ نے خیمہ سے نکل کر حلیمہؓ کی طرف آنے میں دیر کردی آپؐ چار گھنٹے بعد باہر تشریف لے آئے۔ جب باہر نکلے تو آپ کا سر دھلا ہوا تھا اور کنگھی بھی کی ہوئی تھی۔ سندس اور استبرق کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر حلیمہؓ حیران ہوگئیں انہوں نے کہا: بیٹا! یہ فاخرہ کپڑے کہاں سے آئے۔ آپؐ نے فرمایا: کپڑے جنت سے آئے ہیں اور زینت فرشتوں نے کی ہے.......... اس پر حلیمہؓ بہت زیادہ حیران ہوئیں پھر آپ کو ان کے دادا کے پاس جمعہ کے دن لے آئیں حضرت عبدالمطلبؑ نے دیکھا اُٹھے اور گلے ملے اور گود میں بٹھا لیا اور فرمایا: بیٹا! یہ فاخرہ لباس اور زینتِ کاملہ کہاں سے کی ہے! آپؐ نے فرمایا:

دادا جان! یہ حلیمہؓ سے ہے...... لیکن حلیمہؓ نے کہا ہم نے ایسا کچھ نہیں کیا ہے اور ساری بات بتائی تو حضرت عبدالمطلبؑ نے کہا اسے مخفی رکھو انہوں نے حلیمہ کو ہزار سفید درہم دس لباس اور ایک رومی کنیز دی۔ حلیمہ وہاں سے بہت خوش وخرم اپنے قبیلہ جی کی طرف واپس لوٹ گئیں۔

واقدی کہتا ہے:

جب آپؐ پندرہ ماہ کے ہوئے تو دیکھنے والا آپ کو دیکھتا تو پانچ سال کا

سمجھتا کیونکہ آپؐ کا جسم پانچ سال کے بچوں جیسا تھا۔

واقدی کہتا ہے:

جب حلیمہؓ آپؐ کو لے کر قبیلہ حی آئیں اُن کے پاس ۲۲ مویشی تھے، آپؐ کی برکت سے ہر جانور نے بچہ جنا، جب آپؐ ان کے پاس سے واپس آئے تو ان کے پاس ۱۰۳۰ جانور تھے۔

واقدی کہتا ہے:

آپؐ کے رضاعی بھائی صبح کے وقت مال کو لے کر چرانے کے لئے جاتے اور رات کے وقت واپس آتے وہ ایک رات غمگین آئے جب گھر آئے تو حلیمہؓ نے پوچھا تم غمگین کیوں ہو؟ انہوں نے کہا: امی جان! آج بھیڑیا آیا اور اُس نے ہماری دو بکریاں کھالیں، حلیمہؓ نے کہا: باقی ماندہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر ہو۔ آپؐ نے ان کی بات سنی تو فرمایا: تمہارا کوئی قصور نہیں ہے میں اللہ تعالیٰ کی مشیت سے بھیڑیئے سے بکریاں واپس لے آتا ہوں۔ ضمرہ نے کہا: عجیب بات آپؐ نے کی ہے...... اے بھائی!

وہ کل پکڑ کر لے گیا ہے آپؐ آج کیسے واپس لے آئیں گے، آپؐ نے فرمایا: یہ تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے بہت چھوٹا کام ہے۔ صبح ہوئی تو ضمرہ نے آپؐ کو کندھوں پر اُٹھایا آپؐ نے فرمایا: مجھے اُس جگہ پر لے جاؤ جہاں سے بھیڑیئے نے بکریوں کو پکڑا ہے وہ آپؐ کو اُس جگہ پر لے گیا وہاں آپؐ اپنے بھائی ضمرہ کے کندھوں سے اترے اور سجدہ کیا اور فرمایا الٰہی وسیدی ومولای! تو جانتا ہے کہ حلیمہؓ کا مجھ پر کیا حق ہے۔ بھیڑیئے نے ان کی بکریوں سے زیادتی کی

ہے۔ میرا تجھ سے سوال ہے کہ بھیڑیئے سے کہو وہ بکریاں واپس میرے پاس لے آئے۔ ابھی دعا مکمل نہ ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیلؑ سے کہا: بھیڑیئے سے کہہ ان کی بکریاں انہیں واپس کردے۔

واقدی کہتا ہے:

جب بھیڑیا بکریاں لے جارہا تھا تو اُسے ایک منادی نے آواز دی تھی کہ اے بھیڑیا اللہ سے ڈر اور اس کی سزا سے ڈر جن بکریوں کو تو نے پکڑا ہے ان کی حفاظت کرنا اور صحیح سالم خیر الانبیاء والمرسلین محمدؐ بن عبداللہؑ بن عبدالمطلبؑ کو واپس دے دینا۔

جب بھیڑیئے نے سنا تو حیران ہوا اور ڈر گیا اور ان کا خیال رکھنے لگا صبح تک ان کی حفاظت کی جب آپؐ آئے اور دعا کی تو بھیڑیا اٹھا اور بکریوں کو واپس لے آیا اُس نے آپؐ کے قدم چومے اور عرض کی: اے محمدؐ مجھے معاف کر دیں مجھے پتہ نہیں تھا کہ یہ آپؐ کا مال ہے۔ ضمرہ نے بکریاں پکڑیں جن کی کوئی شے کم نہ تھی، ضمرہ نے کہا: اے محمدؐ! آپؐ کی شان کتنی عجیب ہے آپؐ کا حکم چلتا ہے یہ بات حضرت عبدالمطلبؑ کو معلوم ہوئی تو انہوں نے اس خبر کے مخفی رکھنے کا حکم دیا انہوں نے اِسے مخفی رکھا اِس خوف سے کہ کہیں قریش آپؐ کے قتل کے در پے نہ ہو جائیں!

واقدی کہتا ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو سال حلیمہؓ کے پاس رہے آپؐ نے حلیمہؓ سے کہا: میرے بھائی دن کو نظر نہیں آتے رات کو نظر آتے ہیں...... اس کی

کیا وجہ ہے؟

حلیمہؓ نے کہا:

میرے سردار! آپؐ کے بھائی دن کے وقت مال مویشی چرانے چراگاہ میں جاتے ہیں!

آپؐ نے فرمایا: میں بھی ان کے ساتھ جانا چاہتا ہوں تاکہ پہاڑ، صحرا، ریگستان دیکھوں اونٹ کو دیکھوں کہ وہ ماں کا دودھ کیسے پیتے ہیں، زمین کے قطعوں کو اور اللہ تعالیٰ کے عجائبات کو دیکھوں جو زمین میں ہیں! ان سے عبرت حاصل کروں اور نفع نقصان کو جان سکوں، حلیمہؓ نے کہا: بیٹا کیا تو ایسے چاہتا ہے، آپؐ نے فرمایا: ہاں!

اگلے دن حلیمہؓ نے آپ کا سر دھلایا، کنگھی کی اور فاخرہ لباس اور مکی جوتی پہنائی کھانا ساتھ باندھ دیا اور اپنے بیٹوں کے ساتھ بھیج دیا اور کہا: میرے بیٹو! میں تمہیں اپنے سردار محمدؐ کی بابت وصیت کرتی ہوں ان کی حفاظت کرنا بھوک لگے تو کھانا کھلانا پیاس لگے تو پانی پلانا، تھک جائے تو بٹھا دینا تاکہ آرام کرے انہوں نے ماں کی وصیت کو قبول کیا۔ اور کہا: اے اماں! محمدؐ ہمارا بھائی ہے وہ ہمیں زیادہ عزیز ہے!

ان کے ساتھ حلیمہؓ نے عبداللہ بن حارث اور اپنے شوہر بکر بن سعد کو بھیجا۔ آپؐ چلے! آپؐ کی دائیں طرف عبداللہ بن حارث اور بائیں طرف حلیمہ کا شوہر بکر بن سعد، ضمرہ اور قرہ آگے اور آپؐ ان کے درمیان ایسے تھے جیسے چاند ستاروں کے بیچ ہوتا ہے۔

ہر پتھر اور موڑ نے آپؐ پر سلام کیا۔

السلام علیک یا محمد، السلام علیک یا احمد، السلام علیک یا حامد، السلام علیک یا محمود، السلام علیک یا صاحب القول العدل مخلصا بالرضا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

خوشا بہ حال وہ جو تجھ پر ایمان لے آئے اور ہلاکت ہے اُس کے لئے جو تیرا انکار کرے اور جو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے آیا ہے اُس سے ایک حرف کو بھی رد کرے!

آپؐ انہیں سلام کا جواب دیتے رہے اور ساتھ والے اس منظر کو دیکھ کر حیران ہوتے رہے! پھر آپؐ کو دھوپ لگی تو اللہ تعالیٰ نے اسحیا ئیل کو وحی کہ کہ آپؐ کے سر پر سفید بادل لے جائے آپؐ پر بارش نہیں ہوئی اور دوسرے صحراء میں بارش برستی رہتی آپؐ کے راستہ کے علاوہ ہر طرف کیچڑ ہو گیا، بادلوں سے مشک زعفران اور عنبر کی خوشبو نچھاور ہو رہی تھی۔ وہاں صحراء میں ایک خشک درخت تھا دو سال سے اس کے پتے بھی جھڑ گئے تھے آپؐ نے اُسے ہاتھ لگایا وہ سرسبز ہو گیا اور اُس پر تین رنگ کے پھل اُگ آئے۔ سبز، سرخ اور زرد وہ پھل آپؐ لے گئے، آپؐ وہاں بیٹھ کر بھائیوں سے باتیں کرنے لگے آپؐ نے سبز باغ دیکھا تو فرمایا: میرے بھائیو! میں اس باغ سے گزر کر پیچھے والے ٹیلہ پر جانا چاہتا ہوں جہاں مختلف قسم کے نباتات ہیں آپؐ نے فرمایا: بھائیو! وہ ٹیلہ کیسا ہے انہوں نے کہا: وہاں خشکی کا ایک حصہ ہے! آپؐ نے فرمایا: میں اُسے دیکھنا چاہتا

ہوں انہوں نے کہا: ہم بھی آپ کے ساتھ جائیں گے۔ آپ نے فرمایا: تم اپنا کام کرو میں اکیلا ہی چلا جاتا ہوں!

اور انشاء اللہ جلدی واپس آ جاؤں گا، سب نے کہا: محمدؐ! جاؤ۔ تیری بابت ہمارے دل متفکر رہیں گے۔

واقدی کہتا ہے:

آپؐ ایک باغ میں گئے اور اُسے دیکھا اور عبرت حاصل کی اور باغ سے حیران ہوئے اور پھر ٹیلہ پر گئے۔ وہاں پہاڑی کی طرف دیکھا جو دیوار کی طرف ہوا میں معلق تھی بلندی کی وجہ سے اُس پر کوئی چڑھ نہیں سکتا تھا۔ آپؐ نے اپنے آپؐ سے کہا: میں اس ٹیلہ پر چڑھتا ہوں اور اس کے پیچھے جو عجائبات ہیں...... انہیں دیکھتا ہوں!

واقدی کہتا ہے:

آپؐ نے پہاڑ پر چڑھنے کا ارادہ کیا لیکن اُس پر چڑھ نہ سکے کیونکہ وہ ہوا میں سیدھی تھی! اسحیائیل نے پہاڑ میں آواز دی جو وہاں گونجی: اے پہاڑ خیر المرسلینؐ تجھ پر چڑھنا چاہتے ہیں یہ سن کر پہاڑ خوش ہوا وہ ایک دوسرے کے ساتھ ٹکرانے لگا جس طرح جلد آگ جلتی ہے اور تڑتڑ ہوتی ہے پہاڑ سے بھی ایسی آوازیں آئیں آپؐ اس کی چوٹی پر چڑھ گئے پہاڑ کے نیچے مختلف قسم کے سانپ زندگی گزار کر رہے تھے خچر کے برابر بچھو تھے۔ جب آپؐ نیچے اترنے لگے تو اسحیائیل نے آواز دی اے سانپوں اور بچھو غائب ہو جاؤ۔ اور اپنی بلوں میں گھس جاؤ۔ پتھروں کے نیچے ہو جاؤ تا کہ تمہیں سید المرسلینؐ، سید الاولینؐ و

آخرینؑ دیکھ نہ لیں۔ سانپ اور بچھو اسحیائیل کے حکم کے مطابق اپنی بلوں اور پتھروں کے نیچے گھس گئے، آپؐ پہاڑ سے اترے آپؐ نے شہد سے میٹھا اور جھاگ سے نرم پانی دیکھا آپؐ چشمے کے پاس بیٹھ گئے، جبرائیلؑ وہاں اترا اُس کے ساتھ میکائیلؑ، اسرافیلؑ اور دردائیلؑ بھی تھے۔

جبرائیلؑ نے سلام کیا:

السلام علیک یا محمد! السلام علیک یا احمد. السلام علیک یا حامد السلام علیک یا محمود. السلام علیک یاطه، السلام علیک یا ایها المدثر، السلام علیک یا ایها المليح. السلام علیک یا طاب یا طاب السلام علیک یا سید یا سید. السلام علیک یا فار قلیط. السلام علیک یاطس، السلام علیک یاطسم، السلام علیک یاشمس الدنیا السلام علیک یا قمر الاخرة السلام علیک یا نور الدنیا السلام علیک یا قمر الاخرة السلام علیک یا نور الدنيا و الآخرة السلام علیک یا شمس القیامة، السلام علیک یا خاتم النبيين. السلام علیک یا زهرة الملائكة. السلام علیک یا شفیع المذنبين. السلام علیک یا صاحب التاج والهروالة. السلام علیک یا صاحب القرآن و الناقة، السلام علیک یا صاحب الحج والزيارة. السلام علیک یا صاحب الرکن والمقام. السلام علیک یا صاحب السيف

القاطع. السلام عليک يا صاحب الرمح الطاعن. السلام عليک يا صاحب السهم النافذ. السلام عليک يا صاحب المساعی، السلام عليک يا ابا القاسم، السلام عليک يا مفتاح الجنة، السلام عليک يا مصباح الدين، السلام عليک يا صاحب الحوض المورود، السلام عليک يا قائد المسلمين، السلام عليک يا مبطل عبادة الاوثان، السلام عليک يا قائد المرسلين السلام عليک يا مظهر الاسلام، السلام عليک يا صاحب لا اله الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ قولا عدلا!

خوشا بہ حال اُس کے جو آپؐ پر ایمان لے آیا اور ہلاکت ہے اُس کے لئے جس نے تمہارا انکار کیا! اور جس نے تمہارے پروردگار کی طرف سے آئے ہوئے ایک حرف کا بھی انکار کیا!

آپؐ نے ان کے سلام کا جواب دیا اور پوچھا تم کون ہو انہوں نے کہا ہم اللہ کے بندے ہیں اور آپؐ کے پاس بیٹھ گئے۔

جبرائیلؑ نے بتایا میرا نام عبداللہ ہے، اسرافیل نے کہا میرا نام عبداللہ ہے، میکائیل نے کہا میرا نام عبدالجبار ہے۔ دردائیل نے کہا میرا نام عبدالرحمٰن ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ہم سب اللہ کے بندے ہیں۔ جبرائیلؑ کے پاس سرخ یاقوت کا ایک طشت تھا میکائیلؑ کے پاس سرخ یاقوت کا پیالہ تھا جس میں جنتی پانی تھا۔ جبرائیلؑ آگے بڑھا اپنا منہ آپؐ کے منہ پر رکھا یہاں تک کہ تین گھنٹے

گزر گئے پھر کہا: اے محمدؐ!

جان اور سمجھ جو میں بیان کرتا ہوں! آپؐ نے فرمایا: ہاں انشاء اللہ تعالیٰ!! اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے اندر علم، فہم، حکومت اور برہان دے دیا اور آپؐ کے چہرہ پر ۷۲ گنا نور بڑھا دیا، کوئی آپؐ کے چہرہ کی طرف دیکھ نہیں سکتا تھا، جبرائیلؑ نے کہا اے محمدؐ جواب نہ دینا! آپؐ نے فرمایا: مجھ جیسا ڈرتا ہے مجھے اپنے پروردگار کی عزت وجلال، جودوکرم، بلندی مکان کی قسم! اگر میں اپنے پروردگار کی عظمت وجلال کے بغیر کسی شے کو جانتا تو کہتا کہ میں نے کبھی اپنے پروردگار کو پہچانا نہیں ہے! جبرائیلؑ نے میکائیلؑ کی طرف دیکھا اور کہا: اللہ تعالیٰ کا حق بنتا ہے کہ ایسے کو ہی اپنا حبیبؐ بنائے اور اسے اولاد آدم کا سردار قرار دے۔ جبرائیل اور میکائیل آسمان کی طرف پرواز کر گئے۔ اسرافیلؑ نے آپؐ سے نام پوچھا آپؐ نے فرمایا: محمدؐ بن عبداللہؑ بن عبدالمطلبؑ بن ہاشمؑ بن عبد مناف! اس کے علاوہ بھی میرا نام ہے۔ اسرافیلؑ نے کہا: اے محمدؐ آپؐ نے سچ فرمایا۔ لیکن مجھے ایک شے کا امر ہوا ہے آپؐ نے فرمایا تجھے جو حکم ہوا ہے اُسے بیان کرو، اسرافیل نے آپ کی چادر اُٹھائی اور آپؐ کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت لگائی جس پر لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ وہ مہر جسم پر چاند کی طرح روشن تھی جسے ہر عربی جاننے والا پڑھ سکتا تھا۔ اسرافیلؑ مہر لگانے سے فارغ ہوا تو آپ کے سامنے آیا۔

پھر دردائیلؑ قریب آیا اور کہا: اے محمدؐ اب سونا ہے آپؐ نے فرمایا: ہاں! آپؐ نے فرمایا: ہاں! آپؐ نے اپنا سر دردائیل کی گود میں رکھا اور سو گئے خواب

میں دیکھا آپ کے سر پر ایک درخت ہے جس کی ٹہنیاں ہیں ہر ٹہنی پر ایک دو ٹہنی ہے!

تین چار ٹہنیاں ہیں...... درخت کے تنے پر گھاس دیکھی جس کا وصف بیان سے باہر ہے وہ درخت بہت بلند تھا۔

آواز آئی! اے محمدؐ! جانتے ہو یہ درخت کیا ہے آپؐ نے فرمایا: اے بھائی نہیں! آواز آئی: یہ درخت آپؐ ہیں۔ٹہنیاں تیرے اہل بیتؑ ہیں اور جوان کے نیچے ہیں تمہارے محبؓ اور موالی ہیں اے محمدؐ تجھے نبوت کی بشارت ہو۔

پھر دردائیل نے ایک بہت بڑا میزان نکالا اُس کا ہر پلڑا آسمان وزمین کے درمیان میں تھا آپ کو پکڑا اور ایک پلڑا میں کھڑا کیا اور آپؐ کے اصحاب کو دوسرے پلڑے میں! آپ کا پلڑا وزنی نکلا۔

پھر صحابہ والے پلڑے میں آپ کی امت کے ہزار خاص آدمیوں کو کھڑا کیا پھر بھی آپ کا پلڑا وزنی نکلا پھر آپ کی امت کے ہزار خاص آدمیوں کو کھڑا کیا پھر بھی آپ کا پلڑا وزنی نکلا، پھر آپ کی امت کے نصف لوگوں کو پلڑا میں کھڑا کیا لیکن آپ کا پلڑا وزنی نکلا! پھر ساری امت، سارے انبیاء مرسلین، فرشتوں، پہاڑوں، سمندروں، ریت، درختوں، بارشوں اور باقی ساری مخلوقات کو دوسرے پلڑے میں رکھا پھر بھی آپ والا پلڑا وزنی نکلا!

اسی لئے کہا: محمدؐ خیر الخلق ہے کیونکہ ساری مخلوقات سے اس کا وزن بھاری ہے۔ یہ سب آپؐ نے جاگتے سوتے میں دیکھا۔ دردائیل نے کہا: اے محمدؐ! تو اور تیری امت خوشا بہ حال! تمہارا ٹھکانہ اچھا ہے۔ اور ہلاکت ہے اُس کے لئے

جو آپؐ کا انکار کرے اور جو تیرے پروردگار نے تیری طرف دیا ہے اُس سے ایک حرف کو بھی قبول نہ کرے! پھر فرشتے آسمان کی طرف پرواز کر گئے......

واقدی کہتا ہے:

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیر ہو گئی تو آپؐ کے بھائی جو حلیمہؓ کے بیٹے تھے تلاش کرنے نکلے آپؐ انہیں نہ ملے وہ حلیمہؓ کے پاس آئے اور بتایا وہ بدحواس ہو کر قبیلہ حی بنی سعد میں نکل پڑیں اور آوازیں دینے لگیں کہ محمدؐ کھو گیا ہے، حلیمہؓ کے بال کھلے ہوئے پریشان حال وہاں دوڑتی ہوئی آئیں پاؤں ننگے تھے پیروں میں کانٹے چبھتے رہے اور خون نکلتا رہا وہ آواز دے رہی تھیں! وا والدہ، واقرۃ عیناہ واثمرۃ فؤداہ ......ان کے ساتھ بنی سعد کی عورتیں بھی تھیں جو رو رہی تھیں بال کھلے ہوئے تھے اور منہ پیٹ رہی تھیں حلیمہؓ کبھی گرتی تھی کبھی اُٹھتی تھیں۔قبیلہ بنی حی میں کوئی بوڑھا، جوان آزاد، غلام ایسا نہیں تھا جو اُس صحرا میں محمدؐ کی تلاش میں دوڑا نہ ہو۔وہ دوڑتے بھی تھے اور روتے بھی تھے۔اُن کے دل جل رہے تھے عبداللہ بن حارث سوار ہوا تو اس کے ساتھ آل بنی سعد کے لوگ بھی تھے۔اور اُس نے قسم کھائی کہ اگر محمدؐ اب نہ ملا تو میں بنی سعد اور غطفان میں تلوار چلاؤں گا اور اُن ساروں کو قتل کر ڈالوں گا اور اُن کا قتل محمدؐ کے خون کے بدلے میں ہو گا حلیمہؓ اِسی حالت میں بنی سعد کی عورتوں کے ساتھ مکہ کی طرف گئیں اور وہ مکہ میں داخل ہو گئے۔اس وقت حضرت عبدالمطلبؑ کعبہ کے پاس قریش کے سرداروں اور بنی ہاشم کے سرداروں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اُنہوں نے حلیمہؓ کو اس حالت میں دیکھا تو اُن کا جسم کانپ گیا اور پوچھا کہ کیا بات ہے؟

اُنہوں نے کہا کہ محمدؐ کل سے کھو گئے ہیں اور آلِ سعد انہیں تلاش کر رہے ہیں۔ یہ سُن کر حضرت عبدالمطلبؑ بے ہوش ہو گئے۔ ہوش آئی تو کہا! لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ ایسا کلمہ ہے کہ جس کے کہنے والے کو خالی ہاتھ چھوڑا نہیں جاتا۔ پھر فرمایا اے غلام میرا گھوڑا اور تلوار لے آ۔ عبدالمطلبؑ کھڑے ہوئے اور کعبہ کی چھت پر چڑھنے لگے اور کہا۔ اے آلِ غالب، اے آلِ عدنان، اے آلِ فھر یا، اے آلِ نزار، اے آلِ کنانہ، اے آلِ مضر اے آلِ مالک!

پس عرب کے سردار اور بنی ہاشم کے رؤسا جمع ہو گئے اور اُنہوں نے کہا۔ اے ہمارے سردار کیا بات ہے۔ سرکار عبدالمطلبؑ نے اُن سے کہا۔ کل سے محمدؐ نظر نہیں آ رہا مسلّحہ ہو جاؤ۔ اُس دن دس ہزار لوگ عبدالمطلبؑ کے ساتھ سوار ہوئے۔ سارے لوگ عبدالمطلبؑ پر رحم کرتے ہوئے رونے لگے ہر طرف سے رونے اور چیخ و پکار کی آوازیں بلند ہونے لگی۔ یہاں تک کہ پردہ نشین عورتیں بھی پردوں سے باہر آ گئی۔ اور قبیلہ بنی حی اور قبیلہ سعد کی طرف چلیں۔ عبدالمطلبؑ قبیلہ حی کی طرف چلے تو دیکھا کہ عبداللہ بن حارث اور اس کے اصحاب رو رہے ہیں اور تمام کے پاس اسلحہ ہے جب عبداللہ نے حضرت عبدالمطلبؑ کو دیکھا تو اُس کے رونے کی آواز بلند ہوئی اور کہا، اے ابوالحارث اگر محمدؐ نہ ملا تو میں قبیلہ حی بنی سعد اور غطفان میں تلوار چلاؤں گا اور سب کو قتل کر ڈالوں گا۔ یہ سُن کر حضرت عبدالمطلبؑ کا دل حی آلِ سعد پر نرم پڑ گیا۔ اور کہا، تم اپنے قبیلے کی طرف جاؤ۔ اگر آج مجھے محمدؐ نہ ملے تو میں مکہ چلا جاؤں گا۔ اور وہاں کسی یہودی یہودیہ کو نہیں چھوڑوں گا۔ اور نہ اُسے چھوڑوں گا جو محمدؐ پر مہتمم تھے سب کو اپنی تلوار کے

نیچے ڈال دوں گا۔ اور پورے مکہ کو محمدؐ کے خون کے قصاص میں قتل کر ڈالوں گا۔

واقدی کہتا ہے:

ابو سعید ثقفی، ورقہ بن نوفل اور عقیل بن ابو وقاص یمن سے آئے اور اُس راستے سے گزر گئے جس پر آپؐ تھے وہاں وادی میں ایک درخت تھا ورقہ نے ابو مسعود سے کہا: میں اِس راستے پر تیں مرتبہ آیا ہوں لیکن یہاں کبھی درخت نہ دیکھا۔ عقیل نے کہا: تو نے سچ کہا! ہمارے ساتھ گزر و تا کہ دیکھیں کہ یہ کیا ہے وہ سب وہاں گئے اور پہلا راستہ چھوڑ دیا۔ جب درخت کے پاس پہنچے تو ایک خوبصورت لڑکا دیکھا جس جیسا پہلے کبھی نہ دیکھا تھا...... گویا چاند ہے۔ عقیل اور ورقہ نے کہا یہ جن ہے، ابو مسعود نے کہا یہ فرشتہ ہے! وہ کہہ رہے تھے اور نبیؐ اکرم ان کی باتوں کو سن رہے تھے، آپؐ کھڑے ہو گئے انہوں نے آپؐ کو دیکھا اور آپؐ نے ان کو دیکھا، ابو مسعود نے پوچھا: تم کون ہو جن ہو یا انسان؟ آپؐ نے فرمایا: میں انسان ہوں اُس نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا محمدؐ بن عبداللہؑ بن عبد المطلبؑ بن ہاشمؑ بن عبد منافؑ ابو مسعود نے کہا: تو عبد المطلبؑ کا پوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! اُس نے کہا: تو یہاں کیسے آیا ہے؟ آپؐ نے ساری سرگزشت سنائی۔

ابو مسعود ناقہ سے اترا اور کہا: کیا تم اپنے دادا کے پاس جانا چاہتے ہو؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! انہوں نے آپؐ کو اپنے گھوڑے پر بٹھا لیا اور چل پڑے یہاں تک کہ قبیلہ حی آل بنی سعد کے پاس پہنچے گئے آپؐ نے وہاں اپنے دادا اور ان کے ساتھیوں کو دیکھا لیکن انہوں نے آپؐ کو نہ دیکھا۔ انہوں نے کہا: اے محمدؐ!

تم میں سب انبیاء والی خصوصیات نظر آتی ہیں آپؐ نے فرمایا چلو...... جب حضرت عبدالمطلبؑ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو اپنے گھوڑے سے اُترے اور آپ کو اٹھالیا اور کہا: بیٹا تو کہاں تھا؟ میں نے تو عزم کرلیا تھا کہ سارے مکہ والوں کو قتل کردوں گا۔

آپؐ نے اپنے دادا کو سارا واقعہ اوّل سے آخر تک سنایا، یہ سن کر حضرت عبداللہ بہت خوش ہوئے اور مکہ واپس آ گئے، انہوں نے ابومسعود کو پچاس ناقہ اور ورقہ بن نوفل اور عقیل کو ساٹھ ناقہ دیں۔ حلیمہؑ عبدالمطلبؑ کے پاس گئیں اور کہا: محمدؐ مجھے دو۔ عبدالمطلبؑ نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ آپ ہمارے پاس مکہ میں رہیں ورنہ اب میں اسے آپ کے سپرد نہیں کروں گا۔ حلیمہؓ کے باپ عبداللہ بن حارث کو ایک ہزار سرخ سونے کے مثقال اور دس ہزار سفید درہم دیئے، بکر بن سعد کو بغیر وزن کے کچھ دیا۔ آپؐ کے رضاعی بھائیوں ضمرہ وقرہ کو جو حلیمہؓ کے بیٹے تھے دوسو ناقہ دیں اور انہیں اپنے قبیلہ کی طرف واپس جانے کی اجازت دی۔

واقدی کہتا ہے:

حضرت عبدالمطلبؑ کے دور میں ایک شخص تھا جسے سیف بن ذی ہزن مازنی کہتے تھے وہ یمن کا شہزادہ تھا اس نے اپنے بیٹے کو مکہ کا حاکم بنایا اور اُسے کہا کہ عدل وانصاف سے کام لینا، اُس نے باپ کے حکم کی تعمیل کی پھر عبدالمطلبؑ نے قریش کے رؤساء کو بلایا جیسے عتبہ بن ابیعہ، ولید بن مغیرہ، عقبہ بن ابومعیط، امیہ بن حلف اور رؤساء بنی ہاشم کو بلایا سب دارالندوہ میں جمع ہوئے یہ مسجد الحرام

کے ساتھ متصل گھر تھا وہ اپنے مراتب کے مطابق بیٹھے۔

حضرت عبدالمطلبؓ نے کلام کی اور کہا: میں نے ایک تدبیر سوچی ہے، مشائخ نے کہا: اے رئیس قریش اور کبیر بنی ہاشم وہ تدبیر کیا ہے؟ اُس نے کہا: اے قوم! تم میرے ساتھ سیف بن ذی ہزن کے پاس چلو تا کہ کہ اُسے اُس کی حکومت کی اور دشمن کی ہلاکت کی مبارک باد دیں تا کہ وہ ہمارے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرے اور ہماری طرف میلان رکھے انہوں نے کہا: ہاں! کتنی اچھی تدبیر ہے پھر عبدالمطلبؓ نے حکم دیا کہ رخت سفر باندھو وہ تیاری کر چکے تو حضرت عبدالمطلبؓ کے ساتھ ٦٧ آدمی یمن کی طرف ناقہ پر سوار ہوئے جب سیف بن ذی ہزن کے پاس کئی دن کے بعد پہنچے تو اُس نے پوچھا تمہارے آنے کا سبب کیا ہے؟ انہوں نے کہا: بادشاہ قیصر دردی میں ہے اُس کی عادت تھی کہ وہ قصر غمدان میں داخل ہوتا تھا تو ۴۱ دن کے بعد نکلتا تھا اُس تک کوئی شخص نہیں جا سکتا تھا اور کوئی ملنے والا ان سے مل سکتا تھا اور یہ لوگ ان دنوں میں آ گئے، حضرت عبدالمطلبؓ اُس کے باغ کے دروازے پر آئے قصر غمدان کا باغ کے وسط میں دروازہ تھا۔ حضرت عبدالمطلبؓ نے کہا ہو سکتا ہے کسی بہانے سے ہم یہاں سے اُسے مل سکتے ہیں لوگوں نے کہا: آپ نے سچ کہا ہے:

واقدی کہتا ہے:

حضرت عبدالمطلبؓ اترے اور دروازے کے پاس گئے اور اُسے دیکھا وہاں موجود دربان کو سلام کیا اور مسکرائے لیکن اُس نے کسی قسم کا اظہار نہ کیا اور وہ ایک طرف بیٹھا رہا۔

حضرت عبدالمطلبؑ نے دربان سے کہا ہمیں باغ کے اندر جانے دو، دربان نے کہا: تعجب ہے تم پر تمہاری سوچ کتنی کم اور رائے کتنی کمزور ہے کیا تم پچھاڑے جانا چاہتے ہو؟ حضرت عبدالمطلبؑ نے کہا: مجھ میں جنون تو ہے نہیں! دربان نے کہا: کیا جانتے ہیں ہو سیف بن ذی ہزن اپنی کنیزوں کے ساتھ قصر میں ہے اُس کے نوکر بیٹھے ہوئے ہیں اگر اُس نے تمہیں باغ میں دیکھ لیا تو تمہارے قتل کا حکم جاری کردے گا اُس کے نزدیک بندہ مارنا پانی پینے سے زیادہ آسان ہے اُسے عبدالمطلبؑ نے کہا: چھوڑ دے مجھے داخل ہونے دو بادشاہ جو چاہے گا مجھ سے سلوک کرے گا۔ دربان نے کہا: اے مغلوب العقل بادشاہ قصر میں ہے اور اُس کی آنکھیں دروازے اور دربان پر ہیں! وہ تمہارے قتل کے حکم پر قادر ہے۔ عقیل بن ابی وقاص نے کہا: اے ابوالحارث کیا جانتا ہے کہ چراغ تیل کے بغیر نہیں جلتا۔ عبدالمطلبؑ نے کہا: تم نے سچ کہا ہے!

واقدی کہتا ہے:

حضرت عبدالمطلبؑ نے دربان کو خطیر رقم دی اور باغ کے اندر داخل ہو گئے سیف بن ذی ہزن قصر کے اندر تھا جو عالیشان جواہر سے مزین قصر تھا اُس نے حضرت عبدالمطلبؑ کو دیکھا تو ناراض ہوا اور کہا تمہیں کس نے اجازت دی ہے اور اندر آئے ہو تم کون ہو؟ فرمایا: میں عبدالمطلبؑ بن ہاشمؑ بن عبد منافؑ بن قصی بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان...... ابن آدم علیہ السلام ہوں۔ سیف بادشاہ نے کہا: تو میری بہن کا بیٹا ہے، اُس نے کہا: ہاں! میں تیری بہن کا بیٹا ہوں اس لئے کہ سیف بن زی ہزن آل قحطان سے تھا جو بھائی کی اولاد سے ہیں اور

آل اسماعیل بہن کی اولاد سے ہیں۔ سیف جانتا تھا کہ عبدالمطلبؑ بہن کی اولاد سے ہے۔ سیف نے کہا:

اھلاً وسہلاً اور ہاتھ بڑھائے اور گلے ملے، وہ بیٹھے اُنہیں اُس نے ابو الحارث کی کنیت سے بلایا حضرت عبدالمطلبؑ نے کہا: تم شام والے رات دن مشقت کرنے والے ہو جنگجو ہو۔ اُس نے کہا: اے ابو الحارث کیسے آنا ہوا؟ حضرت عبدالمطلبؑ نے کہا: اے سعادت مند بادشاہ، جس کا بہت بلند مرتبہ ہے جس کے حکم کی فرمانبرداری کی جاتی ہے۔ جس سے آفتیں دور ہیں۔ جس میں نرمی ہے، ہم بیت اللہ کے ہمسائے ہیں، میں آیا ہوں اور میرے ساتھی تمہارے دروازے پر ہیں ہم اس لئے آئے ہیں تاکہ آپ کو آپ کی حکومت اور اللہ تعالیٰ کی نصرت پر اور آپ کے دشمنوں کی ہلاکت پر آپ کو مبارک باد دیں پس حمد ہے خدا کی جس نے آپ کی نصرت کی اور آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک دی آپ کے دشمنوں پر اللہ تعالیٰ نے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک بخشی اللہ تعالیٰ آپ پر نعمتوں کو تادیر کھلے رکھے اور آپ کو ابدی نعمتیں دیتا رہے! اے بادشاہ میری آپ کی بابت دعا ضائع نہ ہو!

سیف ان کی دعا پر خوش ہوا اور ان سے محبت میں اضافہ ہو گیا جو اُس نے اُسے مبارک باد دی اُس نے حکم دیا کہ ان کے ساتھ جو لوگ ہیں اور باہر کھڑے ہیں انہیں حاضر کیا جائے اب ان کی خاطر مدارت ہونے لگی بادشاہ نے حکم دیا کہ ان پر روزانہ ایک ہزار درہم سفید خرچ کیئے جائیں۔ حضرت عبدالمطلب۔ان کے مہمان خانے میں دو ماہ ٹھہرے جس دن واپس جانا چاہتے تھے انہوں نے رات کو

اپنا پروگرام سیف کے گوش گزار کیا اگلے دن سیف اور عبدالمطلبؑ اکیلے میں ملے ان دونوں کے درمیان سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں تھا۔ بادشاہ نے کہا: اے ابوالحارث میری رائے یہ ہے کہ وہ بات جو میں نے تمہارے غیروں سے چھپائی ہوئی ہے وہ آپ کو بتا دوں کیونکہ تم قابل اعتماد ہو، میں چاہتا ہوں آپ اُس بات کو مخفی رکھو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُسے ظاہر کر دے۔ عبدالمطلبؑ نے کہا سر آنکھوں پر!

میرا آپ پر یہی حسن ظن ہے۔

بادشاہ نے کہا: اے ابوالحارث تمہاری سرزمین پر ایک خوبصورت جوان ہے جس کی قد و قامت اچھی ہے اُس کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہے جس کے سر پر شجرہ نبوت ہے جس پر بادل سایہ کرتے ہیں۔ جو قیامت کے دن شفاعت کرے گا، جس کی مہر نبوت پر **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** لکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ماں باپ کی موت دی اُس کی تربیت اُس کے دادا اور چچا کے ہاتھ میں ہے۔ میں نے بنی اسرائیل کی کتابوں میں اُس کی صفت دیکھی ہے کہ وہ ستاروں کے درمیان چاند ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تو اُس کا دادا ہے! حضرت عبدالمطلبؑ نے کہا ہاں میں اس کا دادا ہوں...... اے بادشاہ! بادشاہ نے کہا: خوش آمدید...... اے ابوالحارث پھر بادشاہ نے کہا: میں اپنی گواہی دیتا ہوں کہ میں اُس پر ایمان رکھتا ہوں اور جو اپنے رب کی طرف سے لایا ہے اُس پر بھی ایمان رکھتا ہوں۔ پھر سیف نے تین مرتبہ کہا کاش میں اُسے دیکھ لوں تب اس کی مدد کروں گا اور اس کی زیارت کروں گا جس پر ہوا میں

پرندے تعجب کرتے ہیں۔

پھر کہا: اے ابوالحارث جب تک وہ آنہ جائے اسے مخفی رکھنا اور ظاہر نہ کرنا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُسے ظاہر کردے حضرت عبدالمطلبؑ نے کہا سر آنکھوں پر! عبدالمطلبؑ نے سیف کی داڑھی میں دیکھا سیاہ اور سفید بال تھے اور وہاں سے نکلے اُسے وعدہ دیا کہ کل مہندی لگائے گا تاکہ ارض حرم میں اتریں وہ واپس آئے تو اپنے ساتھیوں کو خوف زدہ پایا وہ ان کے بارے میں بڑی فکر کررہے تھے کیونکہ انہیں بادشاہ نے ایسی گھڑی میں بلایا تھا۔ انہوں نے کہا: بادشاہ آپ سے کیا ارادہ رکھتا تھا۔

حضرت عبدالمطلبؑ نے کہا: اُس نے مجھ سے مکہ کی رسوم اور آثار کے بارے میں سوال کیا ہے...... حضرت عبدالمطلبؑ نے اُس راز والی بات کو ان کے سامنے بیان نہ کیا۔ اگلے دن بادشاہ کا ایلچی آیا اور انہیں بادشاہ کے پاس قصر میں لے گیا دیکھا کہ بادشاہ نے داڑھی پر مہندی لگائی ہوئی ہے۔ عبدالمطلبؑ نے کہا میں آپ کو چھوڑ گیا تھا کہ آپ کے بال سفید تھے اور آج سیاہ ہیں اُس نے کہا میں نے خضاب لگایا ہے، ان کے ساتھیوں نے کہا: بادشاہ نے ہمیں خضاب کے اہل سمجھا ہے اور لگایا ہے بادشاہ نے حکم دیا انہیں حمام لے جاؤ سب کے سر داڑھیاں سفید تھیں انہوں نے خضاب کیا جس سے بال سیاہ ہوگئے۔ کہا گیا کہ سب سے پہلے جس نے سر اور داڑھی پر خضاب کیا وہ سیف ہے۔

واقدی کہتا ہے:

بادشاہ نے حکم دیا ہے کہ ہر ایک کو سفید درہم اور سواری، خچر اور ایک کنیز اور

غلام فاخرہ لباس دیئے جائیں۔عبدالمطلبؓ کے دوسروں کے مقابلے میں دگنا دیا پھر بادشاہ نے عقاب گھوڑا اشھبا خچر،غضبا ناقہ دیا اور کہا: اے ابوالحارث! میں نے جو تجھے دیا ہے یہ میری تمہارے پاس امانت ہے اور یہ امانت محمدؐ کو دے دینا! جب جوان ہو جائے تو اُسے کہنا: میں اِس گھوڑے پر کسی شے کو طلب نہیں کرتا مگر یہ کہ اُسے پالوں اور کوئی دشمن مجھ پر غلبہ کیا قصد نہ کرے میں اس پر جب بھی سوار ہوا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے نجات دی ہے۔خچر میں نے اس سے پہاڑ اور صحراء کا سفر کیا ہے کیونکہ اس کا چلاوا اچھا ہے میں اس پر سے رات دن نہیں اترتا تھا اُس نے اُس کی حفاظت کا حکم دیا اور مجھے اس کے بارے میں نصیحت کی اور کہا کہ میری طرف سے اُسے بہت سلام کہنا عبدالمطلبؓ نے کہا: سر آنکھوں پر۔ الوداع ہوئے اور مکہ کی طرف چلے یہاں تک کہ مکہ پہنچ گئے......شہر میں آواز بلند ہوئی کہ یہ لوگ واپس آ گئے ہیں! لوگ ان ان کا استقبال کرنے آئے۔عبدالمطلبؓ کی اولاد استقبال کے لئے آئی، آپ پتھر پر بیٹھے ہوئے تھے آپؐ نے منہ پر آستین ڈالی ہوئی تھی تا کہ منہ پر دھوپ نہ پڑے عبدالمطلبؓ آپؐ کے پاس آئے پس اُ کی اولاد نے اس کی طرف دیکھا اور کہا: بابا جان آپ یمن گئے تھے تو بوڑھے تھے جوان ہو کر واپس لوٹے ہو، کہا: ہاں اے بیٹو! جو تم نے کہا ہے اس کے بارے میں تمہیں مطلع کروں گا اور انہیں خبر دی! پھر عبدالمطلبؓ نے کہا: میرا سردار محمدؐ کہاں ہے انہوں نے کہا: وہ آپ کے انتظار میں راستے پر بیٹھا ہے۔حضرت عبدالمطلبؓ اُس کی طرف اپنے ساتھیوں کے ساتھ چلے آپؐ کے پاس پہنچے، اپنی سواری سے اترے، گلے ملے اور آنکھوں کے درمیان چوما اور کہا: یہ گھوڑا خچر اور ناقہ یمن کے

بادشاہ سیف بن ذی یزن نے آپؐ کے لئے بھیجا ہے اور بہت زیادہ سلام بھیجے ہیں۔ پھر ایک آدمی کو حکم دیا کہ آپ کو گھوڑے پر سوار کروایا جائے، جب آپؐ اُس پر سوار ہوئے تو گھوڑا ہنہنایا اور بہت خوش ہوا، گھوڑے کا نسب یہ ہے:

عقاب بن نیر زوب بن قابل بن بطال بن زادراکب بن کفاح بن بح بن موج بن میمون بن ریح اللہ تعالیٰ نے اُسے حکم دیا (کُن) ہو جا وہ اللہ کے حکم کی طرح ہو گیا!

واقدی کہتا ہے:

سرکار ابو طالبؑ نے گھوڑے کی لگام پکڑی، آپ کو آپؐ کے چچاؤں نے گھیر لیا آپؐ نے کہا: مجھے چھوڑ دو، اللہ میری حفاظت کرتا ہے اور میرا وکیل ہے، گھوڑا آپ کو یمن کی طرف لے گیا، آپؐ گرنے کی حد تک جھکے ہوئے تھے گھوڑا بھی جھکا ہوا تھا تا کہ آپ گر نہ جائیں۔ آپ واپس مکہ آئے، یہ خبر قریش میں اور بنی ہاشم میں عام ہو گئی، لوگ اس امر کو دیکھ کر حیران ہوئے اور آپؐ کے دادا بہت خوش ہوئے۔

واقدی کہتے ہے:

آپؐ بڑے ہوئے ابھی آپ کی عمر آٹھ سال آٹھ ماہ آٹھ دن ہوئی تھی کہ حضرت عبدالمطلبؑ سخت بیمار ہو گئے۔ انہوں نے حکم دیا کہ میری چارپائی بیت اللہ کے پاس لے جائی جائے اور خانہ کعبہ کے پاس رکھ دی جائے۔ وہ چارپائی خیزران کی لکڑی کی تھی جو انہیں ان کے دادا عبد مناف کی طرف سے وراثت میں ملی تھی اُس پر بہترین لکڑی، آبنوس، صندل سے کام ہوا تھا اُس پر

سائبان بنایا گیا اور بیت اللہ کے پاس رکھی گئی۔ ان کے دس بیٹے تھے جن میں سے حضرت عبداللہ فوت ہو چکے تھے باقی نو بیٹے ان کے پاس موجود تھے جو باپ کی یہ حالت دیکھ کر زار وقطار روتے تھے جیسے بارش سے پانی برستا ہے، آپ بھی دادا کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ قرب اور قریش کے لوگ بھی ان کی جدائی پر گریہ کناں تھے اور انہیں دیکھنے کے لئے جمع تھے۔ ابولہب سامنے آیا، اُس نے آپ کو رسوا کیا سر سے پکڑا اور اُٹھایا۔ حضرت عبدالمطلبؑ نے فرمایا: اے ابولہب اس سے باز آ جاؤ تو اس کا دشمن ہے۔ محمدؐ سے بغض ظاہر نہ کر، اپنی جگہ پر بیٹھ جاؤ اور خاموش ہو جاؤ۔ ابولہب اُٹھا اور عبدالمطلبؑ کے پائینتی کی طرف شرمندہ ہو کر بیٹھ گیا۔ کیونکہ ابولہب سرکش تھا اور آپؐ سے بغض رکھتا تھا۔

عبدالمطلبؑ نے کروٹ لی اور ابوطالبؑ کی طرف منہ کیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے حوالے کیا کیونکہ عبدالمطلبؑ کی اولاد میں سب سے زیادہ ابو طالبؑ آپؐ سے محبت کرتے تھے اور ان کی طرف مائل تھے۔ عبدالمطلبؑ نے ابو طالبؑ کو آپؐ کی کفالت کی ذمہ داری سونپ دی اور فرمایا: اے ابوطالبؑ میں نے اس کی بابت تجھے وصیت کر دی ہے، ابوطالبؑ نے کہا: وہ وصیت کیا ہے؟ کہا: بیٹا میں تجھے اپنے بعد اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کی وصیت کرتا ہوں تو جانتا ہے کہ اس کا میرے نزدیک کیا مقام ہے اس کی عزت کرنا یہ دن رات تمہارے پاس رہے گا۔ جب تک زندہ رہو گے اس کی حفاظت کرنا پھر اللہ اپنے حبیبؐ کا مالک ہے۔ پھر اپنی اولاد سے کہا: محمدؐ کی عزت اور تجلیل کرنا اُس کے اعزاز اور اکرام میں رہنا تم عنقریب اس سے اعلیٰ عظیم امر کو دیکھو گے اس کا

آخر معاملہ وہ ہوگا جسے میں بیان نہیں کرتا جب بڑا ہوگا تو تمہیں پتہ چل جائے گا۔ سب نے کہا: آپ کا حکم سر آنکھوں پر...... اے ہمارے بابا! ہم اپنی جان اس فدا کریں گے اپنا مال اس پر قربان کریں گے۔ ہم اس کی قربانی بن کر رہیں گے۔

ابو طالبؑ نے کہا: آپ نے مجھے اُس شخص کے بارے میں وصیت کی ہے جو مجھ سے اور میرے بھائیوں سے افضل ہے۔ عبد المطلبؑ نے کہا: ہاں! پہلے اور اب آپؐ کے چچاؤں میں ابو طالبؑ سے بڑھ کر آپؐ کے لئے زیادہ مہربان کوئی نہیں تھا۔ ابو طالبؑ نے کہا: میرا مال، جان اس پر قربان اس کے دشمنوں سے جھگڑوں گا، اس کے دوستوں کی مدد کروں گا اور اس کے امر کو کمزور نہیں ہونے دوں گا۔

واقدی کہتا ہے:

پھر عبد المطلبؑ نے اپنی آنکھوں کو بند کیا پھر کھولا اور قریش کی طرف دیکھا اور کہا: اے میری قوم کیا میرا تم پر حق واجب نہیں ہے؟ انہوں نے کہا: آپ کا ہر چھوٹے بڑے پر حق واجب ہے! ہم میں بہترین قائد اور بہتر ہنکانے والے آپ تھے اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ اللہ تعالی آپؑ سکرات الموت کو آسان کرے اور آپ کے گزشتہ گناہوں کو معاف کرے!

عبد المطلبؑ نے کہا: میں تمہیں اپنے بیٹے محمدؐ کے بارے میں وصیت کرتا ہوں اسے کرامت، بزرگی کے مقام پر بٹھانا اسے کوئی ناگوار واقعہ پیش نہ آئے انہوں نے کہا: آپ کا حکم سر آنکھوں پر! پھر عبد المطلبؑ نے کہا: تم پر میرے بعد رئیس ولید بن مغیرہ ہے یہ اس منصب کے اہل ہے یہ تمہیں خیر پر جمع

کرے گا۔ سب لوگوں نے کہا ہم نے آپ کے حکم کو مانا۔ آپ نے ہمارے لئے جو رئیس چنا ہے اچھا ہے، اپنے بعد جسے مقرر کیا ہے بہترین ہے!

اس طرح قریش اور بنی ہاشم ولید ملعون کی رکاب میں آ گئے!

سرکار عبدالمطلبؑ کا رنگ متغیر ہوا اور جانکنی کے مراحل رونما ہوئے پیروں، ہاتھوں کے ناخن زرد ہو گئے ادھر سے ادھر پلٹنے لگے کبھی پیر آگے کرتے کبھی پیچھے۔ قریش اور بنی ہاشم کے لوگ وہاں موجود تھے کہ اچانک سارے مکہ کے لوگوں کی چیخیں نکل گئیں۔ آپؐ اٹھنے لگے تو عبدالمطلبؑ نے آنکھیں کھول دیں اور کہا بیٹا کیا تو اٹھنا چاہتا ہے، آپؐ نے کہا: ہاں! عبدالمطلبؑ نے کہا: مجھے آسمان کے رب کی قسم جب تک آپؐ میرے پاس ہیں میں آرام میں ہوں، آپؐ بیٹھ گئے اور تھوڑی دیر کے بعد ان کا انتقال ہو گیا!

واقدی کہتا ہے:

عبدالمطلبؑ کے انتقال کے بعد انہیں غسل و کفن اور حنوط دے کر صفا کے ذیل کی طرف جنازہ کو لے کر چلے مکہ کا ہر بوڑھا جوان، آزاد غلام، مرد عورت جنازے کے ساتھ تھا اور انہوں نے عزت و احترام کے ساتھ دفن کیا اور لوگ دفن کے بعد روتے ہوئے واپس آئے کیونکہ عبدالمطلبؑ کو مکہ والوں نے اپنے ہاتھ سے کھو دیا!

عاتکہ بنت عبدالمطلبؑ نے باپ پر مرثیہ کہا:

الا یا عین و یحکم اسعدینی

بدمع واکف من هطل غزیز

صفیہ بنت عبدالمطلبؑ نے باپ پر مرثیہ کہا:

اعینی جودفا بالدموع الواکب

علی خیر شخص من لوی بن غالب

برہ بنت عبدالمطلبؑ نے اپنے باپ پر مرثیہ کہا:

اعینی جواد بالدموع الھواطل

علی النحر منی مثل فیض الجلد اوّل

اروی بنت عبدالمطلبؑ نے اپنے باپ پر مرثیہ کہا:

الا یا عین و یحک اسعدینی

بدیل واکف من بعد ویل

آمنہ بنت عبدالمطلبؑ نے باپ پر مرثیہ کہا:

بکت عینی و حق لھا البکاء

علی سمح سجیتہ الحیاء

واقدی کہتا ہے:

ولید بن مغیرہ حضرت عبدالمطلبؑ کے بعد رئیس قریش بن گیا اُس نے اپنا معاملہ قائم کیا وہ ملعون رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن تھا اور حضرت ابو طالب علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت محبت کرتے تھے ایسی محبت کی مثال نہیں ملتی وہ آپ کو اپنے پہلو میں سلاتے ان کے دائیں طرف سرہانہ اور چادر بائیں طرف رکھتے رات ہوتی تو اُن کے ساتھ رہتے سوتے وقت آپؐ کے کپڑے اتار کر آپؐ کے جسم کو ننگا کردیتے تاکہ آپ کا جسم مبارک ان کے جسم سے لگتا رہے یہ محبت کی وجہ سے کرتے تھے تاکہ اس عمل سے اللہ تعالیٰ

راضی ہو جائے رات کے وقت آپؐ کے اور ابو طالبؑ کے درمیان کوئی حائل نہیں ہوتا تھا ایک دفعہ آپؐ کی آنکھ خراب ہوگئی۔ آنکھ میں لالی آ گئی جسے دیکھ کر حضرت ابو طالب علیہ السلام بہت پریشان ہوئے مختلف طبیبوں کو بلایا لیکن آنکھ ٹھیک نہ ہوئی قریش اور بنو ہاشم کے لوگوں نے مشورہ دیا کہ آپ کو حبیب راہب کے پاس لے جاؤ اور وہ پروردگار سے آپؐ کے لئے دعا کرے گا جس سے آپؐ ٹھیک ہو جائیں گے کیونکہ وہ اپنی مشکلات میں اُسی سے دعا کرواتے تھے حضرت ابو طالب علیہ السلام گھر آئے اور آپ کو بتایا تو آپؐ نے فرمایا: جو آپ کی مرضی!

واقدی کہتا ہے:

اگلے دن...... حضرت ابو طالب علیہ السلام نے آپؐ کو نہلوایا، اچھے کپڑے زیب تن کروائے، اچھی زینت کروائی اور ناقہ پر سوار ہوئے اور حبیب کی طرف چلے حبیب مکہ سے تین مرحلہ کے فاصلے پر اپنے عبادت خانے میں رہتا تھا جو طائف کے راستہ پر واقع تھا...... وہاں پہنچے تو اُس کے غلام نے کہا: حبیب آپ سے ملنے ابو طالبؑ آیا ہے اُس نے کہا اُس کو اندر لے آؤ وہاں گئے اور حبیب کے پاس بیٹھ گئے حبیب نے کوئی بات نہ کی سارے لوگ خاموش تھے حضرت ابو طالب علیہ السلام نے فرمایا: یہ میرا بھتیجا محمدؐ ہے اس کی آنکھ خراب ہوگئی ہے بہت دوائیاں لی ہیں لیکن آرام نہیں آیا ہے۔

آپ اس کے لئے شفا کی دعا کریں۔

حبیب نے کہا: محمدؐ! ادھر میرے پاس آؤ، آپؐ نے فرمایا: تم میرے پاس آؤ۔ حضرت ابو طالب علیہ السلام نے کہا: ہائے عجیب ہے شکایت اور تکلیف

آپ کو ہے؟ آپؐ نے فرمایا: بلکہ حبیب کو شکایت اور تکلیف ہے۔ حبیب غصے ہوا اور کہا: اے محمدؐ مجھے کیا شکایت اور تکلیف ہے۔ آپؐ نے فرمایا تجھے برص کی شکایت ہے جو تیرے جسم پر ہے اُس کے لیئے تو نے اللہ تعالیٰ سے بتیس سال دعائیں کیں لیکن وہ برص نہیں گئی، حبیب نے کہا: اے محمدؐ تجھے کیسے پتہ چلا حالانکہ تو تو چھوٹا بچہ ہے۔

اُس نے کہا: اے محمدؐ مجھ پر مہربانی کریں اور میری صحت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں...... آپؐ کے چہرے سے نور ساطع ہوا جس سے پورا عبادت خانہ منور ہوگیا۔ ھاتف غیبی کی آواز آئی: اے دیر والو! اے رہبانو! اے اہل کتاب اللہ اور اُس کے رسول محمدؐ پر ایمان لے آؤ، حبیب اُٹھا اور آپؐ کے پاس آیا اور عرض کی اے محمدؐ مجھے کیا شکایت اور تکلیف ہے۔ آپؐ نے فرمایا تجھے برص کی شکایت ہے جو تیرے جسم پر ہے اُس کے لئے تو نے اللہ تعالیٰ سے بتیس سال دعائیں کیں لیکن وہ برص نہیں گئی، حبیب نے کہا: اے محمدؐ تجھے کیسے پتہ چلا حالانکہ تو تو چھوٹا بچہ ہے۔

اُس نے کہا: اے محمدؐ مجھ پر مہربانی کریں اور میری صحت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔...... آپؐ کے چہرے سے نور ساطع ہوا جس سے پورا عبادت خانہ منور ہوگیا۔ ھاتف غیبی کی آواز آئی: اے دیر والو! اے رہبانو! اے اہل کتاب اللہ اور اُس کے رسول محمدؐ پر ایمان لے آؤ، حبیب اُٹھا اور آپؐ کے پاس آیا اور عرض کی اے محمدؐ میں آپ کی (نبوت) کی گواہی دیتا ہوں اور میں آپؐ پر ایمان لے آیا جس شے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے کر آئے ہیں بچپن میں، جوانی میں، قدیم سے اور اب سب پر ایمان لے آیا۔ جن لوگوں نے اسے سنا اور دیکھا

انہوں نے اِسے معتبر قرار دیا آپؑ نے فرمایا: اے حبیب کپڑا اُٹھاتا کہ میں نے جو کہا ہے اُسے لوگ دیکھ لیں اُس نے چادر الٹی تو لوگوں نے سفید برص دیکھی جو درہم کی طرح سفید تھی جس پر سیاہ نقطہ تھا، آپؑ نے دعا کی اور اُس پر ہاتھ پھیرا تو وہ برص ختم ہوگئی۔ آپؑ نے فرمایا: چچا میں یہاں اس لئے آیا ہوں کہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ میری اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنی شان ہے پھر اپنے لئے دعا کی تو آپؑ کی آنکھ بھی ٹھیک ہوگئی حبیب نے کہا: اے ابو طالبؑ!

ان کی حفاظت کرنا ہم نے ان کا نام تورات میں پایا جو چاند سے زیادہ روشن اور انجیل کی سورہ مبر ہنہ میں صبح کے ستارے سے بھی زیادہ روشن دیکھا ہے! ان کی بہت بڑی شان ہے عنقریب تم اس کا امر دیکھو گے یہ سن کر ابو طالبؑ بہت خوش ہوئے حبیب نے کہا: خوش نصیب ہے جو ان پر ایمان لے آیا اور جس نے اس کا کفر کیا اور جو یہ اللہ کی طرف سے لے آئے اس سے ایک حرف کا بھی انکار کیا وہ ہلاک ہوا۔ ان کے ستاروں کی تعداد کے برابر دشمن ہیں البتہ ان کا ایک محافظ ہے جو ان کی حفاظت کرتا ہے اور ان کا مددگار ہے جو ان کی مدد کرتا ہے اس سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کرو۔ تو اس سے خوش ہوگا۔

پھر ابو طالبؑ حبیب کے پاس سے اُٹھے اور ناقہ پر سوار ہوئے ابو طالبؑ نے اس بات کو مخفی رکھا اور کسی کو خبر نہ ہونے دی اور آپؐ کی آنکھ پہلے کی طرح ٹھیک ہوگئی۔

☆☆☆

خانہ کعبہ کی چابی کا واقعہ!

حضرت عمر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا: ابا جان خانہ کعبہ کی چابی بنی شیبہ کے پاس کیسے آئی؟

اُس نے کہا: حضرت ابراہیم خلیل اللہ خانہ کعبہ کو تعمیر کر چکے تو انہوں نے خانہ کعبہ کے اندر دروازے کی دائیں طرف ایک گڑھا کھودا اور کہا کہ اس میں درہم و دینار ڈالے جائیں جس سے اس کی تعمیر اور مرمت ہوتی رہے گی، اس مال کا کوئی بادشاہ استعمال نہیں کر سکتا تھا، خانہ کعبہ کی چابی بنی امیہ کے ہاتھ آ گئی اور نسل در نسل اس کا سلسلہ چلتا تھا۔ وہ چابی ابو العاص بن امیہ بن عبد الشمس کے پاس آئی وہ اپنے ہاتھ سے تالا کھولتا اور بند کرتا رہتا تھا ایک دفعہ اُسے شراب کی ضرورت تھی وہ شراب بنانے والے کے پاس گیا اور وہ چابی گروی رکھ کر شراب لے آیا اس نے شراب پی اور مست ہوا اس کا عامر بن شیبہ کو علم ہوا تو اُس نے شراب بنانے والے کو رقم دی اور چابی لے لی، آ کر خانہ کعبہ کو کافور کے پانی سے غسل دیا چابی کو دھو کر دیباج کے کپڑے میں رکھا وہ چابی سونے کی تھی اور حق بھی یہی ہے کیونکہ خانہ کعبہ کی چابی تھی!

واقدی کہتا ہے:

جب ابو العاص کا نشہ اترا اور وہ شراب بنانے والے کے پاس گیا اس نے بتایا کہ عامر بن شیبہ نے چابی لے لی ہے۔ ابو العاص غصہ ہوا اور اپنے رشتہ داروں کو لے کر عامر کے گھر گیا اُسے مارا پیٹا اور چابی چھین لی...... ابو العاص خوش

وخرم واپس آیا لیکن عامر غصے ہوا۔ اور مقام ابراہیمؑ پر آیا اور آسمان کی طرف منہ کر کے دعا کی: خدایا تو جانتا ہے کہ ابوالعاص نے چابی شراب کے عوض گروی رکھی جس سے تیرے گھر کی توہین کی وہ تیرے گھر کی شان نہیں ہے تا میں نے واپس لی اُسے دھویا اور وہ کیا جو کیا، خدایا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ ابوالعاص اور اُس کے رشتہ داروں سے یہ عزت واپس لے لے!

پھر گھر لوٹ گیا۔

واقدی کہتا ہے:

اگلے دن مکہ کے لوگ طواف کر رہے تھے اور زیارت کرنے کے لئے خانہ کعبہ کے دروازے پر آئے ادھر سے ابوالعاص چابی لے کر آیا۔ دروازہ کھولنے کے لئے اُس نے چابی تالے کے اندر ڈالی تو وہ تالے کے اندر پھنس گئی اور تالہ نہ کھلا پھر چابی لگائی اور بڑی کوشش کی لیکن تالہ نہ کھلا اور لوگ بھی کثرت سے زیارت کے لئے آئے ہوئے تھے! انہوں نے یہ حالت دیکھی تو حیران رہ گئے تالہ کھولنا چاہتا ہے لیکن کھلتا نہیں ہے اتنے میں ہاتف غیبی کی آواز آئی کہ جس نے چابی گروی رکھی۔ اُس کے ہاتھ سے تالا نہیں کھلے گا صرف ایک صورت ہے کہ یہ چابی عامر بن شیبہ کو دے دی جائے، لوگوں نے اُسے بلایا وہ آیا اُس نے بسم اللہ پڑھ کر تالے میں چابی ڈالی اور تالہ کھل گیا۔ لوگوں نے زیارت کی اس طرح یہ چابی عامر بن شیبہ کے پاس آ گئی پھر نسل در نسل چلتی رہی جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کی اور خانہ کعبہ کے پاس آئے پوچھا چابی کس کے پاس ہے، عامر نے چابی اور اپنے آپ کو چھپا دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے

اُسے تلاش کیا جب ملا تو اُس سے چابی مانگی اور بتایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خانہ کعبہ کے پاس ہیں اُس نے کہا کہ چابی میرے پاس نہیں ہے میری اہلیہ کے پاس ہے امامؑ اس کی اہلیہ کے پاس آئے چابی مانگی تو اُس نے کہا کہ وہ تو میرے پاس نہیں امامؑ نے تلوار نکالی اور اُسے بلند کیا تو اُس نے ہاتھ بلند کیے جس سے چابی نیچے گر گئی جسے عامر نے اُٹھالیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے آیا آپؐ نے فرمایا: میں تالہ بغیر چابی کے بھی کھول سکتا تھا لیکن میں نے ایسا نہیں کیا!

اب آیت نازل ہوئی کہ ان اللّٰہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اهلها

(کہ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے اہل کو دے دو)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چابی عامر کو دے دی پھر وہ چابی اُس کے اور اُس کی اولاد کے پاس رہی۔ پھر ایک دفعہ کسی نے کعبہ کے اندر سے مال چرا لیا اگلے دن وہ لوگ کعبہ کے اندر والے گڑھے سے مال نکال کر آپس میں تقسیم کرنے لگے تو وہاں دومنہ والا سانپ آ گیا جس سے وہ ڈر گئے اور انہوں نے اُسے اپنے حال پر چھوڑ دیا۔

چور آیا اور اُس نے اپنے فعل کا اقرار کر لیا سب نے اُسے کہا تجھے معلوم نہیں کہ بیت اللہ میں ملاوٹ اور خیانت نہیں کی جا سکتی ہے۔ اُسے کہا کہ جو چُرایا ہے اُسے واپس کر دے۔

سانپ نے کہا: اے عربو! تم بیت اللہ کے ہمسائے ہو خیانت سے بچو اللہ

اس پر راضی نہیں ہے سانپ پیچھے ہٹا اور پرنالہ کے نیچے گیا اور غائب ہو گیا۔ محمد بن اسحاق نے کہا: بلکہ ایک بہت بڑا پرندہ کعبہ میں داخل ہوا اُس نے سانپ کو اپنی چونچ میں لیا اور اڑ کر غائب ہو گیا۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے تک ظاہر نہ ہوا اور وہ تیس سال تک ایسا ہی رہا۔ یہ وہ ہے جو ہم نے تمام اور مکمل خبر سے پایا ہے۔

میلادِ امام علی علیہ السلام!

حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے مروی ہے میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت علی علیہ السلام کے میلاد کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے فرمایا:

آہ! تو نے عجیب سوال کیا ہے...... اے جابر تو نے میرے بعد بہترین مولود کے بارے میں سوال کیا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سنت پر پیدا ہوا۔

ان اللّٰه خلقه نورا من نوری و خلقنی نور امن نوره و کلان من نور واحد و خلقنا من قبل ان یخلق سماء مبنیة و ارضا مدحیة و لا کان طول ولا عرض ولا ظلمة و لاضیاء ولا بحر ولا هواء بخمسین الف عام

(اللہ تعالیٰ نے اُسے نور کی صورت میں میرے نور سے پیدا کیا اور مجھے نور کی صورت میں اُس کے نور سے پیدا کیا ہم دونوں ایک نور سے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں اُس وقت پیدا کیا جب نہ زمین تھی نہ آسمان، نہ طول تھا نہ

عرض، نہ اندھیرا تھا نہ روشنی، نہ سمندر تھا نہ ہوا......ان سب سے پچاس ہزار سال پہلے پیدا کیا۔)

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی تسبیح کی.........ہم نے اُس کی تسبیح کی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی تقدیس کی......ہم نے اس کی تقدیس کی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی تمجید کی......ہم نے اس کی تمجید کی۔

اللہ تعالیٰ نے اس پر ہمارا شکریہ ادا کیا اُس نے میری تسبیح سے آسمانوں کو پیدا کیا، زمین کو پیدا کیا۔ سمندروں کو پیدا کیا۔

علیؑ کی تسبیح سے مقرب فرشتوں کو پیدا کیا پس جو فرشتے تسبیح پڑھتے ہیں اس کا ثواب علیؑ اور اُس کے شیعوں کے لئے ہوتا ہے۔

اے جابر! اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضرت آدم علیہ السلام کی صلب میں رکھا میں دائیں طرف ٹھہرا اور علی بائیں طرف ٹھہرا پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں آدمؑ کی صلب سے پاک صلبوں میں منتقل کیا۔ علیؑ بھی میرے ساتھ ہر صلب سے منتقل ہوتا رہا یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ ہم عبدالمطلبؑ کی پاک صلب میں منتقل ہوئے پھر مجھے عبداللہ کی پاک صلب میں منتقل کیا اور مجھے آمنہ کے بہترین بطن میں رکھا جب میرا ظہور ہوا تو فرشتوں نے پکار پکار کے کہا: ہمارے خدا اور ہمارے سردار تیرے ولی علیؑ کا کیا ہوا ہم اُسے اس روشن نور کے ساتھ دیکھ نہیں رہے ہیں۔

یہ تو محمدؐ کا نور ہے جس کا ظہور ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں اپنے ولی کو جانتا ہوں اور تم سے زیادہ اُس پر مہربان ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے علیؑ کی بنی ہاشم کی پاک صلب سے پیدا ہونے سے

پہلے ایک عابد زاہد شخص کو اطلاع دی جس کا نام مشرم بن زغیب شیقبان ہے وہ ان عابدوں میں سے ہے جنہوں نے ۲۷۰ سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی وہ اللہ تعالیٰ سے جو سوال کرتا اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو مستجاب کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کے دل میں حکمت کو قرار دیا اور حسن اطاعت کا الہام عطا کیا اُس نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ مجھے اپنا ولی دِکھا...... اللہ تعالیٰ نے اس کے پاس ابو طالبؑ کو بھیج دیا۔ جب مشرم نے اُسے دیکھا تو استقبال کیا اور سر چوما۔ اپنے سامنے بٹھایا اور پوچھا: اللہ آپ پر رحم فرمائے آپ کون ہیں؟ کہا: تھامہ سے ہوں، اُس نے کہا: تھامہ کیا؟ کہا: عبد مناف سے! پھر ہاشم سے وہ عابد اُٹھا اور اُس نے پھر سے اس کا سر چوما اور کہا: حمد ہے اُس اللہ کی جس نے مجھے مرنے سے پہلے اپنا ولی دیکھایا!

پھر کہا: اے شخص تجھے بشارت ہو اللہ تعالیٰ نے مجھے تیری بابت بشارت دی ہے!

سب نے کہا: وہ بشارت کیا ہے؟

اُس نے کہا:

ولد یولد من ظهرک هو ولی اللّٰه عزوجل امام المتقین وصی رسول رب العالمین فان انت ادرکت ذلک الولد من ظهرک فاقرأه منی السلام. وقل له ان المشرم یقرأ علیک السلام و یقول اشهد ان لا اله الا اللّٰه و اشهد ان محمدا رسول اللّٰه به تتم النبوة و بعلی تتم الوصیة

(تیری پشت سے ایک مولود ہوگا جو اللہ کا ولی متقیوں کا امام اور رسولؐ

خدا کا وصی ہوگا جب اُسے ملاقات کرو تو اُسے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ مشرم نے تجھے سلام بھیجا ہے اور کہا ہے: میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے اور گواہی دیتا ہوں کے محمدؐ اللہ کا رسول ہے جس کے ذریعہ سے نبوت تمام ہوئی اور علیؑ کے ذریعہ سے امامت تمام ہوئی۔)

یہ سن کر ابو طالبؑ روئے اور پوچھا کہ اُس مولود کا نام کیا ہے؟ کہا: اس کا نام علیؑ ہے! ابوطالبؑ نے کہا: آپ مجھے یہ بات دلیل اور برہان سے بتائیں، مشرم نے کہا: تو کیا چاہتا ہے؟ ابو طالبؑ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے تجھے جو الھام کیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق ہے تو وہ ہمیں اسی وقت جنتی کھانا کھلائے، راہب نے دعا کی اور جنت سے کھانا آ گیا اور انہوں نے کھانا کھایا! جس میں جنتی پھل، کھجوریں، انگور اور انار تھے!

حضرت ابو طالبؑ وہاں سے نکلے گھر آئے اور وہ نور فاطمہؑ بنت اسد کے بطن میں منتقل ہو گیا، سات دن تک زمین کانپتی رہی جس سے قریش ڈر گئے اور کہا: کوہ ابو قبیس پر اپنے خداؤں کے پاس جا کر عرض کرو کہ زمین اپنی جگہ پر رُک جائے جب وہاں پہنچے تو زمین کانپنے لگی اور ان کے خدا منہ کے بل گر گئے انہوں نے یہ منظر دیکھا تو کہا: ہم میں اسے روکنے کی طاقت نہیں ہے۔ ابو طالبؑ پہاڑ پر آئے اور کہا: لوگو جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے اس رات میں ایک واقعہ رونما کیا ہے اور ایک بندے کو خلق کیا ہے اگر تم نے اس کی اطاعت نہ کی اور اس کی اطاعت کا اقرار نہ کیا اور اس کی امامت کی گواہی نہ دی تو زمین اپنی جگہ پر نہیں رکے گی انہوں نے کہا: اے ابو طالبؑ ہم تیری بات کا اقرار کرتے ہیں۔ وہ

روئے اور ہاتھ بلند کئے اور کہا: الٰھی و سیدی اسالک باالمحمدیة المحمودیة و العلویة العالیة و الفاطمیة البیضاء مکہ والوں پر مہربانی فرما۔

جابر کہتے ہیں:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اُس اللہ کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور زی روح کو پیدا کیا عربوں نے ان کلمات کو لکھ لیا اور ہر پریشانی مشکل کی گھڑی میں پڑھتے تھے ان کی مشکلات دور ہو جاتی تھیں حالانکہ انہیں اس کی حقیقت کا علم نہیں تھا جس رات علی بن ابی طالبؑ پیدا ہوئے تو زمین روشن ہوگئی اور ستارے دگنے ہو گئے جس سے لوگ تعجب کرنے لگے ایک دوسرے سے کہا: آسمان پر حادثہ ہوا ہے کیا دیکھتے نہیں ہو کہ آسمان روشن ہو گیا ہے۔ ستارے دگنے ہو گئے ہیں!

ابو طالبؑ نکلے اور مکہ کی گلیوں بازاروں میں کہا: اے لوگو! آج کی رات کعبہ میں حجت خدا کی ولادت ہوئی ہے تمہیں خوشخبری ہو فقد ولد فی ھذه اللیلة ولی من اولیاء اللّٰه (آج کی رات اللہ کے ولیوں میں سے ایک ولی پیدا ہوا ہے) جس کے ذریعہ سے ہر قسم کے شر کا خاتمہ ہوگا اور لوگ شرک اور شبہات سے بچیں گے انہوں نے ان الفاظ کو بار بار کہا یہاں تک کہ صبح ہوگئی وہ کعبہ کے اندر گئے اور یہ اشعار پڑھے:

یارب رب الغسق الدجی

والقمر المنبلج المضی

بین النا من حکمک المقضی

ماذا تری لی فی اسم ذالصبی

ہاتف غیبی کی آواز آئی:

خصصنا بالوالد الزکی والطاہر المطہر المرضی

ان اسمه من شامخ علی علی اشتق من العلی

ابو طالبؑ کعبہ سے نکلے اور چالیس دن لوگوں کی نظروں سے غائب ہو گئے۔

جابرؓ نے کہا:

میں نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ پر سلام وہ کہاں گئے۔

آپؐ نے فرمایا: وہ مشرم کی طرف گیا تا کہ اُسے کوہ لکام پر علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام کی ولادت کی خوشخبری دے۔

اگر وہ زندہ ہوا تو اُسے خوشخبری دوں گا اور اگر مر گیا ہوا تو اُسے ڈراؤنگا۔

جابرؓ نے کہا: یارسول اللہؐ! اُسے اس کی قبر کا کیسے علم ہوا اور اُس نے اُسے کیسے ڈرایا (حالانکہ وہ تو مردہ تھا) آپؐ نے فرمایا: اے جابر جو سن رہا ہے اسے چھپا کر رکھنا یہ اللہ تعالیٰ کا راز ہے اور اُس کے علوم میں سے ہے کہ مشرم نے کوہ لکام میں ابو طالبؑ سے وصف بیان کیا تھا اور کہا تھا کہ تو مجھے زندہ یا مردہ ملے گا جب ابو طالبؑ وہاں گئے تو وہ مر چکا تھا اُس کی میت ایک جگہ پر رکھی گئی تھی اُس جگہ دو سانپ ایک سفید دوسرا سیاہ اس کی حفاظت پر بیٹھے ہوئے تھے جب انہوں نے ابو طالبؑ کو دیکھا تو غائب ہو گئے ابو طالبؑ نے سلام کیا اے ولی اللہ میرا سلام ہو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اُسے زندہ کر دیا اُس نے کھڑے ہو کر کہا:

اشهد ان لا اله الا اللّٰه و ان محمدا رسول اللّٰہ و ان علیا ولی اللّٰہ وھو الامام من بعدہ.

مثرم نے کہا: اے ابو طالبؑ مجھے خوشخبری دے! ابو طالبؑ نے کہا: علیؑ زمین پر ظہور ہو گئے ہے اُس نے پوچھا جس رات ظہور ہوا اس کی علامت کیا ہے اُس رات تم نے جو کچھ دیکھا مجھے بتاؤ؟

ابو طالبؑ نے کہا: میں بتاتا ہوں۔ رات کے تین حصے گزر چکے تھے تو فاطمہ بنت اسد پر عورتوں والی کیفیت طاری ہوئی میں نے اُس پر اس سے خلاصی والے کلمات پڑھے اللہ تعالیٰ کے اذن سے سکون ہو گیا میں نے اُسے کہا: میں دائیہ عورتوں کو لے آتا ہوں اُس نے کہا: جیسے آپ کی مرضی، عورتیں آ گئیں تو ھاتف غیبی کی آواز آئی: اے ابو طالبؑ انہیں روک دو......فان ولی اللہ لا تمسہ الا یدمطھرۃ (ولی خدا کو صرف پاک ہاتھ ہی چھو سکتا ہے (ولی خدا کو صرف پاک ہاتھ ہی چھو سکتا ہے) اس آواز کے ختم ہوتے ہی میرا بھتیجا محمدؐ بن عبداللہ آ گیا اور آپؐ نے انہیں باہر بھیج دیا!

(جب ولادت کا وقت ہوا تو وہ کعبہ گئیں دیوار شق ہوئی اندر گئیں چار عورتیں آئیں۔ (۱) حضرت حواؑ۔ (۲) حضرت مریمؑ۔ (۳) حضرت آسیہؑ۔ ۴۔ ام موسیٰؑ انہوں نے امور انجام دیئے ولی خدا کی ولادت ہوئی تو کہا:

اشھد ان لا اله الا اللّٰه وحده لا شريك له و اشهد ان محمداً رسول اللّٰه تختم به النبوة و تختم بی الوصاية

پھر ولی خدا نے ہر ایک کو سلام کیا انہوں نے کہا: انه ولد طاهر مطهر

(یہ طاہر مطہر پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ لوہے کی حرارت اسے بد بخت ترین شخص سے پہنچے گی جو خدا اور فرشتوں کی نظر میں مبغوض ہوگا میں نے کہا وہ شخص کون ہے کہا عبدالرحمٰن ابن ملجم ملعون اسے رسول خداؐ کی رحلت سے تیس سال بعد کوفہ میں قتل کرے گا۔

ابو طالبؑ نے کہا: میں نے ان کی باتوں کو سنا پھر محمدؐ نے اُن سے اپنے بھائی کو لے لیا۔ اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ میں دیا اور اُس سے کلام کی۔ اُس سے ہر شے کے بارے میں سوال کیا۔ محمدؐ نے علیؑ سے اور علیؑ نے محمدؐ سے اپنے بیچ کے اسرار بیان کئے پھر وہ عورتیں غائب ہوگئیں، میں نے اپنے آپ سے کہا کاش دوسری دو عورتوں کے بارے میں جان سکتا کہ وہ کون ہیں۔ البتہ علیؑ انہیں جانتا ہے میں نے علیؑ سے ان کے بارے میں پوچھا کہ وہ کون تھیں۔ انہوں نے کہا: بابا! پہلی عورت اماں حواؑ تھیں!

دوسری جس نے مجھے خوشبو لگائی وہ مریمؑ بنت عمران تھیں۔ تیسری جس نے مجھے کپڑے میں لپیٹا وہ آسیہ تھیں۔ چوتھی جس کے پاس پانی کا برتن تھا وہ ام موسیٰؑ تھیں پھر علیؑ نے مجھے کہا: اے ابو طالبؑ مثرم کے پاس جاؤ اور اُسے بشارت دو آپ اُسے فلاں پہاڑی میں فلاں جگہ ملو گے جب دونوں بھائی باتوں سے فارغ ہوئے تو علیؑ اپنے بچپنے کی طرف لوٹ گیا۔ میں تیرے پاس آیا اور تجھے اُس ساری صورت حال کے بارے میں بتایا ابو طالبؑ نے کہا جب مثرم نے قصہ سنا تو گریہ کرنے لگا۔ تھوڑی دیر سوچا پھر خاموش ہوگیا۔ اور پھر سے لیٹ کر میت بن گیا، میں وہاں تین دن رہا باتیں کرتا رہا لیکن اُس نے کوئی بات نہ کی

جس سے مجھے دہشت ہوئی پھر دونوں سانپ ظاہر ہوئے اور انہوں نے کہا: ولی خدا کے پاس واپس لوٹ جاؤ کیونکہ آپ اُسے دشمنوں سے بچانے کی زیادہ ہمت رکھے ہیں!

میں نے ان سے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم اُس کے نیک عمل ہیں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس صورت میں بنایا ہے جس میں تم دیکھ رہے ہو تا کہ قیامت تک اس سے اذیت کو دور رکھیں۔ جب قیامت آئے گی تو ہم میں سے ایک اس کے آگے دوسرا پیچھے ہوگا اور اسے جنت میں لے جائیں گے۔

پھر ابو طالبؑ واپس لوٹ آئے

جابر بن عبداللہ نے کہا:

آپؐ نے فرمایا: تو نے سوال کیا میں نے اُسے تشریح کے ساتھ بیان کر دیا ہے تجھ پر واجب ہے کہ اسے حفظ کر لے، علیؑ کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعلیٰ مقام ہے اور زیادہ نوازشات کا حامل ہے ایسی نوازش اللہ تعالیٰ نے مقرب فرشتوں اور انبیاء مرسلین پر بھی نہیں کیں۔ اس کی محبت ہر مسلمان پر واجب ہے وہ قسیم النار والجنہ ہے۔

ولا یجوز احد علی الصراط الابراء ۃ من اعداء علی

(کوئی پل صراط کو عبور نہیں کر سکے گا مگر وہ جو علیؑ کے دشمنوں سے بے زار ہوگا۔)

عطرفہ جن کی خبر!

امیر المومنین علیہ السلام کے دلائل میں سے ہے کہ:

زادان نے سلمان سے روایت کی ہے۔ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ ابطح میں تشریف فرما تھے اور حدیث بیان کر رہے تھے آپؐ نے ایک طرف دیکھا غبار اٹھا، غبار چھٹا اور ایک شخص سامنے آیا اُس نے کہا السّلام علیک یارسول اللہؐ۔

ہمارے درمیان جھگڑا رونما ہوا ہے۔ آپؐ اپنے کسی شخص کو میرے ساتھ بھیجیں کیونکہ وہ لوگ ایک دوسرے سے جھگڑ رہے ہیں آپؐ کا بندہ ہمارے اور ان کے درمیان اللہ تعالیٰ کے حکم سے فیصلہ کرے! میں اُسے کل صبح صحیح سالم واپس پہنچا جاؤں گا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی واقعہ پیش نہ آ جائے!

آپؐ نے فرمایا تو کون ہے اور تیری قوم کونسی ہے! اُس نے کہا: میں عطرفہ بن شمراخ ہوں نبی کاخ سے ہوں، ہم نے آپ کا کلام سنا اور آپؐ پر ایمان لے آئے تھے جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپؐ نے اعلان نبوت کیا تو ہم آپؐ پر ایمان لے آئے اور آپؐ کی تصدیق کی۔ کچھ لوگوں نے ہماری مخالفت کی، ہمارے اور ان کے درمیان اختلاف ہو گیا وہ ہم سے تعداد میں زیادہ اور طاقتور تھے انہوں نے ہمارے پانی اور چراگاہ پر قبضہ کر لیا، وہ ہمیں نقصان پہنچا رہے ہیں...... میرے ساتھ کسی کو بھیجیں جو ہمارے درمیان فیصلہ کرے آپؐ نے فرمایا! اپنے چہرے سے پردہ اُتار کر دیکھا ہم نے دیکھا ایک بوڑھا شخص ہے جس کے بہت زیادہ بال ہیں اور سر لمبا ہے اس کی آنکھیں لمبی ہیں اُس کے ڈھیلے متغیر ہیں اور اس کے دانت درندوں کے دانتوں جیسے ہیں۔ پھر نبی نے اُس سے عہد و پیان لیا کہ وہ میرے بندے کو کل صبح واپس پہنچا جائے گا، آپؐ گفتگو سے

فارغ ہوئے تو حضرت ابوبکر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ہمارے بھائی عطرفہ کے ساتھ تم میں سے کون جائے گا تاکہ ان کا مسئلہ دیکھیں اور ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کریں۔ اُس نے عرض کی وہ کہاں رہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: وہ زمین کے نیچے رہتے ہیں۔ اُس نے عرض کی: ہم زمین کے اندر کیسے جاسکتے ہیں؟ ان کے درمیان فیصلہ کیسے کریں ہم تو ان کی زبان بھی نہیں جانتے ہیں۔ آپؐ نے اُسے کوئی جواب نہ دیا۔

پھر حضرت عمر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اُس نے ابوبکر کی طرح کہا اور اُس نے حضرت ابوبکر والا جواب دیا! پھر آپؐ حضرت عثمان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

اُس نے پہلے دو طرح کے لوگوں سے کہا اور اُس نے وہی جواب دیا جو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر نے دیا تھا۔ پھر آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو بلایا اور فرمایا: ہمارے بھائی عطرفہ کے ساتھ اس کی قوم کے پاس جاؤ اور ان کا مسئلہ دیکھو اور ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو؟

امیر المومنین علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور کہا: سر آنکھوں پر پھر تلوار حمائل کی۔ سلمان کہتا ہے میں ان کے پیچھے گیا اور وہ وادی میں پہنچے جب وادی کے درمیان میں پہنچے تو امیر المومنینؑ نے میری طرف دیکھا اور کہا اللہ تیری کوشش کو قبول فرمائے اے سلمان! واپس لوٹ جا، میں واپس چلا آیا۔ وہاں میں نے انہیں دیکھا زمین شق ہوئی اور وہ زمین کے اندر چلے گئے، زمین پھر سے مل گئی اور میں حسرت کرنے لگا...... اگلے دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز فجر

پڑھائی پھر صفا پر بیٹھے آپؐ کو اصحاب نے گھیرا ہوا تھا۔ آپؐ وقت موعود سے لیٹ ہو گئے۔ یہاں تک کہ دن چڑھ آیا اور لوگ باتیں کرنے لگے یہاں تک کہ زوال ہو گیا۔ انہوں نے کہا: جن نے آپؐ پر حیلہ کیا اور دھوکا دیا خداوند نے ہمیں ابوتراب سے راحت بخشی اب آپؐ کا فخر علیؑ کے ذریعہ جو تھا جا تا رہا ہے۔ منافق باتیں بنانے لگے۔ آپؐ نے نماز ظہر عصر پڑھائی اور اپنی جگہ پر واپس آ گئے اور امیر المومنینؑ کی زندگی سے مایوس ہو گئے، سورج غروب ہونے لگا لوگوں کو یقین ہو گیا کہ علیؑ مر گئے...... اتنے میں زمین پھٹی علیؑ باہر آئے اور ان کی تلوار سے خون کے قطرے گر رہے تھے۔ ان کے ساتھ عطرفہ بھی تھا۔

آپؐ اُٹھے علیؑ کو ماتھے اور آنکھوں کے درمیان چوما اور فرمایا: کس نے اب تک تمہیں قید کر رکھا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: میں بہت زیادہ لوگوں کی طرف گیا تھا جنہوں نے عطرفہ پر بغاوت کی ہوئی تھی۔ میں نے اس کے مخالفوں سے کہا تین باتوں میں سے ایک مان لو لیکن انہوں نے انکار کر دیا!

۱۔ اللہ کی توحید کی گواہی دو اور آپ کی نبوت کا اقرار کر لو...... انہوں نے انکار کیا۔

۲۔ میں نے انہیں کہا جزیہ دو...... انہوں نے انکار کیا۔

۳۔ میں نے انہیں کہا عطرفہ اور اس کی قوم کے ساتھ صلح کر و تا کہ ایک دن پانی اور چراگاہ تم استعمال کرو اور دوسرے دن وہ! انہوں نے انکار کیا!

میں نے تلوار نیام سے نکالی اور جنگ کی جس میں ان کے ۸۰ ہزار سوار قتل کئے وہ رونے پیٹنے لگے اور الامان الامان کہنے لگے!

میں نے کہا: تمہارے لئے امان نہیں ہاں اگر ایمان لے آؤ تو امان ملے

گی۔ پس اللہ پر اور نبیؐ کی نبوت پر ایمان لے آؤ اس سے ان کے اور عطرفہ کے درمیان صلح ہوگئی۔ وہ بھائی بھائی بن گئے اور ان کے درمیان سے اختلاف دور ہوگیا اب تک وہ اسی حالت میں ہیں۔ عطرفہ نے کہا: اللہ آپ کو جزائے خیر دے!

اللہ آپؐ کو اسلام سے جزائے خیر دے! آپؐ کے چچازاد علیؑ کو جزائے خیر دے! پھر عطرفہ واپس لوٹ گیا۔

حضرت عمر نے حضرت علی علیہ السلام کے معجزات ذکر کیئے ہیں!

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

امیر المومنین علیہ السلام کو خبر ملی کہ حضرت عمر نے ان کے بارے میں کچھ کہا ہے، امامؑ نے سلمانؓ کو اس کی طرف بھیجا اور کہا کہ مجھے فلاں فلاں بات کی خبر ملی ہے اور میں پسند نہیں کرتا کہ تجھے سزا دوں پس تم بھی سوائے حق کے میرے بارے میں کچھ کہنے سے باز رہو۔ سلمان گیا اور حضرت عمر کو پیغام دیا، اُس کے سامنے امامؑ کے فضائل و مناقب بیان کیئے! حضرت عمر نے کہا:

عندی الکثیر میں فضائل علی علیہ السلام و لست بمنکر فضلہ:

(میرے پاس علیؑ کے بہت زیادہ فضائل ہیں اور میں اُس کی فضیلت کا

منکر نہیں ہوں) مگر یہ کہ وہ درد بھری سانس لیتا ہے اور انتہائی نفرت کرتا ہے!

سلمان نے کہا تم نے جو علیؑ سے دیکھا ہے مجھے اُس سے آگاہ کرو۔

حضرت عمر نے کہا: ہاں سناتا ہوں۔ایک دن میں علیؑ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور خمس کے بارے میں بات کر رہا تھا۔علیؑ نے میری بات کاٹی اور کھڑے ہوئے اور کہا مجھے ضروری کام یاد آ گیا ہے۔یہیں پر ٹھہرنا میں ابھی واپس آیا تھوڑی دیر کے بعد علیؑ واپس آئے ان کے کپڑوں پر گرد و غبار تھی، میں نے پوچھا یہ کیا ہوا ہے، علیؑ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چند فرشتوں کے ساتھ مشرق کے شہر صیحون میں آئے تھے میں انہیں سلام کرنے گیا تھا، یہ جلدی سے آنے کی وجہ سے گرد و غبار پڑ گئی ہے۔یہ سن کر میں ہنس پڑا اور کہا اتنی جلدی وہاں جانا اور آنا، اور رسولؐ خدا وہاں کیسے آسکتے ہیں وہ تو مر چکے ہیں۔علیؑ نے کہا کیا تو مجھے جھوٹا سمجھتا ہے علیؑ نے کہا اُٹھو میں اٹھا مجھے کہا آنکھیں بند کرو تین دفعہ میری آنکھوں پر ہاتھ پھیرا کہا آنکھوں کو کھولو میں نے آنکھیں کھولیں تو حیران رہ گیا فرشتے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر آئے! مجھ سے پوچھا تو نے دیکھا میں نے کہا: ہاں! مجھے کہا آنکھیں بند کرو میں نے آنکھیں بند کیں کھولیں تو اپنی جگہ پر تھے۔

سلمان نے کہا: کیا کچھ اور بھی علیؑ سے...... تو نے دیکھا ہے!

حضرت عمر نے کہا: ہاں میں تجھ سے نہیں چھپاؤں گا، ایک دن علیؑ میرے پاس آیا میرا ہاتھ پکڑا اور جبانہ کی طرف لے گیا اُس کے ہاتھ میں کمان تھی اُسے میدان میں پھینکا تو بہت بڑا اژدھا بن گیا اُس نے منہ کھولا اور میری طرف بڑھا۔میرا دل اُڑ گیا۔اور ڈر گیا، علیؑ مسکرانے لگا میں نے کہا: الامان یا علیؑ، علیؑ

ہنسنے لگا۔علیؑ نے اژدھا کو پکڑا تو وہ پھر سے قوس بن گئی۔عمر نے کہا: میں نے اس بات کو سب سے چھپایا۔ اور تجھے بتایا ہے...... یہ اہل بیتؑ ہیں ان سے ایسے عجائبات کا ظہور ہوتا رہتا ہے۔ابراہیمؑ سے بھی ایسے معجزات رونما ہوتے تھے۔

ابو طالبؑ اور عبداللہؑ سے بھی زمانہ جاہلیت میں ایسے معجزات رونما ہوئے اور میں علیؑ کی فضلیت سبقت، بزرگی اور کثرت علی کا انکار نہیں کرتا...... اُس کے پاس جا کر میری طرف سے معذرت کرو اور میری طرف سے ان کی اچھے لفظوں میں تعریف کرو۔

ایک عورت نے اپنے چھ ماہ کے بیٹے کو مکان کی چھت پر چھوڑا وہ رینگتا رینگتا چھت سے آگے بڑھا اور پرنالہ پر چڑھ گیا پرنالہ لمبا تھا وہ بچہ پرنالہ کے آخر پر پہنچ گیا ماں آئی بچے کو دیکھا گھبرا گئی دوڑ کر نیچے آئی چیخ و پکار کی لوگ جمع ہو گئے سیڑھی لے آئے لیکن اُس تک نہ پہنچ سکے حضرت عمر کا دور تھا لوگ اس کے پاس آئے وہ آئے دیکھا تو حیران ہو گئے اور کہا: اس مشکل کا حل صرف علی ابن ابی طالبؑ کے پاس آئے۔حضرت علی علیہ السلام آئے بچے کی ماں چیختی ہوئی مولاؑ کے پاس آئی۔امیر المومنین علیہ السلام نے بچے کو دیکھا۔بچے نے ایسی کلام کی جسے کوئی سمجھ نہ سکا امامؑ نے کہا: کسی بچے کو لے آؤ اس کی عمر کا ایک بچہ لے آئے لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا دونوں بچوں نے ایک دوسرے سے بات کی بچہ چلتا چلتا چھت پر آ گیا۔

مدینہ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ایسی خوشی کبھی نظر نہ آئی تھی۔

لوگوں نے امیر المومنینؑ سے پوچھا کہ بچوں نے آپس میں کیا بات کی!

امامؑ نے فرمایا: پہلے بچے نے مجھے امیر المومنینؑ کہہ کر سلام کیا میں نے جواب دیا میں نے اُس سے بات کرنا چاہی لیکن وہ خطاب کی حد تک نہیں پہنچا تھا میں نے کہا کہ اس جیسا بچہ لایا جائے اُس بچے نے اپنی زبان سے اُسے کہا: چھت پر واپس چلا جا ماں باپ اور خاندان کے دل کو اپنی موت سے مت جلا۔

اُس نے کہا: مجھے چھوڑ دو بس اُس پر شیطان سوار تھا لیکن اُسے دوسرے بچے نے کہا: چھت پر واپس چلا جا تو بڑا ہوگا تیری صلب سے ایک شخص پیدا ہوگا جو اللہ، رسول اور اس شخص کا موالی ہوگا۔ اللہ کی کرامت سے علیؑ کے ہاتھ پر وہ بچہ چھت پر واپس ہو گیا۔

مروی ہے کہ:

دو عورتیں حضرت عمر کے پاس ایک بچہ لے کر آئیں ہر ایک کا کہنا تھا کہ بچہ اس کا ہے دونوں کے پاس اپنے مدعا پر کوئی گواہ نہ تھا۔ حضرت عمر فیصلے کے لئے حیران ہوئے اور کہا اس کا حل صرف علی بن ابی طالبؑ کے پاس ہے۔ علیؑ آئے صورت حال سے آگاہ کیا امامؑ نے اپنے غلام قنبرؓ کو اشارہ کیا کہ تلوار نیام سے نکال اور بچے کو دو حصوں میں تقسیم کر دے! آدھا آدھا دونوں کو دے دے، جو ماں تھی رونے لگی اور کہا: اسے قتل نہ کرو میں راضی ہوں بچہ اسے دے دیا جائے دوسری خاموش کھڑی رہی امامؑ نے حکم دیا کہ جو چلائی ہے بچہ اس کا ہے اسے دے دیا جائے!

☆☆☆

حضرت علی علیہ السلام کے معجزات!

عمار بن یاسرؓ سے مروی ہے: میں امیر المومنین علیہ السلام کے پاس تھا ایک آواز بلند ہوئی جو کوفہ میں چھا گئی، امامؑ نے فرمایا: عمار جاؤ اور ذوالفقار لے آؤ، میں تلوار لے آیا تو فرمایا باہر ایک مرد ایک عورت پر ظلم کر رہا ہے اُسے روکو اگر باز نہ آئے تو اُسے تلوار سے روک دینا۔ عمار کہتے ہیں میں باہر نکلا تو ایک مرد اور عورت کو دیکھا جو جھگڑ رہے تھے مرد کہتا تھا اونٹ میرا ہے عورت کہتی تھی اونٹ میرا ہے۔ میں نے انہیں کہا: اے مرد امیر المومنینؑ نے تجھے اس عورت پر ظلم کرنے سے روکا ہے اُس نے کہا علیؑ اپنا کام کرے اور بصرہ میں جن مسلمانوں کو قتل کر آیا ہے ان کے خون سے ہاتھ دھوے۔ وہ میرا اونٹ لے کر اُس عورت کو دینا چاہتا ہے۔ یہ عورت جھوٹی ہے!

عمارؓ کہتے ہیں۔ میں مولاؑ کو بتانے واپس آیا۔ امامؑ باہر نکلے اور کہا اے شخص یہ اونٹ اس عورت کا ہے اسے دے دو اُس نے کہا یہ میرا اونٹ ہے امامؑ نے فرمایا: اے لعین تو جھوٹا ہے۔ اُس نے کہا عورت کا کوئی گواہ ہے؟ امامؑ نے فرمایا اس کا ایسا گواہ ہے جسے کوفہ کا کوئی بندہ جھٹلا نہیں سکتا۔ اُس نے کہا گواہ گواہی دے تو اُسے اونٹ دے دوں گا۔ امامؑ نے فرمایا: اے اونٹ! بتا تو کس کا ہے؟ اونٹ فصیح عربی میں بولا السلام علیک یا امیر المومنینؑ انیس سال سے میں اس عورت کی ملکیت میں ہوں امامؑ نے فرمایا: اپنا اونٹ لے اور اُس مرد کو ایک ضرب مار کر دو حصے کر دیئے!

خبر:

ایک باوثوق شخص نے کہا: فتح مکہ والے سال صحابہ کرام جمع ہوئے انہوں نے کہا: یارسول اللہؐ انبیاء کی شان یہ ہے کہ جب ان کا امر قائم ہو جاتا تو وہ اپنے بعد اپنے وصی کے بارے میں بتلاتے ہیں جو اُن کے مشن کو جاری کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ آج رات تیرے وصی اور خلیفہ کے بارے میں بتاؤں گا۔

آسمان سے نشانی اترے گی۔ لوگ نماز عشاء سے فارغ ہوئے اور گھروں کو چلے گئے اندھیری رات تھی اُس رات چاند نہیں تھا سب نے دیکھا آسمان سے ستارہ اترا اور علیؑ کے حجرہ پر آ گیا وہ حجرہ دن کی طرح روشن ہو گیا لوگ ڈر گئے اور ڈرتے ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: وہ نشانی جس کے بارے میں آپؐ نے وعدہ کیا تھا وہ نشانی آسمان سے ستارے کی شکل میں نازل ہوگئی ہے وہ ستارہ علیؑ کے حجرہ پر اترا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: وہ میرے بعد میرا خلیفہ اور میرا نائب ہے۔ میرا وصی اور اللہ تعالیٰ کے امر کا ولی ہے پس اُس کی اطاعت کرو اور مخالفت نہ کرو وہ وہاں سے باہر نکلے اوّل سے ثانی نے کہا: آپؐ نے اپنے چچا زاد کے بارے میں جو کہا ہے اپنی خواہش سے کہا ہے اور وہ اس کی محبت میں کھو گیا ہے۔ اگر اپنے بعد اُس کو نبی بنانا چاہے تو بنا دے گا اللہ تعالیٰ نے نازل کیا: **والنجم اذا هوى ماضل صاحبكم وما غوى وما ينطق عن الهوا ان هو الا وحى يوحى علمه شديد القوىٰ.**

(قسم تارے کی جو اترا تمہارا نبی نہ گمراہ ہوا ہے اور نہ سرکش ہوا ہے وہ جو

بولتا ہے وحی ہوتی ہے اُسے سخت طاقت والے نے علم دیا ہے۔)۔عیونی نے کہا:

من صاحب الدار التی انقض بها
نجم من الافق فلم انکرتم

معجزہ:

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ میں حرم میں مقام ابراہیمؑ کے پاس بیٹھا ہوا تھا ایک بہت بوڑھا شخص آیا جس نے ساری زندگی گناہوں میں گزاردی تھی اُس نے امامؑ کی طرف دیکھا تو کہا: آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گناہ گاروں کے لیئے بہترین شفاعت کرنے والے ہیں پھر اُس نے غلاف کعبہ کو پکڑا اور کہا:

بحق جلاء و جهک یا ولی بحق الهاشمی الا بطحی
بحق الذکر اذ یوحی الیه بحق وصیه البطل الکمی
بحق آئمة سلفوا جمیعاً علی منهاح جدهم النبی
بحق القائم المهدی الا غفرت خطیئة العبد المسی

اُس بوڑھے کو ہاتف غیبی کی آواز آئی اے شیخ تیرا گناہ بہت بڑا تھا لیکن ہم نے تیرے تمام گناہوں کو معاف کردیا ہے تیری شفاعت کرنے والوں کے احترام میں تیرے گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔اگر تو ہم سے پوری زمین کے لوگوں کے گناہوں کی درخواست کرتا تو ہم انہیں معاف کردیتے سوائے صالحؑ کی ناقہ کے پیر کاٹنے والے اور انبیاء کو قتل کرنے والے اور آئمہ طاہرینؑ کو قتل کرنے والے کے کیونکہ ان کے گناہ ناقابل معافی ہیں!

امیر المومنین علی علیہ السلام کا معجزہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صحابہ کرام آپؐ کے پاس آئے اور کہا: السلام علیک یا رسول اللہؐ! اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا موسیٰؑ سے کلام کی، عیسیٰؑ نے مردے زندہ کئے آپ کو کیا دیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو اپنا خلیل بنایا تو مجھے اپنا حبیب بنایا موسیٰؑ سے پردے کے پیچھے سے کلام کی تو میں نے اپنے پروردگار کے جلال کو دیکھا اور بلا واسطہ کلام کی۔ عیسیٰؑ نے مردے زندہ کئے تو میں بھی اللہ تعالیٰ کے اذن سے مردے زندہ کر سکتا ہوں انہوں نے کہا: یا رسول اللہ آپؐ بھی مردہ زندہ کریں؟

آپؐ نے امیر المومنین علی علیہ السلام کو ان کے ساتھ بھیجا انہیں اپنی چادر اوڑھائی اُس چادر کا نام مستجاب تھا اُس کے وسط کو باندھا اور انہیں حکم دیا کہ علیؑ کے ساتھ قبرستان جاؤ۔ جب قبرستان آئے تو امیر المومنین علیہ السلام نے اہل قبور کو سلام کیا اور ایسا کلام کہا جسے دوسرے لوگوں نے نہ سمجھا۔ زمین مضطرب ہوئی اور کانپنے لگی مردے کھڑے ہو گئے سب نے کہا رسولؐ خدا پر ہمارا اسلام پھر امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام پر ہمارا سلام لوگوں پر سخت رعب طاری ہو گیا انہوں نے کہا اے ابوالحسنؑ اتنا کافی ہے۔ آپؑ کلام اور دعا روک دیں...... وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس واپس لوٹ گئے۔

☆☆☆

آئمہؑ کی شفاعت اور حضرت علیؑ کا مردے زندہ کرنا!

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے: امامؑ نے خارجیوں کو طلب کیا، جب مقام ساباط پر پہنچے وہ اور خارجی جن میں عبداللہ بن وھب، عمرو بن جرموز تھے جب ساباط پہنچے تو ان کے پاس ایک شیعہ آیا اُس نے کہا: اے امیر المومنینؑ میں آپؑ کا شیعہ ہوں اور محب اور میرا ایک بھائی ہے جس پر میں شفقت کرتا ہوں اُسے عمر نے سعد بن بی وقاص کے لشکر میں بھیجا تا کہ مدائن والوں سے جنگ کرے وہ وہاں قتل ہو گیا اُس کے قتل سے اب تک کوئی سال گزر گئے ہیں، امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا تو کیا چاہتا ہے۔ اُس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپؑ اُسے زندہ کر دیں۔

امیر المومنین نے فرمایا اس کے زندہ ہونے میں تجھے کچھ فائدہ نہ ہوگا، اُس نے عرض کی اس کا زندہ ہونا ضروری ہے۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا: مجھے اُس کی مقتل اور قبر دِکھا اُس نے دِکھائی امامؑ نے اپنا نیزہ مارا جبکہ امام شہباء خچر پر سوار تھے وہ نیزہ قبر کے نیچے تک گڑ گیا قبر سے ایک لمبے قد کا بندہ عجمی زبان بولتا ہوا باہر نکلا۔ امیر المومنینؑ نے پوچھا تو عجمی زبان کیوں بولتا ہے حالانکہ تو عربی ہے۔ اُس نے کہا: ہاں! لیکن میرے دل میں تیرا بغض اور تیرے دشمنوں سے محبت ہے جس سے جہنم میں میری زبان منقلب ہو گئی۔ اُس شخص نے کہا: امیر المومنینؑ یہ جہاں سے آیا ہے اسے وہاں پہنچا دیں۔ ہمیں اس کی کوئی ضرورت نہ ہے۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا: واپس لوٹ جاؤ وہ شخص قبر کی طرف واپس لوٹ گیا اور قبر بند ہو گئی اللہ تعالیٰ ہمیں اُس حالت سے بچائے والحمدللہ علی ولایۃ علی علیہ السلام۔

سورج کا واپس لوٹنا!

امیر المومنین علیہ السلام کے لئے سورج کا واپس لوٹایا جانا!

یہ تمام راویوں کے نزدیک مشہور و معروف واقعہ ہے، جب امامؑ جنگ نہروان سے واپس آ رہے تھے، حضرت علی علیہ السلام نہروان پر، اعمال عراق پر ......آئے تو نماز ظہر ادا کی......ارض بابل میں داخل ہوئے......نماز عصر کا وقت ہوگیا لوگوں نے کہا نماز عصر کا وقت ہوگیا امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایہ زمین شور دار ہے تین دفعہ دھنسی ہے چوتھی دفعہ دھنسنے کا خوف ہے کسی نبی یا وصی کے لئے ایسی جگہ نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ جو پڑھنا چاہے پڑھے!

جب اُس سرزمین سے باہر نکلے سورج غروب سا ہوگیا امامؑ نے فرمایا جویرہ پانی لے آؤ پانی آیا تو امامؑ نے وضو کیا اور فرمایا جویریہ اذان دے، جویرہ نے کہا: اے امیر المومنینؑ وقت گزر چکا ہے امامؑ نے فرمایا: عصر کی اذان دو، جویرہ نے دل میں کہا عصر کی اذان کیسے حالانکہ سورج غروب ہوگیا ہے لیکن امامؑ کا فرمان ہے اُس نے اذان دی امامؑ نے فرمایا اقامت کہو میں نے اقامت کہی اتنے میں امامؑ نے کچھ کہا جس کی مجھے سمجھ نہ آئی دیکھتے ہی دیکھتے سورج عصر کے وقت کی جگہ پر آ گیا ہم نے نماز عصر پڑھی نماز کے بعد پھر سے آگے بڑھا اور غائب ہوگیا اور ستارے نظر آنے لگے پھر امامؑ نے فرمایا اے ضعیف الیقین مغرب کی اذان دے۔

راوی کہتا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں مکہ میں امیر

المومنینؑ کے لئے بھی سورج پلٹا تھا آپؐ پر وحی نازل ہو رہی تھی آپؐ کا سرامیر المومنین کی گود میں تھا۔ عصر کا وقت ہو گیا اس حالت میں رہے کہ سورج غروب ہو گیا۔ آپؐ وحی کی کیفیت سے باہر آئے اور فرمایا: خدایا علیؑ تیری اطاعت میں تھا اس کے لئے سورج کو واپس لوٹا تاکہ نماز عصر پڑھ لے۔ اللہ تعالیٰ نے علیؑ کے لئے سورج کو واپس پلٹا دیا انہوں نے نماز پڑھی اور سورج غروب ہو گیا۔ سید حمیری نے اس بابت قصیدہ پڑھا:

خیر البریة بعد احمد من لہ

منی الھوی والی بنیہ تقربی

امسی واصبح معصما منی لہ

یھوی و حبل ولائہ لم یقضب

ردت علیہ الشمس لما فاتہ

رقت الصلاة و قد ذنت للمغرب

حتی تبلج نورھا فی وقتھا

للعصر ثم ھوت ھوی الکوکب

سورج کا حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ کلام!

حضرت ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: کل صبح سورج کے طلوع ہونے کا وقت ہو تو جنت البقیع چلے جانا اور زمین کی اونچی

جگہ پر کھڑے ہو جانا، جب سورج طلوع ہو تو اُسے سلام کہنا، اللہ تعالیٰ نے اُسے حکم دیا ہے کہ تم اُس سے جو سوال کرو گے وہ اس کا جواب دے گا اگلے دن صبح کے وقت حضرت علی علیہ السلام حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور مہاجرین و انصار کی ایک جماعت کے ساتھ باہر نکلے یہاں تک کہ بقیع پہنچے حضرت علی علیہ السلام بلند جگہ پر کھڑے ہوئے، جب سورج طلوع ہوا تو امامؑ نے فرمایا: السلام علیک یا خلق اللہ الجدید جو اللہ کی مطیع ہے آسمان سے ایک کہنے والے کی آواز سنائی دی گئی۔

السلام علیک یا اوّل یا آخر یا ظاهر یا باطن یا من هو بکل شئی علیم

(سلام اے اول، اے آخر اے ظاہر اے باطن اے وہ جو ہر شے کا جاننے والا ہے) یہ سن کر حضرت ابو بکر حضرت عمر اور دوسرے لوگ سورج کی بات سے بے ہوش ہو گئے!

تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آئے!

حضرت علی علیہ السلام اُس وقت وہاں سے جا چکے تھے وہ اُٹھے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: یا رسول اللہ! علیؑ ہماری طرح کا بشر ہے لیکن سورج نے اُسے اُس طرح خطاب کیا جس طرح اللہ تعالیٰ کو خطاب کیا جاتا ہے!

آپؐ نے فرمایا: تم نے کیا سنا! انہوں نے کہا: ہم نے سنا سورج نے کہا: السلام علیک یا اول یا...... آپؐ نے فرمایا سورج نے سچ کہا کیونکہ اس نے سب

سے پہلے مجھ پر ایمان کا اظہار کیا۔

انہوں نے کہا: ہم نے سنا اُس نے کہا تو آخر ہے، آپؑ نے فرمایا اُس نے سچ کہا کیونکہ وہ آخر شخص ہے جو مجھے غسل وکفن دے کر قبر میں اتارے گا۔

انہوں نے کہا: ہم نے سُنا اُس نے کہا: تو ظاہر ہے؟ آپؑ نے فرمایا اُس نے سچ کہا کیونکہ یہ وہ ہے جس نے میرے علم کو ظاہر کیا۔

انہوں نے کہا: ہم نے سنا اُس نے کہا: تو باطن ہے؟ آپؑ نے فرمایا اُس نے سچ کہا کیونکہ وہ میرے ہر راز کا باطن ہے۔

انہوں نے کہا: ہم نے سنا اُس نے کہا: تو ہر شے کا جاننے والا ہے آپؑ نے فرمایا:

اُس نے سچ کہا کیونکہ یہ حلال حرام، سنت فرض، وغیرہ سب کا جاننے والا ہے وہ اُٹھے اور انہوں نے کہا: محمدؐ نے ہمیں مشکل میں ڈال دیا ہے اور وہ مسجد کے دروازے سے باہر نکل گئے اس بابت ابومحمد عونی نے کہا:

امامی کلیم الشمس راجع نورها
فهل لکلیم الشمس فی القوم من مثل

طشت کی خبر

مروی ہے کہ: جبرائیل آپؐ کے پاس جنتی طشت لے کر آئے جس میں بہت زیادہ پھل تھے وہ آپؐ کو دیا، آپؐ کے ہاتھ پر طشت نے تسبیح، تکبیر اور تہلیل پڑھی آپؐ نے وہ طشت ابوبکر کو دیا تو تسبیح وتہلیل کی آواز بند ہوگئی پھر آپؐ نے وہ

طشت عمر کو دیا وہ خاموش رہا پھر امیر المومنینؑ کو دیا تو طشت نے تسبیح و تکبیر اور تہلیل شروع کر دی پھر طشت سے آواز آئی: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سوائے نبی یا وصی کے ہاتھ کے تسبیح و تہلیل نہ کروں پھر وہ طشت آسمان کی طرف بلند ہو گیا اور فصیح زبان میں کہنے لگا جسے ہر ایک نے سنا:

انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیراً

اژدھا کی خبر!

امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے:

آپؑ جمعہ کے دن کوفہ کے منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ لوگوں کے دوڑنے کی آوازیں آئیں جو ایک دوسرے پر گر رہے تھے، امامؑ نے پوچھا: تمہیں کیا ہو گیا ہے انہوں نے بتایا امیر المومنینؑ بہت بڑا اژدھا آ گیا ہے۔ جو مسجد کے اندر گھس گیا ہے جس سے ہم لوگ ڈر گئے ہیں اور اُسے مارنے کی کوشش کر رہے ہیں، امامؑ نے فرمایا: اُسے کوئی نہیں چھیڑے گا اس کا راستہ چھوڑ دو وہ ایلچی ہے کسی ضرورت کے تحت آیا ہے وہ صفوں کو چیرتا ہوا منبر کی طرف بڑھا اور آ کر اپنا منہ امامؑ کے کان کے قریب کیا کچھ کہا پھر مولاؑ نے نے اُسے جواب دیا پھر کہا پھر جواب دیا۔ اور کافی دیر کے بعد نیچے گرا اور باہر نکلا۔ باہر نکلتے ہی غائب ہو گیا لوگوں نے پوچھا تو امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: یہ درجان بن مالک ہے، جو مسلمان جنوں پر میرا خلیفہ ہے ان کا آپس میں اختلاف ہو گیا تھا وہ مجھ سے کچھ

مسائل پوچھنے آیا تھا میں نے اُسے ان کے جواب دیئے ہیں وہ جواب لے کر واپس چلا گیا ہے!

کسریٰ کی خبر!

ابواحوص نے اپنے باپ سے عمار ساباط سے روایت کی ہے:

امیر المومنین علیہ السلام مدائن میں آئے اور ایوان کسریٰ میں گئے امامؑ کے ساتھ دلف بن مجیر تھا امامؑ نے نماز پڑھی اور اُٹھے اور دلف سے کہا کہ میرے ساتھ آؤ۔ اُس وقت ساباط کے کچھ لوگ بھی ہمراہ تھے امامؑ کسریٰ کے مقامات کو دیکھتے رہے اور کہتے تھے کسریٰ یہاں یہ کرتا تھا یہاں یہ کرتا تھا دلف نے کہا خدا کی قسم امامؑ یونہی چلتے رہے اور تمام جگہوں کے بارے بتاتے رہے۔ دلف نے کہا۔ یاسیدی ومولای آپؑ ایسے بیان کررہے ہیں گویا آپؑ نے یہ چیزیں یہاں خود رکھی ہیں پھر امیر المومنین علیہ السلام نے ایک بوسیدہ کھوپڑی دیکھی اور اپنے بعض اصحاب سے فرمایا: اس کھوپڑی کو اٹھا کر لے آؤ۔ پھر ایوان میں آئے وہاں بیٹھے کھوپڑی کو طشت میں رکھا اُس پہ پانی ڈالا پھر فرمایا:

اے کھوپڑی بتا میں کون ہوں اور تو کون ہے۔ کھوپڑی سے فصیح آواز آئی: آپ امیر المومنین سید الوصیین اور امام المتقین ہیں۔ میں آپ کا بندہ اور آپ کی کنیز کا بیٹا کسریٰ نوشیروان ہوں۔ امیر المومنینؑ نے کہا: تیرا کیا حال ہے؟

اے امیر المومنینؑ! میں عادل بادشاہ تھا رعایا پر رحم دل تھا کسی پر ظلم نہیں کرتا تھا لیکن مجوسی دین پر تھا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری بادشاہی کے

زمانہ میں پیدا ہوئے جس رات پیدا ہوئے تو میرے قصر کے ۲۳ کنگرے گر گئے میں نے ارادہ کیا کہ:

ان پر ایمان لے آؤں کیونکہ میں نے کثرت سے ان کے فضائل و مناقب سنے تھے ان کی اور ان کی اہل بیتؑ کی آسمانوں زمینوں میں موجود بزرگی کے بارے میں سنا تھا لیکن میں شاہی کاموں میں مصروف رہا اور اس بات سے غافل ہو گیا اور یہ شرف حاصل نہ کر سکا جس کی وجہ سے میں اس نعمت سے محروم ہو گیا کیونکہ میں ان پر ایمان نہ لا سکا۔ لیکن اس کفر کے باوجود میرے عدل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے جہنم کی آگ سے بچا لیا اب میں جہنم میں ہوں لیکن اس کی آگ مجھ پر حرام ہے ہائے حسرت! کاش میں ان پر ایمان لے آتا تو آپؑ کے ساتھ ہوتا اے آل محمد کے سردار! اے امیر المومنینؑ!

لوگ یہ سن کر گریہ کرنے لگے ساباط والے لوگ اپنے گھروں کی طرف چلے گئے اور انہیں اس خبر سے آگاہ کیا۔ ان لوگوں نے کہا کہ امیر المومنینؑ اللہ کا بندہ، ولی خدا اور وصی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور کچھ نے کہا: وہ نبی ہے۔ کچھ نے کہا: وہ پروردگار ہے وہ عبداللہ بن سبا اور اُس کے اصحاب کی طرح کہتا ہے: اگر وہ خدا نہیں ہے تو مردوں سے کلام کیسے کیا۔ امیر المومنینؑ نے ان باتوں کو سنا تو ان کا سینہ تنگ ہوا اور سب کو حاضر کر کے فرمایا: اے لوگو! تم پر شیطان غالب آ گیا ہے۔ میں اللہ کا بندہ ہوں جس نے مجھ پر امامت و ولایت اور وصایت رسول کا انعام کیا کفر سے باز آ جاؤ میں اللہ کا بندہ اُس کے بندے کا بیٹا ہوں، محمدؐ مجھ سے افضل ہیں۔ وہ بھی اللہ کے بندے ہیں ہم تمہاری طرح

انسان ہیں کچھ کفر سے باہر آ گئے اور کچھ اپنے کفر پر باقی رہے۔ امامؑ نے اُنہیں کفر سے منع کیا لیکن وہ اپنی بات پر ڈٹے رہے امامؑ نے انہیں جلا دیا ان میں سے کچھ لوگ شہروں میں پھیل گئے اور کہنے لگے کہ اگر یہ خدا نہ ہوتا تو ہمیں آگ میں نہ جلاتا پس اللہ تعالیٰ ہمیں پھسلنے سے بچائے!

پرویز کی خبر!

ابورواحہ انصاری نے مغربی سے روایت کی ہے:

میں امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ آپؑ معاویہ کے ساتھ جنگ کا ارادہ رکھتے تھے۔ امامؑ نے فرات کی طرف ایک کھوپڑی کو دیکھا!

اُس کھوپڑی پر کئی سال گزر چکے تھے امیر المومنینؑ اُس کے پاس سے گزرے تو اُسے پکارا اُس نے لبیک کہی، اور امامؑ کے سامنے بلند ہوئی اور گری، فصیح زبان میں کلام کی امامؑ نے اُسے اپنی جگہ پر واپس لوٹ جانے کو کہا تو وہ واپس لوٹ گئی۔

جب امامؑ جنگ نہروان سے فارغ ہوئے تو ہم نے اُس کھوپڑی کو دوبارہ سے دیکھا۔ امامؑ نے فرمایا اُسے لے آؤ اور اُسے اپنے کوڑے سے حرکت دی اور فرمایا: بتا کہ تو فقیر ہے یا امیر، بد بخت ہے یا سعادت مند، بادشاہ ہے یا رعایا!

کھوپڑی نے جواب دیا السلام علیک یا امیر المومنینؑ میں پرویز ابن ہرمز بادشاہ ہوں۔ میں ظالم بادشاہ تھا۔ میں مشرق، مغرب، میدان، صحرا، پہاڑ اور ہر خشکی کا بادشاہ تھا میں نے دنیا میں لوگوں سے ہزار شہر چھینے تھے، میں نے پانچ سو

کنواریوں کی بکارت زائل کی تھی۔ مین نے ہزار بادشاہ کو قتل کیا اور میں نے پچاس شہر بنائے۔اے امیر المومنینؑ! میں نے ہزار ترکی، ہزار ارمنی، ہزار رومی، ہزار زنجی غلام خرید کیے۔ ستر ہزار شہزادیوں سے شادی کی۔ زمین کے ہر بادشاہ پر میں نے غلبہ پایا اوران کے لوگوں پر ظلم کیا۔ جب میرے پاس ملک الموت آیا تو اُس نے مجھے کہا: اے ظالم اور سرکش تو نے حق کی مخالفت کی۔ میرے جسم میں کپکپی طاری ہوگئی۔

ملک الموت نے میری روح قبض کی تو زمین والے میرے ظلم سے سکون میں آ گئے اور میں جہنم کے عذاب میں گرفتار ہو گیا اور یہاں ہمیشہ رہوں گا اللہ تعالیٰ نے ایک کروڑ فرشتۂ کا عذاب مجھ پر مسلط کیا ہے ہر ایک کے ہاتھ میں آگ کا گرز ہے اگر اُسے پہاڑ پر مارا جائے تو پہاڑ جل جائے جب بھی کوئی فرشتہ مجھے وہ گرز مارتا ہے تو آگ بھڑک اُٹھتی ہے اور مجھے جلا دیتی ہے اللہ مجھے پھر زندہ کر دیتا ہے اور لوگوں پر ظلم کی پاداش (سزا) میں عذاب میں مبتلاء کر دیتا ہے اور ہمیشہ ایسا ہی رہے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے میرے جسم کے بالوں کی مقدار مجھ پر سانپ مسلط کئے ہوئے ہیں جو مجھے ڈستے رہتے ہیں اور بچھوں ہیں جو مجھے ڈستے رہتے ہیں جس سے مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے دنیا میں زندہ شخص کو درد ہوتا ہے۔

مجھے سانپ اور بچھو کہتے ہیں یہ تیرے ظلموں کی سزا ہے جو تو اللہ تعالیٰ کے بندوں پر ظلم کیا کرتا تھا۔ پھر وہ خاموش ہو گیا اور یہ سن کر امیر المومنین علیہ السلام کا سارا لشکر رونے لگا اور اپنے سر پر ہاتھ مارنے لگا، سب نے کہا: یا امیر المومنینؑ!

ہمیں رسولؐ خدا نے آپ کی معرفت دلائی پھر بھی ہم آپؑ کے حق سے جاہل رہ گئے، ہم نے آپؑ کی بابت اپنا حق ادا نہیں کیا۔اس سے آپؑ کی کوئی کسر شان نہیں ہوئی۔ہم نے آپؑ کی بابت جو کوتاہی کی اور آپؑ کے غیر کو آپؑ کی جگہ پر بٹھایا......ہمیں معاف کردیں! ہم اپنے کیے پر پشیمان ہیں۔امامؑ نے حکم دیا کہ اس کھوپڑی کو پردہ پوش کر دیا جائے اُس وقت دریا کا پانی رک گیا اور اُس میں موجود سارے جانور، مچھلیاں باہر نکلیں ہر ایک نے امیر المومنین علیہ السلام سے کلام کی۔امامؑ کو دعا دی اور امامؑ کی امامت کی گواہی دی۔

کسی شاعر نے کہا:

سلامی علی زمزم و صفا

سلامی علی سدرة المنتہٰی

لقد کلمتک لدی النهر

نهارا جماجم اهل الثریٰ

وقد بدرت لک حیتا نها

تنا دیک مذعنة بالولاء

(میرا سلام زمزم وصفا پر میرا سلام سدرۃ المنتہٰی پر تیرے ساتھ دریا پر دن دیہاڑے زمین میں چھپی کھوپڑیوں نے کلام کیا اور ساری مچھلیاں ظاہر ہوئیں اور انہوں نے تیری ولایت کی گواہی دی؟

معجزہ:

عمار بن یاسرؓ کہتے ہیں کہ:

میں امیر المومنینؑ کے ساتھ تھا۔ امامؑ کوفہ سے نکلے اور یہاں سے دو فرسخ کے فاصلے پر ارض نخیلہ سے گزرے وہاں پچاس یہودی سامنے آئے انہوں نے پوچھا کیا آپ امام علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔ امامؑ نے فرمایا: ہاں میں وہی ہوں!

انہوں نے کہا: ہماری کتابوں میں ایک پتھر کا ذکر ہے جس پر چھ نبیوں کا نام لکھا ہوا ہے وہ پتھر ہم سے کھو گیا ہے آپ امامؑ ہیں تو اس پتھر کے بارے میں بتائیں کہ کہاں ہے! امامؑ نے فرمایا: میرے پیچھے آؤ، لوگ امامؑ کے پیچھے چل پڑے اور ایک خشکی کے مقام پر پہنچے وہاں ریت کا ٹیلا تھا۔ امامؑ نے فرمایا: اے ریت اللہ تعالیٰ کے حکم سے پتھر کے اوپر سے ہٹ جا! تھوڑی دیر کے بعد پتھر سے ریت ہٹ گئی اور پتھر نمودار ہو گیا۔ امامؑ نے فرمایا: یہ تمہارا پتھر ہے انہوں نے کہا: ہم نے اپنی کتابوں میں جن اسماء کے بارے میں پڑھا اور علماء سے سنا ہے وہ اسماء اس پر نہیں ہیں۔ امامؑ نے فرمایا: وہ اسماء اس کے آگے والے حصہ پر ہیں جو زمین میں ہے اِسے نکالو وہ اُسے الٹانے لگے اتنے میں وہاں ہزار لوگ جمع ہو گئے وہ مل کر اُسے الٹا نہ سکے۔ امامؑ نے فرمایا: ہٹ جاؤ۔ امامؑ سوار تھے وہیں سے انگلی سے اُسے اُلٹا دیا اُس پر اُن انبیاء کے نام تھے جو شریعت والے تھے، آدمؑ نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور محمد علیہم السلام!

یہ دیکھ کر یہودیوں نے کہا:

نشهد ان لا اله الا الله و ان محمد رسول الله و انک امير المومنين و سيد الموصيين و الحجة على اهل الارض اجمعين٥

جس نے تجھے پہچانا وہ نجات پا گیا اور سعادت مند ہوا اور جس نے تیرا انکار کیا وہ گمراہ اور ہلاک ہوا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے تیرے فضائل گنتی میں نہیں آ سکتے اور تیری نعمتوں کے آثار بہت ہیں تیرا حصہ سعادت مندانہ اور تیری بھلائی اُس سے بھی بہتر ہے!

صفوان الحل کی خبر!

عمار بن یاسرؓ سے مروی ہے:

امیر المومنین علیہ السلام سند فیصلہ پر تشریف فرما تھے۔ ایک شخص کھڑا ہوا جس کا نام صفوان بن الحل ہے اُس نے کہا: میں آپؑ کے محبوں میں سے ہوں اور میرے ذمہ گناہ ہیں۔ میں چاہتا ہوں آپؑ مجھے پاک کر دیں تا کہ آخرت میں جاؤں تو میرے ذمہ گناہ باقی نہ ہو۔

امامؑ نے فرمایا: تیرا گناہ کیا ہے!

اُس نے کہا: میں لڑکوں کے ساتھ لواطہ کرتا تھا!

امامؑ نے فرمایا: کونسی سزا لے گا، تلوار سے قتل کیا جانا، اوپر دیوار کا گرایا جانا، آگ سے جلایا جانا! یہ اُس شخص کی سزائیں ہے جو وہ کرتا ہے جو تو نے کیا ہے!

اُس نے کہا: میرے مولاؑ! مجھے آگ سے جلائیں تا کہ جہنم کی آگ سے بچ جاؤں!

امامؑ نے فرمایا: اے عمار! ایک ہزار لکڑی جلانے کے لئے اکٹھی کرو اور کل انہیں آگ لگا دو۔

پھر اُسے کہا: اُٹھو اور اپنے مال کی اور جو تیرے ذمہ ہے اس کی وصیت کرو، وہ اٹھا اور اُس نے اپنے مال اور اپنے ذمہ حقوق کی وصیت کی اور اپنا مال اپنی اولاد کے درمیان تقسیم کیا۔ ہر حق دار کو اس کا حق دیا پھر حضرت نوح علیہ السلام والے گھر میں موجود امیر المومنین علیہ السلام کے حجرہ کے دروازے پر آیا جو جامع کوفہ کے مشرق کی جانب ہے۔ امامؑ نے نماز پڑھی اور فرمایا: اے عمارؓ!

کوفہ میں منادی کروا اور امیر المومنینؑ کا فیصلہ سنو! لوگوں نے کہا: امامؑ اپنے چاہنے والے کو کیسے جلائیں گے اپنے محبّ کو جلائیں گے تو لوگ ان کی امامت چھوڑ جائیں گے۔ یہ بات امیر المومنین علیہ السلام نے سنی۔ امامؑ نے اُسے پکڑا۔ اُس پر ہزار لکڑیاں ڈالیں اور آگ کا شعلہ ڈالا اور فرمایا آگ لگا کر اپنے آپ کو جلا دے اگر تو میرا چاہنے والا محبّ ہے اور میرے حق کی معرفت رکھنے والا ہے تو تجھے آگ نہیں جلائے گی اور اگر تو میرا مخالفت اور میری تکذیب کرنے والا ہے تو آگ تجھے کھا جائے گی۔

اُس نے اپنے اوپر آگ ڈالی اور لکڑیوں کو جلایا، اُس نے سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اُس کے کپڑوں کو بھی آگ نے نہ جلایا اور نہ ہی اُس پر دھوئیں کا اثر ہوا امامؑ نے فرمایا:

دشمن خدا جھوٹے ہیں اور بہت بڑی گمراہی میں ہیں پھر فرمایا:

ہمارے چاہنے والے امان میں ہیں میں جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والا ہوں اس کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت زیادہ مقامات پر اس بات کی گواہی دی ہے۔

مالک بن نویزہ کی خبر!

براء بن عازب کہتا ہے: ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے آپؐ اپنے صحابہ میں تشریف فرما تھے آپؐ کے پاس بنی تمیم کا ایک وفد آیا جن میں مالک بن نویرہ بھی تھا، مالک نے کہا:

یارسول اللہ! ہمیں بتائیں کہ ایمان کیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: گواہی دو کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ اور میں رسول اللہ ہوں، پنجگانہ نماز ادا کرو۔ ماہ رمضان کے روزے رکھو، زکوٰۃ دو، حج ادا کرو، اور میرے اس وصی کی میرے بعد ولایت رکھو...... حضرت علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا، خون ریزی نہ کرو، چوری نہ کرو، خیانت نہ کرو، یتیم کا مال نہ کھاؤ، شراب نہ پیئو، میری شریعت پر حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھو اپنی جانب سے کمزور، قوی، چھوٹے بڑے کو اس کا حق دو یہاں تک کہ اُس پر اسلامی شریعت کے تقاضے پورے ہو جائیں۔ مالک نے کہا: یارسول اللہ! دوبارہ بیان فرمائیں کیونکہ میں بھولنے والا بندہ ہوں آپؐ نے دوبارہ بیان کیا اور اُس نے اُسے یاد کر لیا اور کھڑا ہوا حالانکہ اس کی چادر زمین سے گھسیٹی جارہی تھی اُس نے کہا: رب کعبہ کی قسم مجھے ایمان کی تعلیم دی گئی ہے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور چلا گیا تو آپؐ نے فرمایا:

جو جنتی شخص کی طرف دیکھنا چاہتا ہے وہ اس مرد کی طرف دیکھے!

ابوبکر اور عمر نے کہا یارسول اللہ وہ کون شخص ہے جس کے بارے میں آپؐ

فرما رہے ہیں!

آپ نے زمین کی طرف اشارہ کیا...... وہ دونوں وہاں گئے اور اُسے ملے اور کہا تجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خدا کی طرف سے جنت کی بشارت ہوئی ہے۔ اُس نے کہا: اللہ تعالیٰ تمہاری خوشخبری کو احسن قرار دے۔ مالک نے کہا: تمہاری بشارت اُس وقت اچھی ہوگی جب تم بھی اُس کی گواہی دو جس کی میں نے گواہی دی ہے، مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو تعلیم دی ہے اُسے تم بھی جان گئے ہو اور اگر تم اُس کی گواہی نہ دو تو تمہاری بشارت احسن نہیں ہوگی۔ حضرت ابوبکر نے کہا یہ نہ کہہ کیونکہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بیوی عائشہ کا باپ ہوں۔ مالک نے کہا: تمہاری حاجت کیا ہے؟ دونوں نے کہا: تو جنتی ہے ہماری مغفرت کی دعا کرو اُس نے کہا: اللہ تعالیٰ تمہیں معاف نہ کرے کیونکہ تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر مجھ سے مغفرت کی دعا کروانے آئے ہو دونوں واپس چلے گئے دونوں کے چہروں پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے جب انہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو مسکرائے!

آپؐ نے فرمایا کیا تم ناراض ہو کہ اُس نے حق بات کیوں کی ہے۔

جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ تو بنو تمیم مدینہ آئے ان کے ساتھ مالک بن نویزہ بھی تھا وہ اس لئے آئے تاکہ دیکھیں کہ آپؐ کا جانشین کون ہے؟ وہ جمعہ کے دن مدینہ میں پہنچے دیکھا کہ حضرت ابوبکر منبر پر خطبہ دے رہے ہیں مالک نے اُسے دیکھا تو کہا بنی تمیم!

انہوں نے کہا: ہاں! مالک نے کہا: وصی رسولؐ خدا کا کیا ہوا جس کی ولایت کا آپؐ نے مجھے حکم دیا تھا انہوں نے کہا اے اعرابی حوادث پیدا ہوئے جس میں یہ حادثہ ہو گیا مالک نے کہا خدا کی قسم کوئی حادثہ پیش نہیں آیا۔

تم نے اللہ اور رسولؐ کے ساتھ خیانت کی ہے پھر حضرت ابو بکر کی طرف بڑھا اور کہا:

تجھے اس منبر پر کس نے آنے دیا ہے حالانکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصی بیٹھا ہوا ہے۔ ابو بکر نے کہا: اس اعرابی کو باہر نکال دو۔ قنفذ بن عمیر اور خالد بن ولید اُٹھے اور انہوں نے اُسے گردن سے پکڑ کر مسجد نبوی سے باہر نکال دیا وہ اپنی سواروں پر سوار ہوا اور کہا:

اطعنا رسول اللّٰہ کان بیننا

فیا قوم ما شانی و شان ابی بکر

(ہم نے رسولؐ خدا کی اطاعت کی ہے اے قوم میرا ابو بکر سے کیا لینا دینا۔)

جب حضرت ابو بکر کی حکومت اپنے قدموں پر کھڑی ہوگئی تو وہ خالد بن ولید سے کہنے لگا: تو جانتا ہے کہ مالک نے لوگوں کے سامنے کیا کہا تھا میں اس کی بابت فتنے سے امان میں نہیں ہوں اس کا زندہ رہنا مناسب نہ ہے اُسے قتل کر دو۔

خالد اپنے گھوڑے پر سوار ہوا وہ ہزار کے مقابلے والا سوار تھا جس سے خالد ڈر گیا اُس نے اُسے عہد و پیمان لکھ کر دے دیا، اسلحہ ڈال دینے کے بعد خالد نے مالک پر دھاوا بول دیا اور اُسے قتل کر دیا اور اُسی رات اُس نے مالک کی بیوی

سے شادی کی اور ولیمہ کا گوشت پکوایا اور رات کو اُس کی بیوی پر گدھے کی طرح کو دکود کر زنا کرنے لگا۔ حدیث لمبی ہے!

معاذ بن جبل کی معاویہ بن ابوسفیان سے گفتگو!

جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں:

ایک دن میں اور معاویہ بن ابوسفیان شام میں تھے ہم نے ایک شیخ کو دیکھا وہ عراق کی طرف سے ہماری طرف بڑھا۔ معاویہ نے کہا: ہمیں اس شیخ کی طرف لے جاؤ تا کہ اس سے پوچھیں کہ کہاں سے آ رہا ہے اور کہاں جا رہا ہے اُس وقت معاویہ کے پاس ابواعور اسلمی اور معاویہ کی ناجائز اولاد خالد، یزید اور عمرو بن عاص تھے۔ ہم اُس کی طرف گئے۔ معاویہ نے پوچھا اے شیخ کہاں سے آ رہا ہے اور کہاں جا رہا ہے۔ شیخ نے کوئی جواب نہ دیا، عمرو بن عاص نے کہا: امیر المومنین کو جواب کیوں نہیں دیا!

شیخ نے کہا: اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے سلام بنایا ہے۔ معاویہ نے کہا: تو نے سچ کہا اور ہم نے غلطی کی تو نے اچھا کہا اور ہم نے برائی کی!

السلام علیک...... اُس نے کہا وعلیک السلام!

معاویہ نے کہا: اے شیخ آپ کا نام کیا ہے؟ اُس نے کہا: میرا نام معاذ بن جبل ہے۔

اُس کے ہاتھ میں لوہا، کمر بندھی ہوئی اوپر چادر اوڑھی ہوئی۔ اس کا گوشت ڈھلکا ہوا رخساروں پر بڑھاپے کی جُھریاں اور آنکھوں پر آبرو گرے

ہوئے تھے۔

معاویہ نے کہا: اے شیخ کہاں سے آیا ہے اور کہاں جا رہا ہے؟

شیخ نے کہا: عراق سے آیا ہوں اور بیت المقدس جا رہا ہوں۔

معاویہ نے کہا: عراق کو کس حال میں چھوڑا ہے؟

اُس نے کہا: خیر اور برکت اور اتفاق کے ساتھ۔

معاویہ نے کہا: شاید تو عراق کے شہر کوفہ کے غری کے علاوہ سے آیا ہے؟

اُس نے کہا: غری کہاں ہے۔

معاویہ نے کہا: جہاں ابوترابؑ ہے۔

اُس نے کہا: اس سے تیری کیا مراد ہے اور ابوتراب کون ہے؟

معاویہ نے کہا: ابوتراب یعنی علی بن ابی طالبؑ۔

اُس نے کہا: اللہ تعالیٰ تجھے ذلیل کرے اور تیرے منہ پر مارے، تیرے ماں باپ پر لعنت کرے یوں کیوں نہیں کہتا؟

الامام العادل والغیث الھاطل یعسوب الدین و قاتل المشرکین والناکثین والقاسطین والمارقین سیف اللہ المسلول و ابن عم الرسول و زوج البتول تاج الفقھاء و کنز الفقراء، خامس اھل العباء واللیث الغالب ابوالحسنین علی بن ابی طالب علیہ السلام

(وہ عادل امام ہے، موسلا دھار بارش ہے، یعسوب الدین ہے، مشرکوں، بیعت توڑنے والوں سنگدلوں اور خارجیوں کا قاتل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی میان سے

نکلی ہوئی تلوار ہے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چچا زاد ہے، جگر گوشہ رسول مادر حسنینؑ کا شوہر ہے، فقہاء کا تاج، فقراء کا خزانہ، خامس آل عباء، غالب آنے والا شیر ابوالحسنؑ والحسینؑ علی بن ابی طالبؑ ہے۔)

معاویہ نے کہا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرا گوشت اور خون علیؑ کے گوشت اور خون میں رچ بس گیا ہے، علیؑ مر گیا تو کیا کرے گا؟ اُس نے کہا اس کی بابت میں اللہ تعالیٰ کو مورد الزام قرار نہیں دوں گا۔ اُس کے بعد بہت غمگین ہوں گا۔ جان لو کہ اللہ تعالیٰ میرے سردار کو نہیں مارے گا...... یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے بیٹوں میں سے کسی ایک کو بالترتیب قیامت تک حجتِ قائمہ قرار دے دے گا۔

معاویہ نے کہا: کیا تیرے بعد اُس پر فخر کرنے والا کوئی بچا ہے یا نہیں؟

اُس نے کہا: کیوں نہیں! جو معراج کا ارادہ رکھتا ہے وہ موجود ہے۔

عمرو بن عاص نے کہا: امیر المومنین شاید یہ آپ کو جانتا نہیں ہے۔ اُس نے معاویہ نے پوچھا:

اے شیخ: کیا مجھے جانتا ہے میں کون ہوں؟

اُس نے کہا: تو کون ہے، کہا:

انا معاوية انا الشجرة الزكية الفروع العلية انا سيد بني اميه

(میں معاویہ ہوں۔ میں پاک شجرہ اور عالی فرع سے ہوں میں بنی امیہ کا سردار ہوں۔)

اُس نے کہا: بلکہ تو ملعون ابن ملعون ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی

زبانی لعنت کی ہے اور فرمایا: شجرہ ملعونہ قرآن میں ہے اور شجرہ خبیثہ اور خبیث رگیں جو گھٹیا ہیں جنھوں نے اپنے آپ اور اپنے پروردگار پر ظلم کیا ہے!

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الخلافة محرمة على ال ابى سفيان الزنيم ابن اكلة الاكباد الفاشى ظلمه فى العباد.

(خلافت آل ابوسفیان پر حرام ہے جو کمینے ہیں، جو جگر چبانے والی کی اولاد ہیں۔اُسے قتل کرنا چاہا

پھر کہا: اگر معاف کرنا اچھا نہ ہوتا تو تیرا سر کاٹ دیتا۔اگر ایسا کر دیتا تو کیا کرتا!

اُس نے کہا: اگر تو مجھے قتل کر دیتا تو میں کامیاب اور تو بد بخت ہو جاتا۔اس سے پہلے تجھ سے زیادہ شریر نے مجھ سے بہتر شخص کو قتل کیا ہے؟

معاویہ نے کہا: وہ کون ہیں؟

اُس نے کہا: عثمان نے سرکار ابوذرؓ کو جلاوطن کیا اور اتنا مارا کہ وہ مر گیا وہ مجھ سے بہتر اور تو اس سے زیادہ شریر ہے۔

معاویہ نے کہا: اے شیخ! کیا تو یوم الدار حاضر تھا؟

اُس نے کہا: یوم الدار کونسا دن ہے!؟

معاویہ نے کہا: جس دن علیؑ نے عثمان کو قتل کیا تھا۔

اُس نے کہا: خدا کی قسم! علیؑ نے اُسے قتل نہیں کیا، اگر وہ ایسا کرتا تو کھلم کھلا تلواروں اور نیزوں سے مارتا لیکن وہ تو اس مسئلہ میں اللہ اور رسول کا مطیع

تھا۔

معاویہ نے کہا: اے شیخ! کیا جنگ صفین میں حاضر تھا؟

اُس نے کہا: ہاں! میں اُس سے غائب نہیں تھا۔

معاویہ نے کہا: تو اُس میں کیسا تھا؟

اُس نے کہا: اُس میں تو نے بچوں کو یتیم کیا۔ عورتوں کو بیوہ کیا، اُس میں تو بچوں کی طرح کبھی تلوار مارتا تھا کبھی نیزہ مارتا تھا۔

معاویہ نے کہا: کیا تو نے مجھے کوئی شے ماری ہے؟

اُس نے کہا: میں نے تجھے ۷ تیر مارے، میرے دو تیر تیری چادر میں لگے، دو تیری سجدہ والی جگہ پر لگے دو تیرے بازو میں لگے، اگر کپڑا ہٹا تو تجھے ان کا اثر نظر آئے گا۔

معاویہ نے کہا: کیا تو جنگ جمل میں حاضر تھا؟

اُس نے کہا: جنگ جمل کونسی ہے؟

معاویہ نے کہا: جس میں عائشہ نے علیؑ سے جنگ کی۔

اُس نے کہا: ہاں میں اس جنگ میں حاضر تھا۔

معاویہ نے کہا: حق علیؑ کے ساتھ تھا یا عائشہ کے ساتھ!

اُس نے کہا: حق علیؑ کے ساتھ ہے۔

معاویہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے نہیں کہا آپؐ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں، اور آپؐ نے فرمایا: عائشہ المومنین ہے۔

اُس نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا: تم بیویاں اپنے گھروں میں رہو

اور جاہلیت کی طرف لوٹ کر اس کا اظہار نہ کرنا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

انت یا علی خلیفتی علی نساء ی و اھلی و طلاقھن بیدک!

(اے علیؑ میرے بعد میری بیویوں پر تو میرا خلیفہ ہے میری اہل بیتؑ پر میرا خلیفہ ہے ان کی طلاق تیرے ہاتھ میں ہے۔)

عائشہ نے جھوٹ باندھا اور اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی۔ اللہ اور رسولؐ کی مخالفت کی، گھر سے باہر نکلی یہاں تک کہ مسلمانوں کا خون بہایا گیا ان کا مال غارت ہوا پس ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ وہ نوح کی بیوی کی طرح جہنم میں ہے اور یہ کافروں کا بدترین ٹھکانا ہے۔

معاویہ نے کہا: تو نے کچھ نہیں چھوڑا کہ جس کے ذریعہ سے تجھ پر احتجاج کریں۔ میں نے امت پر کب ظلم کیا اور ان سے مہربانی کی قندیلوں کو کب گل کر دیا!؟

اُس نے کہا: جب تو لوگوں کا امیر اور عمرو بن عاص تیرا وزیر بنا!

معاویہ منہ نیچے کر کے ہنسنے لگا اور وہ اپنے گھوڑے کی پشت پر تھا!

معاویہ نے کہا: اے شیخ تجھے کچھ دوں جس سے تیری زبان بند ہو جائے؟

اُس نے کہا: تیرے پاس کیا ہے۔

معاویہ نے کہا: شہد، گندم، گھی سے لدے ہوئے بیس سرخ اونٹ اور دس ہزار درہم انہیں گھر والوں پر خرچ کرنا اور اپنا وقت پورا کرنا!

اُس نے کہا: میں قبول نہیں کروں گا۔

معاویہ نے کہا: کیوں؟

اُس نے کہا: میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپؐ نے فرمایا:

حلال کا ایک درہم حرام کے ہزار درہم سے بہتر ہے۔

معاویہ نے کہا: اگر دمشق میں میرے ساتھ رہے گا تو تجھے قتل کردوں گا۔

اُس نے کہا: میں دمشق میں تیرے ساتھ نہیں رہونگا۔

معاویہ نے کہا: کیوں؟

اُس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار وما لکم من دون اللّٰہ من اولیاء ثم لا تنصرون۔

(ظالموں کے ساتھ نہ رہو اس سے تم جہنم میں جاؤ گے اور اللہ کے علاوہ ہمارا کوئی دوست نہیں ہے پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔)

تو پہلا اور آخری ظالم ہے...... پھر شیخ بیت المقدس کی طرف چل پڑے۔

☆☆☆

حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا آپس میں فخر کرنا!

خبر میں وارد ہوا ہے کہ:

ایک دن امیر المومنین علیہ السلام اپنی زوجہ محترمہ سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے ساتھ صحراء میں پھل کھا رہے تھے ان کے درمیان گفتگو کا سلسلہ جاری ہوا، حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

بنت نبیؑ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے آپ کی نسبت زیادہ محبت کرتے ہیں؟

بی بیؑ نے کہا:

عجیب بات ہے کہ آپؑ میری نسبت آپؐ سے زیادہ محبت کرتے ہیں حالانکہ میں آپؐ کی میوۂ دل ہوں اور اعضاء میں سے عضو ہوں۔ ٹہنیوں میں سے ٹہنی ہوں میرے علاوہ آپؐ کی کوئی اولاد نہ ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: بنت نبیؐ اگر آپ میری بات کی تصدیق نہیں کرتیں تو میرے ساتھ آپؐ کی خدمت میں چلیے آپؐ ہی سے پوچھ لیتے ہیں۔ دونوں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے بی بیؑ آگے بڑھیں اور عرض کی یا رسول اللہؐ! ہم دونوں میں سے آپؐ کو زیادہ محبوب کون ہے؟

میںؑ یا علیؑ ! آپؐ نے فرمایا: تو مجھے زیادہ محبوب ہے اور علیؑ مجھے تجھ سے

زیادہ عزیز ہے! اب ہمارے سید و مولا امام علی علیہ السلام نے فرمایا: میں نے آپ کو نہیں کہا تھا؟ میں پرہیزگار بی بیؑ کا شوہر ہوں، سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے کہا: میں خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کی بیٹیؑ ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: میں فرزند صفا ہوں۔

سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا: میں دختر سدرۃ المنتہیٰ ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: میں کائنات میں سب سے زیادہ صاحب فخر ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں اُس کی بیٹی ہوں جو قریب ہوا اور قریب ہو گیا! دو نیزوں کا فاصلہ رہ گیا۔ یا اس سے بھی کم!

حضرت علی علیہ السلام: میں نیک خواتین کا فرزند ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں نیک مومن خواتین کی دختر ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: جبرائیل میرا خادم ہے۔

سیّدہ فاطمہ علیہا السلام: مجھے آسمان میں راحیل کا خطاب ہوا۔ فرشتے نسل در نسل میری خدمت کرتے رہے۔

حضرت علی علیہ السلام: میں دور کے بلند ترین مقام میں پیدا ہوا۔ سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میری بلند و اعلیٰ مقام میں شادی ہوئی۔ میری ملکیت آسمان میں ہے۔

حضرت علی علیہ السلام: میں لواء الحمد کا اُٹھانے والا ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں اس کی بیٹی ہوں جسے آسمان پر معراج ہوئی۔

حضرت علی علیہ السلام: میں نیک مومنوں کا فرزند ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں خاتم النبیین ؐ کی دختر ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: میں تنزیل قرآن پر جنگ کرنے والا ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں صاحبہ تاویل ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: میں وہ درخت ہوں جو طور سینا سے نکلا۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں وہ درخت ہوں جس سے حسنؑ اور حسینؑ نکلے۔

حضرت علی علیہ السلام: میں مثانی والقرآن الحکیم ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں درخت نبی کریمؐ ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: میں نباء عظیم ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں صادق امین کی دختر ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: میں حبل متین ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں خیر الخلق اجمعین کی بیٹی ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: میں لیث الحروب ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں وہ ہوں جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف کرتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام: میں وہ ہوں جس نے خاتم النبیینؐ کی تصدیق کی۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں سید العالمؐ کی دختر ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: میں سید بنی ہاشم ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں محمد مصطفیٰؐ کی دختر ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: میں امام مرتضیٰؑ ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں سید المرسلین کی بیٹی ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: میں سید الوصیین ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں نبی عربی کی دختر ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: میں بڑا بہادر ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں احمد نبی کی دختر ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: میں بطل اور (متقی) ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں شافعہ مشفعہ ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: میں جنت وجہنم کے تقسیم کرنے والا ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں محمد مختار کی بیٹی ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: میں جنوں کا قتل کرنے والا ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں ملک دیان رسول کی بیٹی ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: میں خیرۃ الرحمٰن ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں خیرۃ النسوان (عورتوں کی سردار) ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: میں نے اصحاب رقیم سے کلام کی۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں اس کی بیٹی ہوں جو مومنوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا اور نہایت مہربان ہے۔

حضرت علی علیہ السلام: میں وہ ہوں جس کے نفس کو اللہ تعالیٰ نے محمد کا نفس قرار دیا قرآن مین فرمایا انفسنا و انفسکم۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میرے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نساء نا

ونساء کم ا ابناء نا و ابناء کم)

حضرت علی علیہ السلام: میں نے اپنے شیعوں کو قرآن مجید کی تعلیم دی۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں وہ ہوں جس کے محبوں کو اللہ تعالیٰ جہنم سے بچائے گا۔

حضرت علی علیہ السلام: میرے شیعہ میرے علم کو لکھتے ہیں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میرے علم کے سمندر سے لوگ چلّو بھرتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام: میں وہ ہوں جس کے نام کو اللہ نے اپنے نام سے نکالا اور وہ عالی ہے میں علیؑ ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں فاطمہؑ ہوں اور وہ فاطر (السموات والارض ہے۔)

حضرت علی علیہ السلام: میں عارفین کی زندگی ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں رغبت کرنے والوں کی نجات کا راستہ ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: میں حوامیم (قرآن میں حروف مقطعات حٰمٓ ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں طٰہٰ و یٰسین کی دختر ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: میں تونگری کا خزانہ ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں کلمۃ الحسنیٰ ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: میرے صدقے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میرے صدقے میں اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول کیا۔

حضرت علی علیہ السلام: میں کشتی نوح کی مانند ہوں جو اُس میں سوار ہوا نجات پا گیا۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں اس دعویٰ میں آپؑ کے ساتھ شریک ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: میں نوح کا طوفان ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں اس کی نشانی ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے لئے ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: مجھ سے جنت میں پانی، دودھ، جام اور شہد کی نہریں جاری ہوں گی۔

حضرت علی علیہ السلام: میں کوہ طور ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں کتاب مسطور ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: میں رق منشور ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں بیت المعمور ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: میں سقف مرفوع ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں بحرالمسجور ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: میرا علم نبیوں کا علم ہے۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں سید المرسلینؐ من الاولین و آخرین کی دختر

ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: میں بشر اور قصر مشید ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میرے بیٹے شبرؑ اور شبیرؑ ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام: میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خیر البریہ ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں برۂ زکیہ ہوں۔

اب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

علیؑ سے بات نہ کر کیونکہ وہ صاحب برہان ہے۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں اس کی بیٹی ہوں جس پر قرآن نازل ہوا۔

حضرت علی علیہ السلام: میں بطین اصلع ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں چمکتا ستارہ ہوں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ قیامت کے دن شفاعت کرے گا۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں خاتون قیامت ہوں۔

اب سیدہ فاطمہؑ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: اپنے چچازاد کی حمایت نہ کریں مجھے اور انہیں چھوڑ دیں۔

(ہم خود طے کریں گے) حضرت علیؑ نے فرمایا اے فاطمہؑ! میں محمدؐ سے ہوں!

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں آپؐ کا گوشت اور خون ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: میں صحیفہ ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں شرف ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: میں کامیاب ہونے والی ولی ہوں۔

سیدہ فاطمہ علیہا السلام: میں خمصا حسناء ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام: میں نور الوریٰ ہوں۔

فاطمہ علیہا السلام: میں فاطمہؑ زہراء ہوں۔

اب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہؑ سے کہا: اے فاطمہؑ اُٹھو اور میرے چچا زاد کے سر کو چوم لو یہاں جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل چار ہزار فرشتوں کے ساتھ علیؑ کی حمایت کرنے آئے ہیں۔ اور یہ میرا بھائی راحیل، دردائیل چار ہزار فرشتوں کے ساتھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

فاطمہ سیدہ طاہرہ، راضیہ، مرضیہ زہراء اُٹھی اور انہوں نے امام علی بن ابی طالب علیہ السلام کا سر آپؑ کے سامنے چوما اور کہا: اے ابوالحسن میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ سے معذرت چاہتی ہوں آپؑ اور آپ کے چچا زاد سے معذرت چاہتی ہوں۔ امامؑ اُٹھے اور بی بی کے بابا کے ہاتھوں کا بوسہ لیا یہ وہ مکمل حدیث ہے جو ہمیں ملی ہے ہم اللہ تعالیٰ سے کمی بیشی کی معذرت چاہتے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی ناراضگی سے پناہ چاہتے ہیں!

حضرت علی علیہ السلام کا اپنے بیٹے امام حسین علیہ السلام سے فخر!

سلیمان بن مہران نے خبر دی۔ جابر سے، مجاہد سے، عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے ہمیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی:

میں معراج پر گیا۔ میں نے جنت کے دروازے پر لکھا دیکھا۔

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ والحسن والحسین سبطا رسول اللہ و فاطمۃ الزھراء صفوۃ اللہ و علی ناکرھم و باغضھم لعنۃ اللہ

(سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں ہے، محمدؐ اللہ کے رسول ہیں، علیؑ اللہ کے ولی ہیں۔ حسنؑ اور حسینؑ رسول خدا کے نواسے ہیں فاطمہ زہراء صفوۃ اللہ ہے ان کے منکر اور ان سے بغض رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔)

کسی نے کہا ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے آپؐ کے پاس امام علی بن ابی طالب علیہ السلام تھے اتنے میں حسین بن علی علیہ السلام آئے، انہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پکڑا اور گود میں بٹھا لیا آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا۔ ہونٹوں کو چوما اُس وقت امام حسینؑ کی حیات چھ سال کی تھی۔

حضرت علی علیہ السلام نے کہا: یا رسولؐ اللہ! کیا آپؐ میرے بیٹے حسینؑ سے محبت کرتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: اس سے کیسے محبت نہ کروں یہ میرے اعضاء میں سے ایک عضو ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: یا رسول اللہ! ہم دونوں میں سے آپ کو زیادہ کون محبوب ہے میں یا حسین؟

حسین علیہ السلام نے فرمایا: بابا جس کا شرف اعلیٰ ہے وہ آپ کو زیادہ

محبوب ہے اور اس کا مقام آپؐ کے زیادہ قریب ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اے حسینؑ کیا تو مجھ پر فخر رکھتا ہے۔

انہوں نے کہا ہاں!

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اے حسینؑ!

میں امیر المومنین ہوں، میں لسان الصادقین ہوں، میں مصطفیؐ کا وزیر ہوں، میں اللہ تعالیٰ کے علم کا خازن اور ساری مخلوق میں سے اس کا چنا ہوا ہوں، میں ان کا قائد ہوں جو سب سے پہلے جنت میں جائیں گے میں رسولؐ خدا کے قرض ادا کروں گا۔ میں وہ ہوں جس کا چچا جنت میں، جس کا بھائی جعفر فرشتوں کے ساتھ جنت میں پرواز کرتا ہے، میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قاضی ہوں، میں اُسے دائیں ہاتھ سے تھامنے والا ہوں، میں قرآن کی تنزیل کا حامل ہوں جو مکہ والوں کی طرف سورہ کو لے گیا جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔ میں ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے چن لیا۔ میں اللہ تعالیٰ کی حبل متین ہوں جس اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے چن لیا۔ میں اللہ تعالیٰ کی حبل متین ہوں جس کے تھامنے کا اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حکم دیا۔ **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا** (اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اور تفرقہ نہ ڈالو۔) میں اللہ تعالیٰ کا درخشاں ستارہ ہوں میں وہ ہوں جس کی فرشتے زیارت کرتے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کی ناطق زبان ہو، میں حجت خدا ہوں، میں اللہ تعالیٰ کا قوی ہاتھ ہوں۔ میں آسمانوں میں وجہہ اللہ ہوں میں اللہ تعالیٰ کا ناصر پہلو ہوں۔ میں وہ ہوں کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **بل عباد مکرمون** بلکہ وہ اللہ تعالیٰ

کے مکرم بندے ہیں جن سے پہلے کوئی نہیں ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے امر پر عمل کرتے ہیں، میں اللہ تعالیٰ کی مضبوط گرہ ہوں جس میں جدائی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے، میں اللہ تعالیٰ کا دروازہ ہوں جس سے داخل ہوا جاتا ہے میں صراط پر اللہ تعالیٰ کا علم ہوں۔ میں وہ گھر ہوں کہ جو اس میں داخل ہوا امن میں آ گیا۔

فمن تمسک بولایتی و محبتی امن النار

(جو میری ولایت اور محبت سے متمسک ہوا جہنم سے امان میں آ گیا۔)

میں بیعت توڑنے، سنگدلوں اور خارجیوں سے جنگ کرنے والا ہوں میں کافروں سے جنگ کرنے والا ہوں۔ میں یتیموں کا باپ ہوں۔ میں بیوگان کی پناہ گاہ اور سرپرست ہوں۔ **انا عم یستالون عن ولایتی یوم القیامۃ۔**

(میں وہ ہوں کہ جس کی ولایت کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہوگا۔)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم انا نعمۃ اللہ تعالیٰ التی انعم اللہ بھا علی خلقہ.**

(پھر تم سے نعمت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ میں اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر انعام کی) میں ہوں کے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الیوم اکملت لکم دینکم......

آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت کو تمام کر دیا

اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔ من احبنی کان مسلما مومنا کامل الدین ۔ (پس جو مجھے دوست رکھے گا وہ مسلمان، مومن اور کامل دین ہوگا۔)

میں وہ ہوں جس کے ذریعہ سے تم ہدایت پا گئے، میں وہ ہوں کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وقفوهم انهم مسئولون ای عن ولایتی یوم القیامة۔

(ٹھہر جاؤ ان سے سوال باقی ہے یعنی وہ سوال قیامت کے دن میری ولایت کے بارے میں ہوگا۔)

میں وہ عظیم خبر ہوں کہ جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے غدیر خم اور خیبر کے دن دین کو مکمل کیا۔ میں وہ ہوں کہ جس کے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من کنت مولا فهذا فعلی مولاہ۔

(جس کا میں مولا اس کا علیؑ مولا ہے میں مومن کی نماز ہوں میں حی علی الصلاۃ ہوں، میں حی علی الفلاح ہوں، میں حی علی خیر العمل ہوں، میں وہ ہوں کہ جس کے دشمن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سئل سائل بعذاب واقع للکافرین۔

سوال کرنے والے نے اُس عذاب کا سوال کیا جو کافروں کے لئے واقع کیا گیا ہے جس کو دور نہیں کیا جا سکتا، اس کا معنی یہ ہے: من انکر ولایتی ۔ (جو میری ولایت کا انکار کرے گا) وہ نعمان بن حارث یہودی لعنۃ اللہ ہوگا۔ میں لوگوں کو حوض کوثر کی طرف بلانے والا ہوں پس کیا میرے علاوہ کوئی اور ہے جو

مومنوں کو بلانے والا ہو، میں آئمہ طاہرینؑ کا باپ ہوں، میں قیامت کے دن عدل کا ترازو ہوں، میں یعسوب الدین ہوں، میں قائدالمومنین ہوں جو مومنوں کی نیکیوں اور اپنے رب کی طرف غفران کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ میں وہ ہوں کہ جس کے دوست میرے دشمنوں سے قیامت کے دن بے زاری اختیار کریں گے۔ جنہیں نہ خوف ہوگا اور نہ ہی حزن وملال۔ انہیں قبروں میں عذاب نہ ہوگا۔ وہ اپنے پروردگار کے نزدیک شہداء اور صدیق ہوں گے اور خوش ہوں گے، میرے شیعہ باوثوق ہیں وہ اللہ اور اُس کے رسولؐ کے دشمنوں سے دوستی نہیں کرتے اگرچہ وہ اُن کے آباء یا بیٹے ہی کیوں نہ ہوں۔

میرے شیعہ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے، میرے پاس رجسٹر ہے جس میں میرے شیعوں کے نام لکھے ہوئے ہیں میں مومنوں کا مددگار اور رب العالمین کے نزدیک ہوں۔

ان کی شفاعت کرنے والا ہوں۔ میں نے دو تلواروں سے جنگ کی، میں نے دو نیزوں سے جنگ کی، میں نے بدر اور حنین میں کافروں کو قتل کیا، میں نے جنگ احد میں دشمنوں کا بھگایا، میں نے جنگ خندق میں عمرو بن عبدود لعنۃ اللہ کو قتل کیا، میں عمرو مرحب کا قاتل ہوں، میں نے خیبر کے سواروں کو قتل کیا، میں وہ ہوں کہ جس کے بارے میں جبرائیل نے کہا:

لاسیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی

میں صاحب فتح مکہ ہوں، میں نے لات اور عزیٰ کو توڑا، میں نے بڑے بت ھبل کے منہ کو توڑا۔ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں پر چڑھا

اور بتوں کو توڑا، میں نے یغوث، یعوق اور نسر کو توڑا، میں نے راہ خدا میں کافروں کو قتل کیا، میں نے خاتم النبیینؐ کی تصدیق کی، میں بستر رسولؐ پر سویا، میں نے مشرکوں سے آپ کی جان بچائی، میں وہ ہوں کہ جس سے جن ڈرتے تھے۔ میں وہ ہوں کہ جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی گئی ہے ترجمان خدا، خازن علم اور علم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امانتدار ہوں، میں رسول خداؐ کے بعد جمل اور صفین والوں سے جنگ کروں گا، میں جنت اور جہنم کا تقسیم کرنے والا ہوں اب حضرت علی علیہ السلام خاموش ہو گئے۔ آپؑ نے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا: اے ابو عبد اللہؑ کیا تم نے اپنے باپ کی باتیں سنی ہیں یہ اُس کے فضائل کا عشر عشیر (دسواں حصہ) بھی نہیں ہے اُس کی کروڑوں فضیلت میں سے ایک فضیلت بھی نہیں ہے۔ وہ تو ان فضائل سے بھی بلند و بالا ہے اب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اپنے کثیر بندوں پر فوقیت بخشی، اپنی تمام مخلوقوں پر فضیلت بخشی، ہمارے جد کو تنزیل و تاویل (قرآن وتفسیر) سے مخصوص قرار دیا آپؐ کو صادق قرار دیا، جبرائیلؑ امین نے آپؐ کے ساتھ مناجات کئے۔ ہمیں اپنے چنے ہوئے بندوں میں مختار قرار دیا اور ہمیں ساری مخلوق پر بلند مرتبہ دیا۔

پھر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: اے امیر المومنینؑ آپ نے جو فرمایا ہے اُس میں آپ صادق اور امین ہیں، آپؑ نے فرمایا: بیٹا تم بھی اپنے فضائل بیان کرو۔

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: بابا جان! میں حسین بن علی بن ابی طالب ہوں میری ماں فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں جو عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں میرے نانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو ساری اولاد آدم کے سردار ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے اے علیؑ کہ: میری ماں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور سارے لوگوں کے نزدیک آپ کی ماں سے افضل ہے، میرے نانا اللہ تعالیٰ اور سارے لوگوں کے نزدیک آپ کے نانا سے افضل ہیں، مجھے جھولے میں جبرائیل اور اسرافیل نے جھولایا اور مجھ سے ملاقات کی۔

آپ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مجھ سے افضل ہیں لیکن میں آپ پر اپنے باپ، ماں اور نانا کے ذریعہ سے فخر کرتا ہوں۔

پھر امام حسین علیہ السلام آگے بڑھے اور اپنے بابا کو گلے لگایا اور بوسہ لیا۔

حضرت علی علیہ السلام اُٹھے اور انہوں نے اپنے بیٹے امام حسین علیہ السلام کو چوما اور فرمایا:

اے ابو عبداللہؑ! اللہ تعالیٰ تیرے شرف، فخر، علم، حلم کو زیادہ کرے اور تجھ پر ظلم کرنے والوں پر لعنت کرے پھر امام حسین علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف چلے گئے۔

یہ مکمل حدیث ہمیں لکھی ہوئی ملی ہے اللہ تعالیٰ سے کمی بیشی کی معافی چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے اُس کی پناہ مانگتے ہیں!

دشمنان ولایت علیؑ مردہ باد

حضرت سلمان فارسیؑ کی وفات کے بارے میں خبر!

اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے:

امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے دور میں سلمان فارسیؑ مدائن کے گورنر تھے۔ان دنوں میں ان کے پاس تھا۔

سلمان کو حضرت عمر نے مدائن کو گورنر بنایا تھا اور وہ امیر المومنین علیہ السلام کے دور تک وہاں گورنر ہی رہے۔

اصبغ کہتا ہے:

سلمان فارسیؑ بیمار تھے میں انہیں ملنے کے لئے آیا تا کہ ان کی تیمارداری ہو جائے۔اسی بیماری میں ان کا انتقال بھی ہوا......ان کی بیماری شدت اختیار کر گئی جس سے انہیں اپنی موت کا یقین ہو گیا۔

سلمانؑ نے کہا: اے اصبغ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک دن فرمایا تھا کہ اے سلمانؑ، جب تیری وفات کا وقت قریب آئے گا تو مردہ تجھ سے کلام کرے گا۔ میں پتہ لگانا چاہتا ہوں کہ میری وفات کا وقت قریب ہے یا نہیں؟

اصبغ نے کہا: میرے لئے کیا حکم ہے؟

سلمان نے کہا: اے بھائی! میرے لئے چارپائی لے آؤ جس کو مردوں کے لئے تیار کیا جاتا ہے اور مجھے چار آدمی اُٹھا کر قبرستان لے جائیں۔

اصبغ نے کہا: میں یہ کام آپ کی محبت میں اور اپنی بزرگی کی خاطر کرتا

ہوں۔ وہ کہتا ہے میں جلدی سے باہر آیا اور کچھ دیر کے لئے غائب ہو گیا پھر مردوں کے لئے تیار شدہ چارپائی لے آیا اُس پر سلمانؑ کو بٹھایا چار لوگوں نے انہیں اُٹھایا اور قبرستان لے آئے، چارپائی کو قبرستان میں رکھا تو انہوں نے کہا: میرا منہ قبلہ کی طرف کردو۔ قبلہ رخ ہو کر انہوں نے بلند آواز سے آواز دی:

السلام علیکم یا اھل عرضة البلاء

السلام علیکم یا محتجبین من الدنیا

(اے مصیبت زدہ لوگوں، اے دنیا سے پردہ پوش لوگوں تم پر سلام) لیکن کوئی جواب نہ آیا۔

انہوں نے پھر آواز دی۔

السلام علیکم یا من جعلت المنایا لھم غذاء

السلام علیکم یا من جعلت الارض علیھم غطاء

السلام علیکم یا من لقو اعمالھم فی دار الدنیا

السلام علیکم یا منتظرین النفخة الاولی

سألتکم باللّٰہ العظیم والنبی الکریم الا اجابنی منکم مجیب فانا سلمان الفارسی مولی رسول اللّٰہ

(اے وہ جنہیں موت نے اپنی غذا بنایا، اے وہ جن پر زمین نے پردہ ڈال دیا اے وہ جنہوں نے اپنے اعمال کی دنیا میں ملاقات کی، اے وہ جو پہلی صور کے پھونکے جانے کا انتظار کر رہے ہیں تم پر سلام! تمہیں اللہ تعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم تم میں سے کوئی جواب دے میں سلمانؑ فارسی

ہوں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہے۔)

آپؐ نے مجھے کہا تھا کہ اے سلمانؓ جب تیری وفات کا وقت قریب آئے گا تو مردہ تجھ سے کلام کرے گا، میں جاننا چاہتا ہوں کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے یا نہیں؟!

جب سلمان خاموش ہوئے تو ایک قبر سے میت کے بولنے کی آواز آئی جس نے کہا:

اے بنانے اور فنا ہو جانے والو جو دنیا کے کاموں میں مصروف ہو تم پر سلام ہم آپ کی بات سن رہے ہیں اور اس کا جواب دیں گے، پوچھو کیا پوچھنا ہے اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے گا۔

سلمانؓ نے کہا:

اے مرنے کے بعد بولنے والے، فوت کی حسرت کے بعد کلام کرنے والے بتا کہ تو اللہ تعالیٰ کی معافی کی وجہ سے جنتی ہے یا اُس کے عدل کی وجہ سے جہنمی ہے؟ اُس نے کہا: اے سلمانؓ! مجھ پر اللہ تعالیٰ نے معافی، کرم کیا اور اپنی رحمت کے ساتھ مجھے جنت میں داخل کیا ہے۔

سلمانؓ نے کہا: اے اللہ تعالیٰ کے بندے!

تو نے موت کو کیسا پایا اور جب موت کو دیکھا تو تیری کیا کیفیت تھی؟

اُس نے کہا: اے سلمان! آپ نے کیا یاد کروا دیا! خدا کی قسم ایسے محسوس ہوا جیسے میرے جسم کو قینچیوں سے اور آرے سے کاٹ دیا گیا ہو۔ قینچی اور آرے سے کاٹا جانا میرے لئے آسان تھا، روح کے نکلنے سے تلوار کی ستر ضربیں میرے

لئے آسان تھیں!

سلمانؑ نے کہا: دنیا میں تیرا کیا حال تھا!

اُس نے کہا: دنیا میں اللہ تعالیٰ نے مجھے خیر کا الہام فرمایا، میں نے کام کیا، اُس کے فرائض کو ادا کیا، اس کی کتاب کو پڑھا، والدین سے حسن سلوک کیا، حرام سے اجتناب کیا، ظلم سے دور رہا، دن رات حلال کی طلب میں رہا اس خوف سے کہ کہیں سوال جواب کے لئے کھڑا نہ رہوں اور میں نے اچھی زندگی بلکہ قابل رشک زندگی گزاری، خوش وخرم رہا!

میں بیمار ہو گیا اور کئی دن بیماری میں رہا پھر دنیا چھوڑ دی اس طرح کہ میرے پاس ایک عظیم الخلقت شخص آیا جس کی شکل وصورت خوفناک تھی، میرے سامنے کھڑا ہو گیا نہ آسمان کی طرف پرواز کر سکتا تھا نہ زمین میں دب سکتا تھا اُس نے میری آنکھوں کی طرف دیکھا تو میں اندھا ہو گیا، میرے کانوں کی طرف دیکھا تو میں بہرہ ہو گیا، میری زبان کی طرف دیکھا تو میں گناہ گار ہو گیا۔ اب میں نہ دیکھ سکتا تھا اور کچھ سن سکتا تھا اب میرے گھر والے اور رشتہ دار رونے لگے۔ میری اطلاع میرے بھائیوں اور پڑوسیوں کو ملی!

اب میں نے اُس سے پوچھا: اے شخص جس نے مجھے میرے مال، گھر والوں اور اولاد سے بے تعلق کر دیا ہے تو کون ہے؟ اُس نے کہا: میں ملک الموت ہوں تجھے دنیا سے آخرت کی طرف منتقل کرنے آیا ہوں تیری زندگی ختم ہوگئی ہے اور موت کا وقت آ گیا ہے وہ اسی طرح مجھ سے باتیں کر رہا تھا کہ اتنے میں دو شخص آئے وہ بہت خوبصورت تھے ایسے خوبصورت میں نے کبھی نہ دیکھے تھے!

ایک میری دائیں طرف اور دوسرا بائیں طرف بیٹھ گیا انہوں نے مجھے سلام کیا!

ہم تیرا اعمال نامہ لائے ہیں اسے لے لو اور دیکھو کہ اس میں کیا ہے، میں نے کہا: یہ کونسی کتاب ہے جو مجھے پڑھانے آئے ہو! انہوں نے کہا: دنیا میں ہم تیری نیکیاں، برائیاں لکھتے رہے...... یہ وہی کتاب ہے۔

میں نے نیکیوں والا اعمال نامہ دیکھا تو خوش ہو گیا اور ہنسنے لگا۔ برائیوں والا اعمال نامہ دیکھا تو پریشان ہو گیا اور رونے لگا۔ انہوں نے مجھے کہا: تجھے بشارت ہو تیرے لئے خیر ہے پھر پہلا شخص میرے قریب آیا اُس نے میری روح کو قبضہ میں کر لیا جس سے بہت تکلیف ہوئی آسمان سے زمین تک مجھ پر سخت پڑ گئی۔ روح میرے سینے میں آ گئی پھر میری طرف اشارہ کیا وہ اتنا سخت تھا کہ اگر پہاڑ پر گرتا تھا وہ پھٹ جاتا اُس نے میری روح کو قبض کر لیا۔ اب مجھ سے میرے گھر والوں کا ظاہری رابطہ منقطع ہو گیا وہ چیخ پکار کر رہے تھے وہ جو کہتے تھے یاد کرتے تھے مجھے اُس کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو رہا تھا۔

جب گھر والوں نے چیخ و پکار اور گریہ کیا تو ملک الموت ان کی طرف متوجہ ہوا اور غصے سے کہا: اے لوگو! روتے کیوں ہو؟ خدا کی قسم! ہم نے اس پر کوئی ظلم نہیں کیا جس کی تم شکایت کر رہے ہو اور نہ ہی اس پر زیادتی کی ہے جس کی وجہ سے تم روتے ہو۔ ہم تو اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اگر وہ حکم جو ہمیں دیا گیا ہے تمہیں دیا جاتا تو تم بھی یہی کرتے جو ہم نے کیا ہے۔ خدا کی قسم ہم نے اسے اس لئے پکڑا ہے کہ اس کا رزق ختم ہو گیا ہے اور اس کی مدت قیام منقطع ہو گئی ہے اب

اسے کریم پروردگار کی طرف جانا ہے وہ جو چاہے گا فیصلہ کرے گا وہ ہر شے پر قادر ہے اگر صبر کرو گے تو ثواب ملے گا اگر چیخ و پکار کرو گے تو گناہ گار ہوں گے۔ کتنی دفعہ میں تمہاری طرف آیا اور تمہارے بیٹوں، بیٹیوں، بھائیوں اور ماؤں کو لے گیا ہوں، پھر وہ میری روح لے کر چلے گئے پھر ایک اور فرشتہ آیا اُس نے اُس سے روح لے لی اور اُسے سبز ریشمی کپڑے میں رکھا اور لے گیا اور خداوند کے حضور پیش کر دیا۔ جب میری روح اللہ تعالیٰ کے پاس گئی تو اُس نے صغیرہ، کبیرہ گناہوں کے بارے میں پوچھا، نماز ماہ رمضان کے روزوں، حج، تلاوت قرآن، زکوۃ، صدقات، اوقات اور ایام، والدین کی اطاعت، ناحق قتل، یتیم کا مال کو کھانے، لوگوں کے مال کے چھیننے، نماز تہجد جب لوگ سوئے ہوئے تھے وغیرہ وغیرہ کے بارے میں پوچھا پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے میری روح زمین کی طرف بھیج دی گئی۔

اب غسل دینے والے آ گئے انہوں نے میرے کپڑے اتار دیئے اور غسل دینا شروع کر دیا، روح کی آواز آئی اے اللہ کے بندے، کمزور جسم سے نرمی کا برتاؤ کرو۔ خدا کی قسم! روح کیا نکلی ہر رگ اور عضو کو کاٹ کر نکلی۔ خدا کی قسم اگر غسل دینے والا یہ بات سن لیتا تو کبھی میت کو غسل نہ دیتا۔

پھر میرے جسم پر پانی ڈالا اور تین غسل دیئے اور تین کپڑوں میں کفن دیا اور کافور سے حنوط کیا اور یہی میرا آخرت کی طرف جانے کا توشہ تھا پھر میرے دائیں ہاتھ سے انگوٹھی نکال کر میرے بڑے بیٹے کو دے دی اور کہا اس کے باپ کو ثواب ملے گا اور تجھے بھی بہترین ثواب ملے گا۔ اور تیری تعزیت اچھی ہوگی۔

مجھے کفن پر رکھ کر لپیٹ دیا گیا!

میرے گھر والوں اور پڑوسیوں کو آواز دی اور کہا آؤ اور آخری وداع کرلو اور وہ مجھے آخری دفعہ دیکھنے آئے جب مجھے وداع کر چکے تو میں لکڑی کی چارپائی پر ڈالا گیا اُس وقت میری روح میرے چہرے اور کفن کے سامنے تھی۔ میری نماز جنازہ پڑھی اور مجھے لحد میں ڈال دیا گیا مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے آسمان سے زمین پر گرا پڑا ہوں۔ تعویز قبر پر مٹی ڈال کر اُسے بند کر دیا گیا اب میری روح کی زبان سلب ہو گی، دیکھنا، سننا ختم ہو گیا، ایک آدمی نے کہا فارغ ہو گئے ہیں چلو واپس چلتے ہیں۔ میں شرمندہ ہوا اور رونے لگا اور کہا: کاش مجھے بھی واپس جانے دیا ہوتا تو نیک عمل ہی کرتا مجھے قبر کے ایک کونے سے جواب ملا اب اُٹھائے جانے تک برزخ ہے جس میں رہنا ہے!

میں نے پوچھا: تو کون ہے جو مجھ سے کلام کر رہا ہے!؟

اُس نے کہا: میں تنبیہ کرنے والا ہوں۔

میں نے پوچھا: اے تنبیہ کرنے والا تو کون ہے؟

اُس نے کہا: میں فرشتہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام مخلوق پر مؤکل قرار دیا ہے کہ انہیں مرنے کے بعد روکوں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے اعمال کو لکھیں پھر اُس نے مجھے اُٹھا بیٹھایا اور کہا:

اپنے عملوں کو لکھو میں انہیں شمار کرتا ہوں، اس نے مجھے کہا: تو نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا:

احصاہ اللّٰہ و نسوہ

(اللہ تعالیٰ نے اُسے شمار کیا اور وہ اُسے بھول گئے۔)

پھر مجھے کہا کہ میں لکھواتا ہوں تم لکھو میں نے کہا کاغذ قلم دوات کہاں ہے ان چیزوں کوانتظام ہوا پھر اُس نے میرے اعمال لکھوائے چھوٹے بڑے سب اعمال لکھوائے اور کہا:

لا يغادر صغيرة ولا كبيرة الا احصاها ووجدوا ما عملوا حاضرا ولا يظلم ربك احداً

(ہر چھوٹی بڑی شے کو اُس نے شمار کیا انہوں نے اپنے عملوں کو پالیا تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔)

پھر اُس نے نامہ اعمال لیا اور اسے سر بمہر کیا اور میری گردن میں طوق بنا کرڈال دیا، مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے ساری دنیا کے پہاڑ میری گردن میں ڈال دیئے گئے ہیں۔ میں نے کہا: اے تنبیہ کرنے والے! تم نے میرے ساتھ یہ کام کیوں کیا ہے؟ اُس نے کہا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا!

وكل انسان الزمناه طائره فی عنقه و نخرج له يوم القيامة كتابا يلقاه منشوراً ○ اقراء كتابك كفى بنفسك اليوم عليك حسيباً○

(ہر انسان کی گردن میں پرندہ کو باندھ دیا ہے قیامت کے دن قبروں سے نکلیں گے تو ان کا اعمال نامہ ان کے ساتھ ہوگا۔ اپنی کتاب (اعمال نامہ) پڑھ آج تیرے لئے یہی حساب کافی ہے۔)

پھر وہ چلا گیا اس کے بعد منکر آیا جس کی شکل وصورت خوفناک تھی اُس

کے ہاتھ میں لوہے کا گرز تھا وہ اتنا بھاری تھا کہ اگر جن وانس اُس پر جمع ہو جائیں تو اُسے حرکت بھی نہ دے سکیں گے۔ اس سے میرے جسم میں کپکپی طاری ہوگئی پھر اُس نے میری داڑھی کو پکڑ کر بیٹھا دیا جس سے میری چیخ نکل گئی اگر زمین والے لوگ...... اِسے سنتے تو سارے مرجاتے!

پھر مجھے کہا: اے اللہ کے بندے!

بتاؤ!

تیرا رب کون ہے؟

تیرا دین کیا ہے؟

تیرا نبی کون ہے؟

دنیا میں کیا کہتا اور کرتا رہا ہے؟

میری زبان لڑکھڑانے لگی اور میں حیران رہ گیا، پتہ نہیں چل رہا تھا کہ کیا کہوں، میرا سر پیر کانپ رہا تھا اتنے میں مجھ پر میرے رب کی رحمت نازل ہوئی جس سے میرے دل کو سکون ملا اور زبان چلنے لگی میں نے اُسے کہا: اللہ کے بندے تو مجھے ڈرا کیوں رہا ہے حالانکہ میں تو مؤمن ہوں۔ تو جواب سن لے۔

اشهد الا اله الا اللّٰه و ان محمداً رسول اللّٰه

اللہ میرا رب ہے محمدؐ میرا نبی ہے، اسلام دین ہے، قرآن مجید میری کتاب ہے، کعبہ میرا قبلہ ہے، علیؑ میرا امام ہے، مومن میرے بھائی ہیں، حضرت برحق ہے، سوال منکر نکیر حق ہیں۔ صراط حق ہے، جنت حق ہے، جہنم برحق ہے قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ قبروں سے لوگوں کو اُٹھائے گا یہ میرا

قول اور عقیدہ ہے۔ اسی عقیدہ پر وہ مجھے قیامت کے دن اُٹھائے گا!

اب اُس نے مجھے کہا: اے اللہ کے بندے...... تجھے سلامتی کی بشارت ہو تو کامیاب ہوا ہے۔ اور چلا گیا۔

پھر نکیر آ گیا جس کی آواز پہلے سے بھی سخت تھی۔ میرے اعضاء کانپنے لگے جس طرح انگلیوں کے کڑاکے نکلتے ہیں جسم سے کڑاکے نکلنے لگے۔

پھر اُس نے کہا: اے اللہ کے بندے اپنا عمل دیکھا میں حیران پریشان ہو گیا اور کوئی جواب نہ دے سکا پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے خوف و ہراس کو دور کیا اور مجھے اپنی حجت کا الہام کیا اور مجھے یقین اور توفیق دی!

میں نے کہا: اللہ کے بندے ذرا نرمی کرو اور ڈراؤ نہیں میں ابھی دنیا سے نکل کر آیا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے محمدؐ اُس کا عبد اور رسولؐ ہے امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ اور آئمہ طاہرین میرے امامؑ ہیں موت، صراط، میزان، حساب، سوال منکر نکیر، اٹھایا جانا، جنت جس کی نعمتوں کا وعدہ کیا گیا ہے۔ جہنم جس کے عذاب کا وعدہ کیا گیا ہے، قیامت جس میں کوئی شک نہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو بندوں کو قبروں سے اُٹھانا ہے سب برحق ہیں!

اُس نے کہا: اے بندہ خدا! تجھے دائمی نعمتوں اور مقیم بھلائی کی بشارت ہو پھر اُس نے مجھے لٹا دیا اور کہا: دلہن کی طرح سو جا پھر میرے سرہانے کی طرف سے جنت کا دروازہ کھل گیا اور میرے پیروں کی طرف سے جہنم کا دروازہ کھل گیا۔ اُس نے کہا: بندہ خدا! جنت اور اس کی نعمتوں کو دیکھ جو تجھے ملنے والی ہیں

اور جہنم جس سے بچ گیا ہے اُسے بھی دیکھو پھر پیروں کی طرف والے دروازہ کو بند کر دیا اور جنت والے دروازے کو کھلا چھوڑ دیا جنت کی ہوائیں مجھے لگنے لگیں اور اس کی نعمتیں مجھے ملنے لگیں میری قبر حد نظر تک وسیع ہوگئی، قبر میں سورج اور چاند سے زیادہ روشن چراغ جل گیا۔ اور وہ میرے پاس سے چلا گیا۔

یہ میری حالت اور مجھے ملنے والی ہولناکیاں تھیں میں گواہی دیتا ہوں کہ موت کی کڑواہٹ قیامت تک میرے حلق میں رہے گی...... حالانکہ میں نیک لوگوں میں سے تھا پھر اُس کی گفتگو ختم ہوگئی سلمان نے اصبغ اور دوسروں سے کہا: مجھے واپس لے چلو واپس آئے تو اپنے بستر پر لیٹ گئے آسمان کی طرف نگاہ کی اور کہا: اے وہ ذات جس کے قبضہ قدرت میں ساری بادشاہی ہے جس کی طرف سب نے لوٹ کر جانا ہے وہ ہر ایک کا ہمسایہ ہے اس کا کوئی ہمسایہ نہیں ہے میں تجھ پر ایمان رکھتا ہوں اور میں نے تیرے فرامین کی پیروی کی ہے۔ تیری کتاب کی تصدیق کی ہے تیرے وعدے کا وقت آ گیا ہے۔ اے وہ جو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ مجھے اپنی رحمت میں جگہ دے اور مجھے اپنی کرامت عطا کر میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہ ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ تیرا عبد اور رسولؐ ہے اور علی امیر المومنینؑ، امام المتقینؑ ہے اور اس کی ذریت سے دوسرے امام میرے امامؑ اور سادات ہیں جب گواہی مکمل ہوئی تو سلمانؑ کا انتقال ہوگیا۔

اتنے میں خچر پر سوار ایک شخص آیا اُس نے ہمیں سلام کیا۔ ہم نے سلام کا جواب دیا، اُس نے کہا: سلمان کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرو اور ہم تجہیز و تکفین

ہیں شروع ہو گئے اُس کے پاس کفن، حنوط تھا ہم پانی اور غسل دینے والے لے آئے اُس نے اپنے ہاتھ سے غسل دیا یہاں تک کہ غسل و کفن سے فارغ ہوئے نماز جنازہ ہوئی اور اُسے دفن کر دیا دفن سے فارغ ہونے کے بعد واپس جانے لگا تو ہم نے کہا ذرا نقاب تو ہٹایئے۔ اُس نے نقاب الٹا تو اُن کے چہرے سے بجلی کی طرح نور چمکا دیکھا یہ تو امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔

میں نے عرض کی: امیر المومنینؑ آپ کیسے آئے اور آپ کو سلمانؓ کی موت کی کس نے خبر دی؟ امامؑ نے فرمایا: اے اصبغ اللہ تعالیٰ سے عہد کرو کہ جب تک میں زندہ ہوں کسی کو نہیں بتاؤ گے۔

میں نے عرض کی:

میں آپ سے پہلے مر گیا تو؟ امامؑ نے فرمایا: اے اصبغ! تیری عمر لمبی ہو گی۔

میں نے عرض کی: امیر المومنین میں اللہ تعالیٰ سے اس بات کا عہد کرتا ہوں کہ کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کو قضا دے دے گا وہ ہر شے پر قادر ہے۔

امامؑ نے فرمایا: اے اصبغ، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے اس کا عہد لیا۔ میں نے اس وقت کوفہ میں نماز پڑھی اور گھر آیا اور لیٹ گیا، خواب میں دیکھا ایک شخص میرے خواب میں آیا اس نے کہا: یا علیؑ! سلمانؓ کا انتقال ہو گیا ہے۔ میں خچر پر سوار ہوا اور کفن و حنوط لیا اور چل پڑا اللہ تعالیٰ نے دور کا راستہ میرے نزدیک کر دیا۔ میں آ گیا جس طرح کہ تو نے دیکھا ہے اس کی مجھے

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی پھر اُسے دفن کیا! اصبغ کہتا ہے: نا معلوم آسمان کی طرف گیا یا زمین میں اتر گیا!

کوفہ پہنچنے سے پہلے اذان مغرب ہوئی اور اذان کے بعد امیر المومنین وہاں موجود تھے۔ اس کتاب کا جامع کہتا ہے: میں ۱۷ ذی قعدہ ۶۵۱ھ بروز جمعہ جامع مسجد کوفہ آیا، نقیب ہاشمی تاج الدین منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔

انہوں نے حمد باری تعالیٰ اور شکر الٰہی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعد والے خلفاء کا ذکر کیا اور حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں کہا:

جبرائیل رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اُس کے ہاتھ میں ایک مالٹا تھا اور اُس نے کہا: اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ تیرے ابن عم علی بن ابی طالبؑ کے لئے تحفہ ہے اُسے دے دو۔ آپؐ نے وہ تحفہ حضرت علی علیہ السلام کو دے دیا، انہوں نے تحفہ لیا اور دو ٹکڑے کیا اُس کے نصف میں جنتی سندس کا کپڑا تھا جس پر لکھا تھا:

تحفه من الطالب الغالب الی علی بن ابی طالب

(یہ تحفہ طالب غالب کی طرف سے علی بن طالبؑ کے لئے ہے۔)

☆☆☆

امام علی علیہ السلام کے بعض فضائل !

قارونی سے مروی ہے:

جمادی الاخر ۲۵۲ھ میں اُس نے منبر پر خطاب کیا، مجلس لوگوں سے بھری ہوئی تھی اُس نے ابن عباس کی روایت نقل کی:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد (نبوی) میں تھے آپؐ کے اردگرد مہاجرین و انصار کی ایک جماعت تھی، اتنے میں جبرائیلؑ آیا اور اُس نے اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچایا، عرض کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ علیؑ کو بلاؤ اور اپنے سامنے بٹھاؤ۔

جبرائیلؑ آسمان کی طرف پرواز کر گیا۔ آپؐ نے علیؑ کو بلایا اور اپنے سامنے بٹھایا۔ جبرائیلؑ پھر سے آیا اُس کے پاس کھجوروں کا طشت تھا اُن کے درمیان رکھ دیا اور کہا: کھاؤ، انہوں نے کھایا، پھر طشت اور کوزہ حاضر کیا اور کہا: یا رسولؐ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ علی بن ابی طالبؑ کے ہاتھ دھلواؤ۔ آپؐ نے فرمایا: میں اپنے پروردگار کے حکم کو سر آنکھوں پر قرار دیتا ہوں!

آپؐ نے کوزہ اُٹھایا اور علی بن ابی طالبؑ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ امامؑ نے عرض کی: یا رسول اللہؐ بہتر یہ ہے کہ میں آپؐ کے ہاتھ دھلواؤں۔ آپؐ نے فرمایا: یا علیؑ اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرے ہاتھ دھلوانے کا حکم دیا ہے۔

آپؐ نے علیؑ کے ہاتھوں پہ پانی ڈالا لیکن پانی کا ایک قطرہ بھی نیچے نہ گرا، امامؑ نے عرض کی: یا رسول اللہؐ نیچے طشت میں تو دھون کا ایک قطرہ بھی نہیں گر رہا،

آپؑ نے فرمایا: یا علیؑ! فرشتے آگے بڑھ بڑھ کر گرتے پانی کو اُٹھا رہے ہیں اور اُس سے اپنے چہروں کو برکت کے لئے دھو رہے ہیں!

ابن عباس سے مروی ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من قال: لا اله الا اللّٰه منتخب له ابواب السماء تلاها بمحمد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و آلهٖ وسلم تهلل وجه الحق سبحانه و تعالٰی فاستبشر بذلک و من تلاها بعلی ولی اللّٰه غفر اللّٰه ذنوبه و کانت بعد د قطر المطر.

جولا الہ الا اللہ کہتا ہے اُس کے لئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں جو محمد رسول اللہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ اُس سے خوش ہو جاتا ہے اور جو علی ولی اللہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے سب گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اگرچہ اُس کے گناہ بارش کے قطروں کے برابر بھی کیوں نہ ہوں۔)

ابن عباس سے مروی ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

علیؑ خیر من اترک فمن اطاعه اطاعتی و من عصاه عصانی.

(علیؑ میرا بہترین ترکہ ہے جو اس کی اطاعت کرے گا وہ میری اطاعت کرے گا جو اس کی نافرمانی کرے گا وہ میری نافرمانی کرے گا!

ابن مسعود سے مروی ہے:

ایک رات میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا، آپؐ نے آہ بھری میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیر ہو۔ آپؐ نے فرمایا: میرا ابلاوا آ گیا ہے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا وصی نہیں بنائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: کس کو بناؤں ......اے ابن مسعود!

میں نے کہا: حضرت ابوبکر کو!

آپؐ نے کچھ دیر سر جھکائے رکھا پھر سر اُٹھایا اور آہ بھری!

میں نے کہا: خیر ہو، آپؐ نے فرمایا: میرا ابلاوا آ گیا ہے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہؐ اپنا وصی نہیں بنائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: اے ابن مسعود کس کو بناؤں۔

میں نے کہا: حضرت عمر کو!

آپؐ نے کچھ دیر سر جھکائے رکھا پھر سر اُٹھایا اور آہ بھری!

میں نے کہا: خیر ہو، آپؐ نے فرمایا: میرا ابلاوا آ گیا ہے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہؐ اپنا وصی نہیں بنائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: اے ابن مسعود کس کو بناؤں؟

میں نے کہا: علی بن ابی طالبؑ!

آپؐ نے فرمایا: والذی نفسی بیدہ لو اتبعوا آثار قدمیہ لدخلوا الجنۃ اجمعین.

(مجھے اُس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر لوگ علیؑ کے قدموں کے نشانوں پر چلیں گے تو سب کے سب جنت میں جائیں گے۔)

ایک اور خبر!:

جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا تو جبرائیلؑ اور میکائیلؑ کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا اور کہا کہ ایک کی زندگی ختم کرتا ہوں تم میں سے کونسا بھائی ہے جو اپنی جان دوسرے بھائی پر قربان کرے دونوں زندہ رہنے کے خواہان تھے کوئی بھی دوسرے پر جان قربان کرنے کو تیار نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم دونوں علی بن ابی طالبؑ جیسے کب ہو سکتے ہیں، میں نے اُسے اور اپنے حبیب محمدؐ کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے آج رات علیؑ اپنے بھائی پر جان قربان کر رہا ہے جاؤ اور علیؑ کی اُس کے دشمنوں سے حفاظت کرو۔ دونوں زمین پر آئے جبرائیل سرہانے اور میکائیل، پائنتی کی طرف بیٹھ گئے دونوں نے کہا: بخ بخ لک یا بن ابی طالب من مثلک وقد باہی اللہ تعالیٰ بک ملائکہ السموات و فاخر بک۔

(اے ابو طالبؑ کے بیٹے تجھے مبارک ہو تیری مثل کون ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تیرے ذریعہ سے فرشتوں پر مباہات اور فخر کر رہا ہے۔)

ایک اور خبر!

عمارؓ بن یاسرؓ سے مروی ہے:

ایک جنگ میں...... میں امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ ہم ایک وادی سے گزرے جہاں چیونٹیاں ہی چیونٹیاں تھیں، میں نے عرض کی! یا امیر المومنینؑ کیا اللہ کی مخلوق میں کوئی ایسا ہے جو ان چیونٹیوں کی تعداد

جانتا ہوں؟ امامؑ نے فرمایا: ہاں! اے عمارؓ! میں ایک شخص کو جانتا ہوں جو اُن کی تعداد بھی جانتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ ان میں نر کتنی ہیں اور مادہ کتنی ہیں!

میں نے عرض کی: مولاؑ! وہ کون ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اے عمارؓ کیا تو نے سورہ یٰسین میں نہیں پڑھا:

وکل شی احصیناہ فی امام مبین

(ہم نے ہر شے امام مبین میں رکھ دی ہے، میں نے عرض کی ہاں اے میرے مولا!)

امامؑ نے فرمایا: وہ امام مبین میں علی بن ابی طالبؑ ہوں!

ایک اور خبر!

ایک دفعہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا روتی ہوئی اپنے بابا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں، آپؐ نے پوچھا اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک روتی کیوں ہو؟ اللہ تعالیٰ تجھے نہ رولائے، بی بیؑ نے کہا: بابا قریش کی عورتیں مجھے کہتی ہیں کہ تیرے باپ نے تیری شادی ایک فقیر شخص سے کی ہے جس کے پاس کوئی مال نہیں ہے آپؐ نے فرمایا: بیٹیؑ جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری زمین کے لوگوں سے تیرے باپ کو چن لیا پھر تیرے شوہر اور ابن عمؑ کو چن لیا، پھر مجھے حکم دیا کہ تیری اُس سے شادی کر دوں کیا تو اس بات پر راضی نہیں ہے کہ تو اُس کی بیوی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے چن لیا اور اُسے تیرا شوہر بنایا۔ بی بیؑ نے کہا: میں اس پر راضی ہوں بلکہ راضی ہونے سے بھی اوپر!...... یا رسول اللہؐ۔

ایک اور خبر:

ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ: آیت تطہیر...... انما یرید لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھر کم تطھیرا...... رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی اہل بیتؑ کے بارے میں نازل ہوئی جب آپؐ نے علی، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام کو چادر کے نیچے جمع کیا تو فرمایا: خدایا یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے رجس کو دور رکھ اور پاک کر دے۔

ام سلمہؑ دروازے پر کھڑی تھیں انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ کیا میں ان سے ہوں تو آپؐ نے فرمایا: اے ام سلمہؑ تو اچھائی پر ہے۔ تو اچھائی پر ہے۔

ابراہیم بن مہران سے مروی ہے:

کوفہ میں ابوجعفر نامی تاجر تھا جس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ اچھا تھا اُس کے پاس جو سید آتا اور کوئی شے مانگتا وہ اُسے دے دیتا اور اپنے غلام سے کہتا کہ اسے علی ابن ابی طالبؑ کے کھاتے میں لکھ دے! اسی طرح وقت گزرتا رہا ایک وقت آیا اس کا کاروبار بیٹھ گیا اور وہ محتاج ہو گیا اُس نے ایک دن اپنے حساب والے رجسٹر کو دیکھا اُس کے جو مقروض زندہ تھے ان کی طرف بندہ بھیجا اور رقم کا مطالبہ کیا اور جو مر گئے تھے ان کے نام کاٹتا گیا۔ ایک دن وہ اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی گزرا اُس نے کہا:

تیرے مال کے ساتھ علی بن ابی طالبؑ نے کیا کیا...... یہ سن کر اُسے بہت غم ہوا اور وہ گھر کے اندر آ گیا رات کو خواب میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو دیکھا، حسنؑ اور حسینؑ آپؐ کے سامنے چل رہے ہیں انہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے باپ نے کیا کیا، حضرت علی علیہ السلام نے جواب دیا میں یہاں ہوں یا رسولؐ اللہ!

آپؐ نے فرمایا: اس شخص کا حق اسے کیوں نہیں دیا!

حضرت علی علیہ السلام نے کہا: یا رسول اللہ! اس کا حق میں اپنے ساتھ لے آیا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: اس کا حق اِسے دے دو!

حضرت علی علیہ السلام نے اُسے سفید تھیلی دے دی اور کہا اسے لے لو یہ تمہارا حق ہے، میری اولاد سے کوئی تیرے پاس آئے تو اُسے منع نہ کرنا جو مانگیں دے دینا اب کے بعد تو فقیر نہیں ہوگا۔ وہ شخص کہتا ہے یہ سن کر میری آنکھ کھل گئی اور تھیلی میرے ہاتھ میں تھی، میں نے اپنی بیوی کو آواز دی:

یہ لو، اُس نے تھیلی لی اُس میں ہزار دینار تھے، بیوی نے کہا: اے بندہ خدا! اللہ سے ڈر تجھے تیرا فقر اُس شے کے لینے پر مجبور نہ کردے جو تیرا حق بھی نہیں ہے اگر تو نے کسی تاجر کو دھوکا دیا ہے تو اس کا مال واپس کردے، اُس نے بیوی کو سارا واقعہ بتایا تو اُس نے کہا: اگر تو سچا ہے تو مجھے علی بن ابی طالبؑ کا حساب دیکھا، اُس نے رجسٹر منگوایا اُسے کھولا تو اللہ کی قدرت سے اس پر کچھ لکھا ہوا نہ دیکھا!

ایک اور خبر!

عبداللہ بن عباس سے مروی ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حب علی حسنة لا تضر معها سيئة و بغضه سيئة لا تنفع معها حسنة.

(علیؑ کی محبت ایسی نیکی ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے گناہ نقصان نہیں دیتا اور علیؑ کا بغض ایسی برائی ہے کہ جس کے ہوتے ہوئے نیکی فائدہ نہیں دیتی۔)

ابن عباس سے مروی ہے:

آپؐ نے فرمایا:

خلقت انا و علی من نور واحد فمحبی محب علی و مبغضی مبغض علی.

(میںؐ اور علیؑ ایک نور سے ہیں پس میرا دوست علیؑ کا دوست ہے۔ میراؐ دشمن علیؑ کا دشمن ہے۔)

ابن عباس سے مروی ہے:

اُس کے عکرمہ غلام کی روایت کے مطابق:

ہم ایک جماعت کے پاس سے گزرے جو حضرت علی علیہ السلام پر سب کر رہے تھے مجھے میرے سردار عبداللہ بن عباس نے کہا مجھے ان کے پاس لے جاؤ میں اُسے ان کے پاس لے گیا تو اُس نے انہیں کہا:

کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو گالیاں دے رہا ہے انہوں نے کہا: معاذ اللہ اے ابن عم رسولؐ خدا!، اُس نے کہا: کون ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دے رہا ہے؟ انہوں نے کہا: کوئی نہیں، اُس نے کہا: علی ابن ابی طالبؑ کو

کو گالیاں دے رہا ہے؟ انہوں نے کہا: وہ تو ہم دے رہے ہیں!

اُس نے کہا: خدا کی قسم میں نے رسولؐ خدا سے اپنے ان دونوں کانوں سے سنا اگر غلط کہوں تو میرے کان بہرے ہو جائیں آپؐ نے فرمایا: جو علیؑ کو گالیاں دے وہ مجھے گالیاں دے گا اور جو مجھے گالیاں دے گا وہ اللہ تعالیٰ کو گالیاں دے گا جو اللہ تعالیٰ کو گالیاں دے گا وہ اُسے اوندھے منہ جہنم میں ڈالے گا۔

آپؐ نے فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے جو شہر میں آنا چاہتا ہے وہ دروازے پر آئے ایک دفعہ امیر المومنین علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ آپؐ ام سلمہ کے گھر میں تھے۔ آپ کا سر جبرائیل کی گود میں جو دحیہ کلبی کی صورت میں تھے، امیر المومنینؑ نے اُسے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔ جبرائیل نے عرض کی: علیک السلام ورحمۃ اللہ علیہ و برکاتہ یا امیر المومنینؑ!

اپنے ابن عم کا سر اپنی گود میں رکھو کہ اس کے آپؐ زیادہ حقدار ہیں، امیر المومنینؑ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر اپنی گود میں لے لیا۔ تھوڑی دیر کے بعد آپؐ بیدار ہوئے دیکھا کہ میرا سر میرے ابن عم علیؑ کی گود میں ہے آپؐ نے فرمایا: یا علیؑ! وہ شخص کہاں ہے جس کی گود میں میرا سر تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا:

یا رسول اللہ! میں نے تو یہاں دحیہ کلبی کو دیکھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: جب تم یہاں آئے تو اُس نے تجھے کو کہا! حضرت علی علیہ السلام نے کہا: میں یہاں آیا تو میں نے سلام کیا اُس نے سلام کے جواب میں کہا: وعلیک السلام یا امیر

المومنینؑ!

آپؐ نے فرمایا: یا علیؑ تجھے مبارک باد ہو کیونکہ وہ روح الامین جبرائیلؑ تھا جس نے سب سے پہلے تمہیں امیر المومنینؑ کہہ کر سلام کیا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے:

ایک دفعہ اندھیری رات تھی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بلایا اور فرمایا: تلوار لے لو اور کوہ ابوقبیس پر چلے جاؤ وہاں جو کوئی نظر آئے اُس کے سر پر تلوار مار دو۔ میں کوہ ابوقبیس پر گیا وہاں ایک سیاہ شخص ملا گویا اُس کی آنکھیں پتھر کی تھیں اس کا منظر بہت ہولناک تھا اُس نے کہا یا علیؑ میری طرف آؤ۔

میں اُس کے قریب گیا اور اُسے دو ٹکڑے کر دیا میں نے مکہ کے گھروں میں چیخنے کی آوازیں سنیں پھر آپؐ کی خدمت میں آ گیا اُس وقت آپؐ حضرت خدیجہؑ کے گھر پر تھے میں نے انہیں اطلاع دی تو آپؐ نے فرمایا: یا علیؑ جانتے ہو تم نے کس کو قتل کیا ہے؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں! آپؐ نے فرمایا: تو نے لات اور عزیٰ کو قتل کیا ہے خدا کی قسم اس کے بعد ان کی عبادت نہ ہوگی۔

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے:

ایک رات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدیجہؑ کے گھر پر تھے مجھے وہاں بلایا میں گیا تو فرمایا میرے پیچھے آؤ، میں آپؐ کے پیچھے چل پڑا ہم مکہ والوں کے گھروں کے سامنے سے گزرتے ہوئے خانہ کعبہ پہنچے، اُس وقت ہر

کوئی سویا ہوا تھا۔ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا علیؑ! میں نے کہا: لبیک یا رسولؐ اللہ۔

آپؐ نے فرمایا: میرے کندھوں پر سوار ہو جاؤ۔ آپؐ جھکے اور میں کندھوں پر سوار ہو گیا اور بتوں کو پکڑ پکڑ منہ کے بل گرا دیا پھر میں نیچے اترا اور کعبہ سے باہر آئے اور جناب خدیجہؑ کے گھر واپس آ گئے آپؐ نے مجھے فرمایا: سب سے پہلے تیرے دادا ابراہیمؑ نے بتوں کو توڑا تھا اب اے علیؑ تو بت شکن بن گیا ہے صبح ہوئی تو مکہ کے لوگ آئے دیکھا کہ بت منہ کے بل گرے پڑے ہیں انہوں نے کہا ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ سلوک محمدؐ اور اس کے ابن عمؑ کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا اس کے بعد کعبہ میں کوئی بت نہ رہا۔

ایک اور روایت:

امیر المومنین علیہ السلام کا صحابی ضرار معاویہ بن ابوسفیان کے پاس آیا اُس وقت امامؑ شہید ہو چکے تھے معاویہ نے ضرار سے کہا علیؑ کے اوصاف اور اخلاق کو بیان کرو؟ ضرار نے کہا:

خدا کی قسم! وہ سخت طاقتور تھے ان کی جانب سے ایمان پھوٹتا تھا ان کی زبان سے حکمت و دانائی نکلتی تھی وہ فیصلہ کن بات کرتے اور عدل کا حکم دیتے تھے پس مجھے قسم ہے خدا کی...... میں نے انہیں آدھی رات کے وقت محراب عبادت میں دیکھا اور اپنی داڑھی پکڑے کھڑے ہوئے ایسے گڑگڑاتے جیسے کسی کو سانپ نے ڈس لیا ہو اور غمزدہ شخص کی طرح غمگین ہوتے اور کہتے اے دنیا تو میری طرف آئی ہے یا میری طرف کا شوق رکھتی ہے تو میرے غیر کو دھوکا دے تیری

مدت تھوڑی ہے اور تیری عیش حقیر ہے تیرے تھوڑے زیادہ میں حساب ہے اور زیادہ میں عتاب ہے میں نے تجھے تین طلاقیں دے دی ہیں جن کے بعد رجوع کی گنجائش باقی نہیں رہی آہ! راستہ لمبا ہے اور زادراہ بہت کم ہے!

معاویہ نے کہا: خدا کی قسم علیؑ ایسا ہی تھا۔ اے ضرار تیرا اُس کی جدائی میں غم کیسا ہے؟ ضرار نے کہا:

ایسا غم جیسا ماں کی گود میں اُس کے بیٹے کے ذبح ہو جانے پر ماں کو ہوتا ہے۔

معاویہ نے سنا تو رویا اور اُس کے پاس والے لوگ بھی روئے۔

ایک اور روایت:

ایک دن بصرہ میں امیر المومنین علیہ السلام منبر پر آئے اُس وقت انہیں اہل بصرہ پر کامیابی حاصل ہو چکی تھی امامؑ نے فرمایا: میں ایسی بات کہتا ہوں جسے میرے علاوہ سوائے کافر کے کوئی نہیں کر سکتا! میں نبیؐ رحمت کا بھائی، چچا زاد ہوں، آپؐ کی بیٹی کا شوہر، آپؐ کے دونواسوں کا باپ ہوں!

ایک آدمی کھڑا ہوا...... جو بصرہ کا رہنے والا تھا اُس نے کہا: میں بھی تمہاری طرح کہہ سکتا ہوں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی، آپ کا ابن عم ہوں۔ ابھی اُس نے اپنی بات مکمل نہ کی تھی کہ اُسے جھٹکا لگا اور کانپنے لگا یہاں تک کہ گر کر مر گیا اُس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو!

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے:

امیر المومنین علیہ السلام...... ایک دن بصرہ کے منبر پر آئے کہا: اے لوگو!

سلونی قبل ان تفقدونی، سلونی عن طرق السموت فانی اعرف بها من طرق الارض

(مجھ سے پوچھ لو قبل اس کے کہ مجھے کھو بیٹھو مجھ سے آسمانوں کے راستوں کے بارے میں پوچھو میں آسمانوں کے راستے زمین کے راستوں کی نسبت زیادہ جانتا ہوں۔)

ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا: اس وقت جبرائیلؑ کہاں ہے۔

امامؑ نے آسمان کی طرف دیکھا، مشرق کی طرف دیکھا۔ مغرب کی طرف دیکھا۔ وہ کہیں نظر نہ آیا۔ امامؑ نے اُسے کہا: تو جبرائیل ہے وہ لوگوں کے درمیان سے پرواز کر گیا۔ حاضرین چیخ اُٹھے اور کہا:

نشهد انک خلیفة رسول اللّٰه حقا

(ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؑ ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی خلیفہ ہیں۔)

مقاتل بن سلیمان سے مروی ہے:

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام کے وصی شیث بن آدم ھبۃ اللہ ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کے وصی سام ہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وصی حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وصی یوشع بن نون ہیں۔ حضرت داود علیہ السلام کے وصی سلیمان علیہ السلام ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصی شمعون ہیں۔ حضرت محمدؐ کے وصی علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں جو خیر الاوصیاء ہیں۔

حدیث:

حضرت ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے:

میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا آپ کھڑے ہوئے رکوع کیا اور سجدہ شکر ادا کیا پھر فرمایا:

اے جندب!

من اراد ان ینظر الی آدم فی علمه و نوح فی فهمه و ابراهیم فی خلته و موسٰی فی مناجاته و عیسی فی سیاحته و ایوب فی صبره ببلائه فلینظر الی هذا الرجل المقبل الذی هو الشمس والقمر الساری والکواب الدری اشجع الناس قلبا واسخاهم کفا فعلی مبغضیه لعنة اللّٰه تعالٰی قال فالتفت الناس لینظروا من و المقبل و اذا بعلی بن ابی طالب علیه السلام

(جو آدمؑ کو اُس کے علم میں، نوحؑ کو اُس کی فہم میں۔ ابراہیمؑ کو اس کے خلیل ہونے میں، موسیٰؑ کو اُس کی مناجات میں۔ عیسیٰؑ کو اُس کے سفروں میں۔ ایوبؑ کو اُس کی مصیبتوں پر صبر کرنے میں...... دیکھنا چاہتا ہے وہ اِس آنے والے شخص کی طرف دیکھے جو سورج چاند اور چمکتا ستارہ ہے، جو سب سے زیادہ بہادر اور سخی ہے اس سے بغض رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت، لوگ آنے والے کو دیکھنے لگے کہ اچانک علی بن ابی طالب علیہ السلام تشریف لے آئے۔)

☆☆☆

خولہ حنفیہ کی خبر!

میمون بن صعب کلبی مکی نے خبر دی کہ ہم ابو العباس بن سابور مکی کے پاس تھے اور مرتد ہو جانے والوں کی بات ہو رہی تھی تو وہاں ہم نے خولہ حنفیہ کا ذکر کیا اور ان کے امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ نکاح کی بات کی تو اُس نے کہا:

مجھے ابو الحسن عبداللہ بن ابو الخیر الحسینی نے خبر دی اُس نے کہا: مجھے خبر ملی کہ:

ایک دن امام محمد باقر علیہ السلام تشریف فرما تھے کہ دو آدمی آئے اور انہوں نے کہا:

اے ابو جعفر! کیا آپ قائل نہیں ہیں کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اپنے سے پہلے والے خلفاء کی امامت پر خوش نہیں تھے۔ امامؑ نے فرمایا: ہاں!

انہوں نے کہا: خولہ حنفیہ سے امیر المومنین علیہ السلام نے نکاح کیا جو اسیرہ تھیں۔ امامؑ نے اس ہدیہ کو قبول کیا اور ان کی زندگی میں ان کی مخالفت نہ کی

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: کوئی ہے جو جابر بن عبداللہ بن حزام کو میرے پاس لے آئے (وہ اُس وقت نابینا ہو چکے تھے) وہ آئے اور انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو سلام کیا اور امامؑ نے انہیں اپنے ساتھ بٹھا لیا اور امامؑ نے فرمایا: اے جابر میرے پاس دو آدمی آئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ اپنے سے پہلے والے خلفا کی امامت پر خوش تھے ان سے اس بات پر دلیل پوچھی تو انہوں نے بتایا کہ خولہ ان کی اسیرہ تھی اور امامؑ نے

ان سے اس ہدیہ کو قبول کر کے نکاح کر لیا تھا یہ سن کر جابر اتنا روئے کہ ان کی داڑھی آنسو سے تر ہو گئی پھر فرمایا:

خدا کی قسم میرے مولا! مجھے ڈر ہے کہ دنیا سے چلا جاؤں اور اس مسئلہ کو دریافت نہ کروں۔

خدا کی قسم!

میں حضرت ابو بکر کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ مالک بن نویرہ کے قتل کے بعد بنی حنفیہ کے قیدی آئے، جسے خالد بن ولید نے قتل کیا تھا۔ ان کے درمیان ایک پردہ نشین خاتون تھی جب مسجد میں داخل ہوئی تو اُس نے کہا: اے لوگو! حضرت محمدؐ کا کیا ہوا انہوں نے کہا ان کی رحلت ہو گئی ہے اُس نے پوچھا کیا آپؐ کی قبر ہے؟ انہوں نے بتایا ہاں یہ آپؐ کی قبر ہے...... اُس نے آواز دی۔

السلام علیکم یا رسول اللّٰہ! اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ و اشھد انک عبدہ و رسولہ

آپؐ میرا کلام سن رہے ہیں اور جواب دینے کی قدرت رکھتے ہیں ہمیں آپؐ کے بعد قیدی بنا لیا گیا حالانکہ ہم اللہ تعالیٰ کی توحید اور آپؐ کی رسالت کی گواہی دیتے ہیں!

پھر بیٹھ گئیں...... مہاجرین و انصار میں سے دو لوگوں نے طلحہ اور زبیر نے اپنی اپنی چادر ان پر ڈال دی، انہوں نے کہا: اے عربو! تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ اپنی حلال کو چھوڑ کر دوسروں کی حلال کی ہتک حرمت کرتے ہو۔ انہوں نے کہا: اس لئے کہ تم نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی مخالفت کی ہے۔ یہاں تک کہ تم نے کہا:

ہم زکوٰۃ دیں گے تو نماز نہیں پڑھیں گے، نماز پڑھیں گے تو زکوٰۃ نہیں دیں گے۔
انہوں نے کہا: خدا کی قسم! ہم میں سے کسی نے یہ بات نہیں کی ہے۔ ہم تو نو سال کے بچوں کو مار کر نماز پڑھواتے ہیں اور سات سال سے روزے رکھواتے ہیں اور ہم جمادی الاخر کے عشرے میں زکوٰۃ نکالتے ہیں اور ہمارے مریض زکوٰۃ کو وصیت کرتے ہیں اے لوگو! نہ ہم نے اور نہ ہمارے علاوہ کسی دوسرے نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو توڑا ہے یہاں تک کہ تم نے ہمارے مردوں کو قتل کیا اور عورتوں کو قید کرلیا ہے۔

اے ابوبکر اگر تو برحق ہے تو علیؑ کا کیا ہوا۔ تیرا تو ہم پر کوئی سابقہ نہیں ہے اگر علیؑ تیری ولایت پر راضی ہیں تو انہیں ہم سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے کیوں نہیں بھیجا تا کہ وہ تیرے پاس لے آئے۔ خدا کی قسم نہ وہ تیری ولایت پر خوش ہیں اور نہ خوش ہونگے۔

تو نے ہمارے بندوں کو قتل کیا۔ مال لوٹا، قطع رحمی کی، ہم دنیا و آخرت میں تیرے ساتھ جمع نہیں ہوں گے تو نے جو کرنا ہے کرلے...... لوگوں کی چیخیں نکل گئیں! جن دو مردوں نے ان پر چادریں پھینکی تھیں انہوں نے کہا ہم تیری بہت قیمت دیں گے۔ انہوں نے کہا:

مجھے اللہ کی قسم! محمد مصطفیٰؐ کی قسم! میرا کوئی مالک نہیں بن سکتا اور نہ ہی مجھے کوئی لے سکتا ہے مگر وہ جو مجھے خبر دے کہ جب میں ماں کے پیٹ میں تھی اُس وقت میری ماں نے کیا دیکھا اور میری ولادت کے وقت اُس نے کیا کہا، میرے اور میری ماں کے درمیان کونسی علامت ہے ورنہ اگر کسی نے مجھے لے لیا اور ان

باتوں کے بارے میں نہ بتایا تو میں اپنا پیٹ پھاڑ دوں گی اور اُس سے میرے خون کا قصاص لیا جائے گا انہوں نے کہا: جو خواب تیری ماں نے دیکھا جب تو اس کے پیٹ میں تھی اُسے ظاہر کر پھر ہم اُس خواب کو ظاہر کریں گے، اُس نے کہا:

جو میرا مالک بنے گا وہ اُس خواب کو مجھ سے زیادہ بہتر جانتا ہے، طلحہ اور زبیر نے اپنی اپنی چادریں واپس لے لیں اتنے میں امیر المومنین علیہ السلام تشریف لے آئے اور پوچھا مسجد نبویؐ میں اتنا شور کیوں ہے؟ انہوں نے کہا کہ بنی حنفیہ کی اس عورت نے اپنے آپ کو مومنوں پر حرام قرار دے دیا ہے اور کہتی ہے۔ جب میں ماں کے پیٹ میں تھی اُس وقت میری ماں نے جو خواب دیکھا تھا...... جو مجھے بتائے گا وہ میرا مالک بنے گا۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اس نے غلط نہیں کہا! اِس کو بتاؤ اور اس کے مالک بن جاؤ۔ انہوں نے کہا: اے ابوالحسنؑ ہمارے درمیان علم غیب جاننے والا کوئی نہیں ہے، آپؑ تو جانتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چلے جانے کے بعد آسمان کی خبریں بند ہو گئی ہیں۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اس نے کوئی غلط دعویٰ نہیں کیا۔ میں بتاتا ہوں اور اس کا مالک بن جاتا ہوں اور اس پر کسی کو اعتراض تو نہیں ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اے حنفیہ میں تجھے بتاؤں تو کیا تیرا مالک بن جاؤں گا۔

انہوں نے کہا: صحابہ کے علاوہ جرأت کرنے والا تو کون ہے؟

امامؑ نے فرمایا: میں علی بن ابی طالبؑ ہوں۔

اُنہوں نے کہا: شاید آپ وہی ہیں جنہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن غدیر خم کے میدان میں لوگوں کے لئے امام قرار دیا تھا۔

امامؑ نے فرمایا: ہاں! میں وہی شخص ہوں!

انہوں نے کہا: آپ ہی کی وجہ سے ہم مصیبت میں گرفتار ہوئے ہیں، آپ ہی کی وجہ سے ہم یہاں لائے گئے ہیں کیونکہ ہمارے مردوں نے کہا ہے کہ ہم اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیں گے اور اطاعت نہیں کریں گے مگر اُسے دیں گے اور اس کی اطاعت کریں گے جسے محمدؐ نے ہمارے اور تمہارے درمیان امام قرار دیا تھا۔

امامؑ نے فرمایا: تمہارا اجر ضائع نہیں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس کی بہترین جزا دے گا۔ پھر فرمایا: اے حنفیہ جب تو ماں کے پیٹ میں تھی اُس وقت قحط سالی تھی بارش کا ایک قطرہ بھی زمین پر گرتا نہیں تھا اور چشمے بھی بند ہو گئے تھے یہاں تک کہ چوپائے چراہ گاہ میں جاتے تھے لیکن انہیں گھاس نہیں ملتی تھی۔ تیری ماں نے کہا کہ یہ بچہ جو میرے پیٹ میں ہے یہ ایسے دور میں آیا ہے جو برکت والا دور نہیں ہے۔ نو ماہ کے بعد اُس نے خواب میں دیکھا کہ تو پیدا ہو گئی ہے اور اُس نے کہا کہ یہ ایسے دور میں پیدا ہوئی ہے جو برکت والا دور نہیں ہے! تو نے کہا: اماں جان! قیافہ نہ لگاؤ اس لئے کہ میں مبارک ہوں میری تربیت نیک ہوگی، ایک سردار میرا مالک بنے گا۔ اُس سے میرا بیٹا پیدا ہوگا جو بنی حنفیہ کی عزت کا باعث ہوگا۔

انہوں نے کہا: آپؑ نے سچ کہا اے امیر المومنین! ایسا ہی ہے جیسا آپؑ

نے فرمایا!

امامؑ نے فرمایا: اُس کی مجھے میرے ابن عم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے۔

انہوں نے کہا: میرے اور میری ماں کے درمیان علامت کونسی ہے؟

امامؑ نے فرمایا: جب تو پیدا ہوئی تو اُس نے تیرا کلام اور اپنا خواب تانبے کی تختی پر لکھا اور اُسے دروازے کے نیچے دبا دیا تھا۔ دو سال بعد اُس نے اُسے وہاں سے نکال کر تیرے سامنے پیش کیا تو نے اس کا اقرار کیا، آٹھ سال بعد اُس نے پھر سے اُسے تیرے سامنے پیش کیا اور تو نے اس کا اقرار کیا پھر اُس نے وہ تختی تجھے دے دی اور کہا: بیٹی جب تمہارا خون بہایا جائے۔ تمہارا مال لوٹا جائے۔ عورتوں کو قید کر لیا جائے اور ان میں بھی قید ہو جائے تو اِس تختی کو اپنے پاس رکھنا اور کوشش کرنا تیرا مالک وہی بنے جو تجھے خواب اور تختی کے بارے میں خبر دے۔

انہوں نے کہا: اے امیر المومنینؑ آپؑ نے سچ کہا۔ وہ تختی کہاں ہے؟

امامؑ نے فرمایا: وہ تیرے بالوں میں ہے، اب اُس نے وہ تختی نکالی اور امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو دے دی پھر کہا: اے لوگو! گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اپنا نفس ان کے لئے غلام بنایا، امامؑ نے فرمایا: بلکہ کہہ کر زوجہ بنایا انہوں نے کہا: گواہ ہو جاؤ کہ میں نے اپنے نفس کی ان کے ساتھ تزویج کی جیسا کہ مجھے علیؑ نے حکم دیا ہے، امامؑ نے فرمایا: میں نے اِسے زوجہ کے طور پر قبول کیا!

جابر نے کہا! خدا کی قسم! اے ابو جعفرؑ حضرت علی علیہ السلام حجت اور

برہان دکھانے کے بعد اُس کے نفس کے مالک بنے پس اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اُس پر جس کے سامنے حق واضح ہو جائے اور وہ اپنے اور حق کے درمیان پردہ ڈال دے!

عبداللہ بن عباس سے مروی ہے:

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم کے ہزار باب تعلیم فرمائے اور میرے لئے ہر باب سے ہزار باب کھل گئے۔

ابن عباس نے کہا: میں امامؑ کے ساتھ مقام ذی وقار میں تھا، امامؑ نے اپنے بیٹے حسنؑ کو کوفہ بھیجا تا کہ وہاں کے لوگوں کو بصرہ کے بیعت توڑنے والوں سے جنگ کے لئے تیار کر کے لے آئے، امامؑ نے مجھے کہا: اے ابن عباس! میں نے عرض کی: لبیک یا امیر المومنینؑ! عنقریب حسنؑ وہاں سے دس ہزار سوار اور پیادہ کا لشکر لے کر آئے گا......نہ کم نہ زیادہ!

ابن عباس کہتا ہے:

جب ہمیں حسنؑ کے آنے کی اطلاع ملی تو میں نے لشکر کی تعداد کے بارے میں کاتب سے پوچھا تو اُس نے بتایا کہ کہ دس ہزار سوار اور پیدل تھے...... مجھے یقین ہو گیا کہ یہ علم انہی ابواب میں سے ہے جو انہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم دیئے تھے!

ایک حدیث:

جب حضرت علی علیہ السلام کی والدہ فاطمہ بنت اسدؑ کا انتقال ہوا تو آپ روتے ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے نہ رولائے کیوں روتے ہو؟ کہا: یارسول اللہؐ! میری والدہ فوت ہوگئی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: بلکہ اے علیؑ...... میری والدہ مرگئی ہیں وہ اپنی اولاد کو بھوکا رکھتی اور مجھے سیر کروا کے کھلاتیں، مجھے تیل لگاتیں اور اپنے بچے خشک رہ جاتے!

خدا کی قسم! ابوطالبؑ کے گھر میں کھجور کا درخت تھا۔ ہم صبح کے وقت اُس کے نیچے جاتے تھے اور وہ کھجوریں جورات کے وقت گرتی تھیں انہیں اکٹھا کر لیتے تھے اور وہ اپنی کنیز سے کہتیں کہ جاؤ اور نیچے گری ہوئی کھجوریں اٹھا کر لے آؤ۔ انہیں صاف کرتیں اور مجھے کھانے کے لئے دیتیں پھر آپ کھڑے ہوئے اور ان کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہوگئے۔ اپنی قمیض کا کفن دیا۔ پیدل پاؤں ننگے آپؐ نے تشیع جنازہ کی۔ ستر تکبیریں نماز جنازہ پڑھی پھر قبر میں لیٹے اور اُسے اپنے ہاتھوں سے قبر میں سلایا اور اُنہیں شہادتین کی تلقین کی۔ جب قبر پر مٹی ڈالی اور لوگ واپس جانے لگے تو آپؐ نے فرمایا: ابنک ابنک! نہ جعفر، نہ عقیل! بلکہ علی بن ابی طالبؑ۔

صحابہ نے پوچھا! یارسول اللہ آج آپؐ نے عجیب کام کیا ہے پاؤں ننگے گئے قبر میں لیٹے، اپنی قمیض کا کفن دیا ابنک کہا نہ جعفر، عقیل کہا!

آپؐ نے فرمایا: پاؤں ننگے آہستہ آہستہ تشیع جنازہ اس لئے کہ کیونکہ جنازہ میں فرشتوں کا ہجوم تھا، قبر میں اس لئے سویا کہ میں نے ان کی زندگی میں

قبر کی سختی کو بیان کیا تو انہوں نے کہا: ہائے میں تو کمزور ہوں تو میں نے کہا تھا کہ میں آپ قبر میں ہونگا تا کہ آپ اس سے محفوظ رہیں۔ اپنی قمیض میں کفن اس لئے دیا کہ میں نے انہیں بتایا تھا کہ قیامت کے دن لوگ ننگے ہوں گے تو ان کی ہائے نکل گئی کہ میرا کیا بنے گا پس میں نے انہیں اپنی قمیض میں کفن دیا تا کہ وہ اس قمیض کے ساتھ محشور ہوں۔ میں نے انہیں ابنک ابنک کہا اس لئے کہ منکر نکیر نے خدا کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دے دیا، نبی کے بارے میں سوال کیا تو کہا: محمدؐ میرا نبی ہے۔

انہوں نے ولی اور امام کے بارے میں سوال کیا تو شرما گئیں کہ بیٹے کا نام کیسے لوں، میں نے تلقین کی کہ کہیں میرا بیٹا علیؑ بن ابی طالب میرا امام ہے انہوں نے اس کا اقرار کرلیا۔

ایک حدیث!

امیر المومنین علیہ السلام مسجد کوفہ سے نکلتے اور میثمؒ تمار سے باتیں کرنے لگ جاتے ایک دن امامؑ نے فرمایا: اے میثمؒ میں تجھے وہ جگہ دیکھاتا ہوں جہاں تجھے سولی پہ لٹکایا جائے گا اور جس کھجور کے درخت پر تجھے لٹکایا جائے گا! انہوں نے کہا: ہاں یا امیر المومنینؑ!

امامؑ انہیں رحبۃ الصارف کی طرف لے گئے اور فرمایا یہاں! پھر انہیں کھجور کا درخت دِکھایا اور کہا: اے میثمؒ اس کھجور کے ساتھ تجھے سولی پہ لٹکایا جائے گا۔ میثم اُس درخت کی دیکھ بھال کرتے رہے یہاں تک کہ اُسے کاٹ دیا گیا اور دو ٹوٹے کئے گئے آدھے کی چھت بنائی گئی اور آدھا حصہ وہاں کھڑا رہا وہ درخت

کے ہمسائے سے کہتے اے فلاں عنقریب میں تمہارا ہمسایہ بنوں گا۔ میرے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ وہ سوچتے کہ شاید اس نے یہاں کوئی مکان خرید کرنا ہے۔ اُنہیں ان کے مقصد کا علم نہ ہوتا تھا۔ اتنے میں امیر المومنین علیہ السلام شہید ہو گئے معاویہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کامیاب ہو گیا اُس نے میثم کو پکڑ لیا۔ معاویہ نے اُسی لکڑی پر انہیں سولی لٹکانے کا حکم دیا جب انہوں نے دیکھا کہ اِسے ان کے پڑوس میں سولی لٹکایا جا رہا ہے تو انہوں نے کہا:

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون.

پھر اُس نے میثم کی بات لوگوں کو بتائی اور جو وہ زندگی میں کہا کرتے تھے اُس نے لوگوں کو آگاہ کیا وہ آدمی روزانہ اُس جگہ پر جھاڑو دیتا۔ خوشبو لگاتا اور نماز پڑھتا تھا اور اُس پر رحمت کی دعائیں کرتا!

ابن عباس کی روایت:

میں مسجد نبوی میں تھا کہ قاری نے پڑھا:

فی بیوت اذن اللّٰہ ان ترفع و یذکر فیھا اسمہ و یسبح لہ فیھا بالغدود و الاصال.

(ان گھروں میں اللہ نے جنہیں بلند رکھنے کا اذن دیا ہے جن میں اس کا نام لیا جاتا ہے اور صبح و شام اُس کی ان گھروں میں تسبیح ہوتی ہے۔)

میں نے عرض کی:

یارسول اللہؐ! یہ گھر کن لوگوں کے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: انبیاء کے گھر اور اس سے بیت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی

طرف اشارہ کیا۔

ابن عباس کی روایت:

حضرت علی علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے، صحابہ نے کہا: یارسول اللہؐ! امیر المومنینؑ آئے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: اُن کا نام امیر المومنین مجھ سے پہلے کا ہے، کسی نے کہا: آپؐ سے پہلے کا! آپؐ نے فرمایا: موسیٰؑ اور عیسیٰ سے پہلے کا ہے انہوں نے کہا: یا رسول اللہ موسیٰ اور عیسیٰؑ سے پہلے کا آپؐ نے فرمایا: سلیمانؑ بن داود سے پہلے کا اسی طرح انبیاء کے نام گنتے رہے یہاں تک کہ حضرت آدم علیہ السلام تک پہنچ گئے پھر فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی آنکھوں کے درمیان ذرہ کو پیدا کیا جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اس میں ایک مرد کو رکھوں گا جسے میں نے ساری مخلوق کا امیر بنایا ہے جب اللہ تعالیٰ نے علی ابن ابی طالبؑ کو پیدا کیا تو اُسے اُس ذرہ میں ساکن قرار دیا پس اس کا نام امیر المومنینؑ آدم کی خلقت سے پہلے کا ہے؟

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

جب ابن ملجم نے امامؑ کی بیعت کی تو امامؑ نے فرمایا: تو بیعت میں دھوکا دے رہا ہے میری یہ (داڑھی) اس کے ہاتھوں خضاب ہوگی، امامؑ نے اپنی داڑھی اور سر کی طرف اشارہ کیا۔ جب ماہ رمضان آیا تو ایک رات حسنؑ کے ہاں

دوسری رات حسینؑ کے ہاں افطار کرتے ایک رات پوچھا ماہ رمضان کے ختم ہونے سے کتنے دن باقی ہیں انہوں نے کہا اتنے اتنے دن، امامؑ نے فرمایا: آخری عشرے میں تم اپنے باپ کو کھو بیٹھو گے۔ جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

پتھر اُٹھانے والی خبر!

حضرت علی علیہ السلام کے فضائل میں سے ہے کہ:

امیر المومنین علیہ السلام صفین کی طرف جا رہے تھے کہ راستہ میں اصحاب کو پیاس لگ گئی اور ان کے پاس پانی نہ تھا انہوں نے پیاس کی شکایت کی تو امامؑ نے فرمایا یہاں پانی تلاش کرو انہوں نے دائیں بائیں طول عرض میں پانی تلاش کیا انہیں پانی نہ ملا، انہیں ایک راہب کا عبادت خانہ نظر آیا انہوں نے اُس سے پانی کے بارے میں سوال کیا اُس نے کہا کہ ہفتے میں ایک بار میرے پاس پانی آتا ہے...... وہ امیر المومنین علیہ السلام کے پاس آئے اور انہیں صورت حال سے آگاہ کیا۔ راہب نے جو کہا وہ امامؑ کو بتایا امامؑ نے فرمایا: میرے ساتھ آؤ تھوڑا دور گئے تھے کہ امامؑ نے فرمایا یہاں گڑھا کھودو انہوں نے کھودا تو وہاں بہت بڑا پتھر نظر آیا امامؑ نے فرمایا اِسے الٹ دو اِس کے نیچے پانی ہے۔ چار آدمی آگے بڑھے لیکن اُسے حرکت بھی نہ دے سکے امامؑ خود آگے آئے اور نا معلوم کوئی بات کی پھر وہ پتھر ہوا میں بلند ہوا جیسے میدان میں گیند بلند ہوتی ہے راہب یہ منظر دیکھ رہا تھا وہ نیچے اترا اور پوچھا:

اے جوان تو کہاں سے آیا ہے، ہماری کتابوں میں ہے کہ یہ عبادت خانہ

چشمے کے اوپر بنایا گیا ہے اور اُس چشمے کو سوائے نبی یا اُس کے وصی کے کوئی ظاہر نہیں کرے گا تو نبی ہے یا اس کا وصی ہے؟ امامؑ نے فرمایا میں آخرالانبیاءؐ کا وصی ہوں، میں سید الانبیاءؐ کا وصی ہوں؟ میں خاتم الانبیاءؐ کا وصی ہوں۔ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چچازاد ہوں، میں قائد غرالمحجلین ہوں، میں علی بن ابی طالبؑ ہوں۔

راہب...... نے یہ بات سنی تو کہا: اپنا ہاتھ بڑھاؤ تاکہ میں اسلام قبول کروں اور کہا:

اشهد ان لا اله الا اللّٰه و ان محمدا رسول اللّٰه و ان علی بن بی طالب و صیه و خلیفته من بعده

مسلمانوں نے چشمے کا میٹھا پانی پیا۔ اس کا پانی برف سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ شیریں تھا وہ سیراب ہوئے، اپنے گھوڑوں کو پلایا اور اپنی مشکیزوں کو پُر کرلیا امامؑ نے پھر سے اُس پتھر کو حکم فرمایا اور وہ اپنی جگہ پر چلا گیا اور امامؑ کوچ کرکے اپنے مقام کی طرف آگے بڑھ گئے۔

بیٹے کو ماں سے ملایا!

واقدی نے جابر سے، سلمان فارسی سے خبر دی ہے کہ:

حضرت عمر کے پاس ایک جوان آیا اور عرض کی کہ میرے ماں نے میرے باپ کی میراث مجھے دینے سے انکار کردیا ہے اور کہا ہے کہ تو میرا بیٹا ہی نہیں ہے!

حضرت عمر نے اُس عورت کو بلایا اور کہا کہ تو نے اپنے بیٹے کو اُس کے باپ کی میراث کیوں نہیں دی اور اس کا انکار کیوں کیا ہے؟

عورت نے کہا: یہ جھوٹا ہے میرے پاس اپنے کنواری ہونے پر گواہ موجود ہیں۔ میرا تو کوئی شوہر ہی نہیں ہے۔

اُس عورت نے سات آدمیوں کو دس دس دینار رشوت دی ہوئی تھی کہ تم میرے کنواری ہونے کی گواہی دینا، حضرت عمر نے کہا: تیرے گواہ کہاں ہیں وہ گواہ لے آئی انہوں نے گواہی دی کہ یہ عورت کنواری ہے کوئی مرد اور شوہر اس کے نزدیک نہیں گیا ہے۔

اُس جوان نے عرض کی کہ میرے اور اس کے درمیان ایک علامت ہے جو میں بیان کرتا ہوں تا کہ یہ اُس کے ذریعہ سے پہچان جائے۔

حضرت عمر نے کہا: اُسے بیان کرو۔

جوان نے کہا: میرا باپ قبیلہ سعد بن مالک میں تھا اُسے حارث مزنی کہتے تھے میں سخت دنوں والے سال میں پیدا ہوا دو سال میں نے بکری کا دودھ پیا پھر میں بڑا ہوا تو میرا باپ کچھ لوگوں کے ساتھ تجارت کے لئے گیا دوسرے لوگ واپس آ گئے لیکن میرا باپ واپس نہ آیا۔ میں نے ان سے اپنے باپ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ راستے میں فوت ہو گیا ہے۔ جب میری ماں کو اس بات کا علم ہوا تو اُس نے میرا انکار کر دیا اور مجھے ضرورت نے پیچھے دھکیل دیا۔

حضرت عمر نے کہا:

هذا مشکل لا یحله الانبی اووصی نبی فقوموا بنا الی ابی الحسن

(یہ ایسی مشکل ہے جسے نبی یا نبی کے وصی کے بغیر کوئی حل نہیں کرسکتا پس ہمارے ساتھ علی بن ابی طالبؑ کے پاس چلو۔)

جوان اُٹھا اور چلا، اُس نے کہا:

این منزل کاشف الکروب، این خلیفت هذا الامة فجاؤ و ابه الی منزل علی بن ابی طالب کاشف الکروب و حلال المشکلات

(مصیبتوں کے دور کرنے والے اور اس امت کے خلیفہ کا گھر کہاں ہے لوگ اُسے علی بن ابی طالبؑ کے گھر لے آئے جو مصیبتوں کے دور کرنے والے اور حلّال مشکلات ہیں۔)

اُس نے کھڑے ہو کر آواز دی:

یا کاشف الکروب عن هذه الامة؟

(اے اس امت سے مصیبتوں کے دور کرنے والے)

امامؑ نے فرمایا: اے جوان تجھے کیا تکلیف ہے؟ اُس نے کہا: اے میرے مولاؑ میری ماں نے میرے حق کا انکار کیا ہے اور مجھے اپنا بیٹا ماننے سے انکار کر دیا ہے وہ کہتی ہے کہ میں اس کا بیٹا نہیں ہوں امامؑ نے فرمایا: قنبر! اُس نے کہا: لبیک یا مولای!

امامؑ نے فرمایا: جاؤ اور اُس عورت کو مسجد نبوی میں لے آؤ۔ قنبر گیا اور

اُسے مسجد میں امامؑ کے سامنے لے آیا۔

امامؑ نے اس عورت سے کہا: تیرے لئے ہلاکت ہے تونے اپنے بیٹے کا انکار کیوں کیا ہے؟

اُس نے کہا: یا امیر المومنینؑ! میں کنواری ہوں۔ میرا کوئی بیٹا نہیں ہے۔ مجھے کسی انسان نے چھوا تک نہیں ہے۔

امامؑ نے فرمایا: چودھویں کے چاند اور اندھیروں کے چراغ (نبی) کے چچا زاد کے سامنے بات کو تبدیل نہ کر۔

اُس عورت نے کہا: میرے مولا آپؑ دایہ کو بلا کر میرا معائنہ کروالیں وہ آپؑ کو بتا دے گی کہ میں شادی شدہ ہوں یا کنواری ہوں۔

دایہ آئی وہ اُسے علیحدگی میں دیکھنے کے لئے لے گئی اُس عورت نے دایہ کو اپنے گلے سے گلو بند اتار کر رشوت دے دی کہ میرے کنواری ہونے کی گواہی دے دے۔ اُس نے باہر آ کر امامؑ کے سامنے اُس عورت کے کنواری ہونے کی گواہی دے دی۔

امامؑ نے فرمایا: یہ بڑھیا جھوٹ بول رہی ہے......اے قنبرؓ اس بوڑھی نے دھوکا دیا ہے اس سے گلو بند برآمد کرو قنبرؓ نے اُس کی تھیلی سے گلو بند نکال لیا۔ لوگوں کے نعروں سے فضا گونج اُٹھی۔ امامؑ نے انہیں خاموش کروایا اور کہا:

میں علم نبوت کا امانتدار ہوں اور اُسے کہا:

میں دین کی زینت ہوں، میں دین کا قاضی ہوں، میں حسنؑ اور حسینؑ کا باپ ہوں!

میں اس جوان سے تیری شادی کرتا ہوں کہ تو اِسے میری طرف سے شوہر قبول کرتی ہے اُس نے کہا: نہیں اے میرے مولاؑ! کیا آپؑ شریعت محمدی کو باطل کرنا چاہتے ہیں امامؑ نے فرمایا: وہ کیسے؟

عورت نے کہا: آپ میری شادی میرے بیٹے سے کرنا چاہتے ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

امامؑ نے فرمایا:

جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

حق آیا اور باطل چلا گیا، بے شک باطل کو جانا ہی تھا)

اس رسوائی سے پہلے تو نے اس بات کو قبول کیوں نہ کیا۔ اُس نے کہا: میرے مولا! مجھے ڈر تھا کہ یہ مجھ سے میراث مانگ لے گا۔

امامؑ نے فرمایا: توبہ کر اور استغفار پڑھ...... پھر امامؑ نے ان دونوں کے درمیان صلح کروادی اور بیٹے کو ماں سے ملا دیا اور بیٹے کو باپ کی میراث دلوادی۔

وصلی اللہ علی محمد و آلہ۔

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے:

حضرت علی علیہ السلام مسجد کوفہ میں بیٹھے ہوئے تھے کوفہ کے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے دریائے فرات میں پانی کی زیادتی کی شکایت کی امامؑ کھڑے ہوئے اور فرات کی طرف چلے اور باب مروحہ پر پہنچے اپنے دائیں ہاتھ میں چھڑی پکڑی اور ہونٹوں کو حرکت دی کچھ پڑھا جسے کوئی سمجھ نہ سکا اور پھر پانی پر چھڑی ماری آدھے ہاتھ تک پانی نیچے بیٹھ گیا اور انہیں کہا کیا اتنا کافی ہے انہوں

نے کہا اے امیر المومنینؑ نہیں (ابھی بھی زیادہ ہے) امامؑ نے پھر چھڑی پانی پر ماری اور آدھا ہاتھ پانی نیچے بیٹھ گیا۔ امامؑ نے پوچھا اتنا کافی ہے انہوں نے کہا اے امیر المومنینؑ نہیں۔ (ابھی بھی زیادہ ہے) امامؑ نے پھر چھڑی پانی پر ماری اور آدھا ہاتھ پانی نیچے بیٹھ گیا۔ امامؑ نے پوچھا اتنا کافی ہے انہوں نے کہا امیر المومنینؑ نہیں! امامؑ نے کچھ کہا جس کو کوئی نہیں جانتا تھا؟ اور تیسری دفعہ پانی پر چھڑی ماری ایک اور ہاتھ پانی نیچے چلا گیا امامؑ نے پوچھا اتنا کافی ہے انہوں نے کہا: یا امیر المومنین ہاں (اتنا کافی ہے) امامؑ نے فرمایا: مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور ذی روح کو پیدا کیا اگر میں چاہوں تو پانی اتنا کم ہو جائے کہ مچھلیاں ساحل پر نکل آئیں۔

یہ ایسی فضلیت ہے جس پر کوئی بھی قدرت نہیں رکھتا۔ اس کی مثل دوسرے لوگوں نے بھی نقل کیا ہے۔

مروی ہے کہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنت کی خوشبو قرن الشمسؒ کی طرف سے آرہی ہے اے اویسؒ قرنی تیرا شوق، جو اُسے ملے اُسے میرا سلام کہے!

کسی نے کہا: یارسول اللہؐ! اویسؒ قرنی کون ہے!؟

آپؐ نے فرمایا: اگر وہ غائب ہو تو لوگ اُسے کھوتے نہیں ہیں اگر ظاہر ہو تو اس کے لئے رنجیدہ نہیں ہوتے! اُس کی شفاعت سے قبیلہ ربیعہ اور مضر کے لوگوں جتنے لوگ جنت میں جائیں گے وہ مجھے دیکھے بغیر مجھ پر ایمان لے آیا اور

میرے خلیفہ امیر المومنینؑ کے سامنے صفین میں شہید ہوگا۔

شاذان کہتا ہے:

اے معترض اپنے دل کے ساتھ غور وفکر کرو اور اپنی آنکھوں کے ساتھ ان آیات کو دیکھو جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں مخصوص قرار دیا اور وہ معجزات جن سے اللہ تعالیٰ نے اِس امامؑ کو مشرف قرار دیا ان معجزات کو اس کی حقانیت کی دلیل اور اس کی طرف راہنمائی کا ذریعہ قرار دیا۔

ليهلك من هلك عن بينة و يحيى من حى عن بينة

(تاکہ جو ہلاک ہو وہ دلیل کے ساتھ ہلاک ہو اور جو زندہ ہو وہ دلیل کے ساتھ زندہ ہو)

حضرت علی علیہ السلام کے فضائل میں سے ہے کہ:

مقدسی شخص کی بابت حضرت علی علیہ السلام کے فضائل کے ضمن میں روایت کی گئی ہے اور یہ ایسی روایت ہے کہ جو سامع کو دوسرے فضائل کے سننے سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ ہمارے لیے حکایت کی گئی ہے کہ بیت المقدس کا رہائشی مدینہ منورہ میں داخل ہوا، وہ خوبرو جوان تھا، اس کی شکل صورت اچھی تھی، اُس نے رسول خداؐ کے حجرہ مبارک کی زیارت کی اور پھر مسجد نبویؐ کی طرف چل پڑا، وہ ہمیشہ عبادت و ریاضت میں مشغول رہتا تھا، وہ دن کو روزہ اور رات عبادت میں بسر کرتا تھا یہ حضرت عمر کی خلافت کی بات ہے یہاں تک کہ سب سے زیادہ عابد لوگوں کو اس جیسا بننے کی آرزو ہوئی۔

حضرت عمر اُس کے پاس آئے اور اُس سے کہا مجھ سے کوئی حاجت بیان کرو اُس نے کہا میری سب ضرورتیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ وہ اسی حالت پر رہا۔ ایک دن اُس نے حج بیت اللہ ادا کرنے کا پروگرام بنایا۔ اور حضرت عمر کے پاس آیا اور عرض کی۔

اے ابو حفص میں نے بیت اللہ ادا کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ میرے پاس ایک امانت ہے اور چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس چھوڑ جاؤں۔ حضرت عمر نے کہا امانت لے آؤ، وہ امامت لے آیا، جو ایک صندوق میں تھی صندوق کو تالا لگا کر سر بمہر کیا ہوا تھا۔ حضرت عمر کے حوالے کر دیا اور خود قافلے کے ساتھ چلنے کیلئے ان کی طرف گیا...... حضرت عمر نے جا کر قافلہ سالار سے اس کی سفارش کی اور اسے الوادع کہا۔

اُسی قافلے میں انصار کی ایک خاتون بھی تھی۔ جس نے اُسے دیکھا اترتے چڑھتے وقت اُس کے ساتھ ساتھ رہنے لگی۔ کچھ دنوں کے بعد اُس کے نزدیک گئی اور کہنے لگی۔ اے جوان آپ کا نرم و نازک جسم اور یہ اُونی کپڑا (کتنا تنگ کرتے ہوں گے) اُس نے کہا:

اے خاتون! اِس جسم کو کپڑے کھا جائیں گے اور اِس نے مٹی میں چلے جانا ہے یہ جو کچھ ہے اس کیلئے بہت زیادہ ہے۔

اُس نے کہا آپ کا چہرہ کس قدر روشن ہے جوان نے کہا اللہ سے ڈرو تو نے مجھے باتوں میں لگا دیا ہے اور میری عبادت کا وقت ختم ہو رہا ہے۔

اس عورت نے کہا: مجھے آپ سے ایک کام ہے اگر پورا کر دو تو پھر کوئی

بات نہیں کروں گی۔ اگر پورا نہیں کرو گے تو پھر آپ کو نہیں چھوڑوں گی۔ یہاں تک کہ میری بات پوری کر دو۔ جوان نے کہا تیرا کام کیا ہے اس نے کہا: میرا یہ کام ہے کہ تم میرے ساتھ مباشرت کرو؟ اُس جوان نے اُسے روکا اور خدا کا خوف یاد دیالا۔ اُس نے پھر اس کی طرف توجہ نہ کی اس کے بعد وہ اکثر راتوں کو بیدار رہ کر عبادت کرنے لگا۔ ایک رات آخری پہر اُٹھا، اُس وقت اُس کو نیند کا غلبہ تھا، وہ عورت اُس کے پاس آئی، دیکھا کہ اُس کے سر کے نیچے تکیہ ہے جس میں اس کا زادراہ ہے اُس نے اُس کے سر کے نیچے سے تکیہ کھینچ لیا اور اس میں پانچ دینار کی تھیلی ڈال کر واپس لے آئی اور اُسے اُس کے سر کے نیچے رکھ دیا جب قافلہ چلنے لگا تو اُس ملعونہ نے شور مچا دیا اور کہا۔

ہائے خدایا، اے قافلہ والو میں ایک غریب، مسکین عورت ہوں میرا زاد راہ، مال و متاع چوری ہو گیا مجھے اللہ کی اور تم سب کی قسم! قافلہ سالار بیٹھ گیا اور اُس نے مہاجرین و انصار سے ایک ایک شخص کو حکم دیا کہ قافلہ کے لوگوں کے سامان کی تلاشی لی جائے۔

اُنہوں نے سب کے سامان کی تلاشی لی۔ لیکن کہیں سے بھی سامان نہ ملا۔ اب سوائے اُس مقدسی جوان کے کوئی نہ بچا، اُنہوں نے قافلہ سالار کو بتایا کہ مقدسی جوان کے علاوہ سب کی تلاشی ہو گئی۔ اُس عورت نے کہا!

اے لوگو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تلاشی نہیں لیتے۔ ہو سکتا ہے اس کا ظاہر اچھا اور باطن بُرا ہو۔ بہر حال اُس عورت نے انہیں مجبور کر دیا کہ اس کی تلاشی لی جائے۔ کچھ لوگوں نے اس کی تلاشی لینے کا ارادہ کیا۔ دیکھا وہ نماز پڑھ رہا ہے۔

جب اُس نے انہیں دیکھا تو ان کی طرف بڑھا اور انہیں کہا کیا بات ہے؟

اُنہوں نے بتایا کہ اس انصاری عورت کا سامان چوری ہو گیا ہے۔ ہم نے سب قافلہ والوں کی تلاشی لے لی ہے اب سوائے آپ کے کوئی نہیں بچا اور، ہم آپ کی اجازت کے بغیر آپ کے سامان کے قریب بھی نہیں جانا چاہتے کیونکہ آپ کے بارے میں حضرت عمر بن خطاب نے وصیت کی تھی اُس نے کہا اے لوگو!

اس سے مجھے کوئی ضرر نہیں ہے جس چیز کی چاہو تلاشی لے سکتے ہو۔ کیونکہ اُسے اپنے آپ پر بھروسہ تھا اور جب اُنہوں نے اُس کے زادِ راہ والا تکیہ دیکھا اُس میں عورت کی تھیلی موجود پائی، اُس ملعونہ نے پکار کر کہا۔

اللہ اکبر!!!!

بخدا یہی تھیلی ہے اُس میں میرا مال ہے اُس میں اتنے اتنے دینار ہیں، اس میں لؤلؤ کی گرہ ہے۔ جس کا اتنا وزن ہے اسے کھولو...... جب کھولا یہی کچھ برآمد ہوا۔ اُنہوں نے اُسے مارا پیٹا اور بُرا بھلا کہا اور وہ کوئی جواب نہ دے سکا۔ اُسے قید کر کے مکہ مکرمہ لے آئے، اُس نے اُنہیں کہا!

اے قافلہ والو!

مجھے قسم ہے اُس مقدس گھر (کعبہ) کی میرے اوپر بھروسہ کرو اور مجھے چھوڑ دو تاکہ میں حج بیت اللہ انجام دے سکوں، میں اللہ اور اُس کے رسول کو گواہ ٹھہراتا ہوں کہ حج سے فارغ ہونے کے بعد تمہارے پاس آ جاؤنگا پھر جو تمہارے جی میں آئے کرنا۔

ان میں کچھ نے کہا اسے چھوڑ دو! اُنہوں نے اُسے چھوڑ دیا اور قافلہ

مدینہ منورہ واپس آ گیا اور وہ ملعونہ راستہ میں اپنا زادراہ ختم کر بیٹھی۔ اُس نے وہاں ایک چرواہے کو دیکھا اُس نے زادراہ کا سوال کیا۔ اُس نے کہا جو چاہو لے لولیکن میں اپنا مال فروخت نہیں کرونگا اگر تو اپنے آپ کو میرے حوالے کردے تو جو چاہیے ہو۔

عورت نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور جب اُس نے انکار کیا تو ابلیس بھیس بدل کر آیا اور اُس لعنتی نے کہا!

تم تو حاملہ ہو عورت نے پوچھا مجھے کس نے حمل کیا ہے؟ اُس نے کہا چرواہے نے اُس عورت نے آواز بلند کی بڑبڑائی ابلیس نے کہا گھبراؤ نہیں جب قافلہ واپس جائے تو کہنا! میں نے مقدسی جوان کی تلاوت کی آواز سنی تو اُس کے قریب گئی اور جب مجھے نیند آ گئی تو یہ جوان میرے قریب آیا اور مجھ سے مباشرت کر ڈلی اور اپنا دفاع نہ کر سکی...... بعد میں پتا چلا کہ مجھے تو حمل ہو گیا ہے۔ میں انصاری عورت اور میرے پیچھے اہل خانہ کی ایک جماعت ہے اُس ملعونہ نے ابلیس کے اشارہ پر ویسے ہی کہہ ڈالا۔ اس سے قبل سامان کی تلاشی کے دوران اس کا مال اُس مقدسی جوان کے سامان میں پایا تھا۔

اب قافلہ والوں کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ اُس کے پاس آئے اور کہا کہ تیرے لیے چوری کافی نہیں تھی کہ تو نے زنا کر ڈالا۔ اُنہوں نے اُسے مارا پیٹا اور قید کر لیا اور وہ کوئی جواب نہ دے سکا۔

جب مدینہ کے قریب پہنچے (جس کے ساکن پر درود وسلام ہوں) حضرت عمر مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ قافلے کے استقبال کیلئے باہر

نکلے، جب قافلہ ان کے قریب پہنچا تو انہوں نے سب سے پہلے مقدسی جوان کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا اے ابو حفص! اُس نے چوری کی اور زنا کیا ہے۔ اُنہوں نے تمام سرگزشت سنائی حضرت عمر نے اسے پیش کرنے کا حکم دیا۔

جب وہ مقدسی جوان آیا تو حضرت عمر نے کہا اے مقدسی جوان تیرا ظاہر کچھ اور باطن اُس کے برخلاف ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے رسوا کیا ہے ہم تمہیں اس کی سخت سزا دیں گے اُس نے کوئی جواب نہ دیا۔

مخلوق جمع ہوگئی۔ لوگوں کا رش ہو گیا تا کہ دیکھیں اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ وہاں ایک نور ساطع ہوا جس کی چمک پیدا ہوئی وہ سب اُس کے بارے میں سوچنے لگے، دیکھا کہ علم نبوت کا منبع حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں آپؑ نے فرمایا مسجد نبویؐ میں یہ کیسا رش ہے اور اژدھام ہے اُنہوں نے کہا اے امیر المومنینؑ یہ مقدسی جوان جو زاہد بنا ہوا ہے اس نے چوری کی ہے اور زنا کار کا ارتکاب کیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: بخدا نہ اس نے چوری کی ہے نہ زنا کیا ہے۔ اور سوائے اس کے کہ اس نے حج کیا ہے جب حضرت عمر نے ان کی بات سنی تو کھڑا ہو گیا اور آپ کو اپنی جگہ پر بیٹھنے کو کہا۔ آپؑ نے اُس جوان کو قید میں بند دیکھا! عورت بھی بیٹھی ہوئی تھی، اس سے امیر المومنینؑ نے فرمایا ہلاکت ہو تیرے لیے! مجھے سارا قصہ سنا اُس نے کہا۔

اے امیر المومنینؑ! اس جوان نے میرا مال چرایا، سارے قافلے والے گواہ ہیں کہ میرا مال اس کے تکیے سے برآمد ہوا ہے یہی کافی نہیں ہے، ایک

رات یہ میرے قریب آیا مجھے اس کی قرأت نے سرور میں غرق کر دیا، اس نے موقع پا کر میرے ساتھ بد فعلی کر ڈالی۔ اور میں رسوائی کے خوف سے کچھ کہہ نہ سکی۔

جس سے مجھے حمل بھی ہو گیا۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا:

اے ملعونہ! تو نے جھوٹ بولا ہے...... اور اے ابو حفص یہ اپنے دعویٰ میں جھوٹی ہے یہ جوان تو ایسا ہے کہ اس کا آلہ تناسل کٹا ہوا ہے۔ پھر فرمایا اے مقدسی حق کیا ہے؟ پس اُس نے اپنے سر کو اُٹھایا اور عرض کی۔

میرے مولا جو اتنا جانتا ہے اُسے یہ بھی پتہ ہے کہ حق کیا ہے۔

اب آپؑ حضرت عمر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ابو حفص اُٹھو اور اس کی امانتیں لے آؤ وہ اُٹھے اور جوان کی امانتیں لے آئے۔

اُسے کھولا تو اُس میں ریشم کا ٹکڑا تھا جس میں اُس کے آلہ تناسل کا کٹا ہوا کٹا تھا۔ اب امام علی علیہ السلام نے فرمایا:

اے مقدسی! اُٹھو وہ اُٹھا اور اُنہوں نے اُس کے کپڑے اُتار تا کہ آنکھوں سے دیکھ لیں جس سے زنا والی تہمت دور ہو جائے...... سب نے دیکھا کہ اس کا آلہ تناسل کٹا ہوا ہے اُس وقت تمام لوگ پکار اُٹھے۔

آپؑ نے فرمایا خاموش ہو جاؤ اور میری بات سنو! یہ بات مجھے رسولؐ خدا نے بتائی تھی۔ اب فرمایا اے ملعونہ تو نے اللہ تعالیٰ پر جرأت کی تیرے لیے ہلاکت ہے تو خود اس کے پاس گئی تھی اور یہ کہا تھا لیکن اُس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

اُس نے کہاہاں اے امیر المومنینؑ !

آپؑ نے فرمایا اور پھر تو نے اپنا سامان خود اس کے سامان میں رکھا تھا کیا تو اس کا اقرار کرتی ہے؟ اُس نے کہاہاں اے امیر المومنینؑ!

آپؑ نے فرمایا اس پر گواہ ہو جاؤ، پھر اُسے کہا یہ جو تجھے حمل ہوا ہے اُس چرواہے کا ہے جس نے تو نے زادراہ مانگا تھا اُس نے تجھے کہا تھا میں زادراہ فروخت نہیں کرونگا مگر میری ایک شرط ہے تو مجھے اپنے نفس پر قدرت دے اور اپنی ضرورت پوری کر لے تو نے اُسے بدفعلی کرنے دی اور فلاں فلاں چیزیں لے لیں اُس نے کہا آپؑ نے سچ فرمایا:

اس پر پھر سارے لوگ شور مچانے لگے حضرت علی علیہ السلام نے انہیں خاموش کروایا۔ آپؑ نے اُس عورت سے کہا، جب تو چرواہے کے پاس سے نکلی تو تجھے ایک بوڑھا شخص فلاں فلاں صفت کا مالک ملا تھا اور اُس نے تجھے کہا تو چرواہے سے حاملہ ہوئی ہے۔ تو چلائی تھی اور کہا تھا ہائے رسوائی تو اُس نے کہا تھا کوئی بات نہیں ہے تو قافلہ والوں سے کہنا اُس (جوان) نے میرے ساتھ بدفعلی کی ہے اور مجھے حمل ہو گیا ہے...... یہ سب لوگ تیری بات کو مان لیں گے کیونکہ تیرا چوری شدہ مال بھی تو اس کے سامان سے نکلا ہے۔ جو تجھے بوڑھے نے کہا تھا تو نے ویسا ہی کیا اُس عورت نے کہاہاں۔ امام علیؑ نے فرمایا کیا تو اُس بوڑھے کو جانتی ہے؟

اُس عورت نے کہا نہیں آپؑ نے فرمایا وہ شیطان تھا (اللہ کی لعنت ہو اُس پر) یہ سن کر سب لوگ حیران رہ گئے حضرت عمر نے کہا اے ابوالحسنؑ آپ کا

کیا خیال ہے کہ اس عورت کے ساتھ کیا کیا جائے۔

آپ نے فرمایا:

بچہ پیدا ہونے تک صبر کرو جب بچہ پیدا ہو جائے تو اُس بچے کے لیے دایہ کا انتظام کیا جائے پھر اس کے لیے یہودیوں کے قبرستان میں ایک گڑھا کھودا جائے اور وہاں اسے آدھا دفن کر کے سنگسار کیا جائے۔

حضرت عمر نے حضرت علی علیہ السلام کے فیصلہ کے مطابق اُسے وہاں لے جا کر سنگسار کر ڈالا وہ مقدسی جوان ہمیشہ مسجد نبویؐ میں رہا یہاں تک کہ اس دارِ فانی سے کوچ کر گیا۔ (اللہ اُس پر راضی ہوا۔)

حضرت عمر نے کہا!

"لولا علیؑ لھلک عمر"

(علیؑ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔)

پھر لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے اور سب حضرت علی علیہ السلام کے فیصلے پر حیران تھے!

حضرت علی علیہ السلام کے فضائل میں سے ہے کہ:

کسی جنگ میں فریضہ نماز کا وقت قریب ہو گیا اور وضو کے لیے پانی موجود نہیں تھا امامؑ نے آسمان کی طرف دیکھا...... لوگ کھڑے اِس منظر کو دیکھ رہے تھے۔ اتنے میں جبرائیلؑ اور میکائیلؑ آسمان سے پانی کی بھری ہوئی بالٹی لے کر آئے، بالٹی جبرائیلؑ کے ہاتھ میں اور میکائیلؑ کے ہاتھ میں رومال تھا انہوں نے اپنی بالٹی اور رومال امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے رکھ دیئے۔ امامؑ

نے اُس پانی سے وضو کیا اور اپنا کریم چہرہ رومال سے صاف کیا پھر وہ آسمان کی طرف پرواز کر گئے لوگ انہیں دیکھتے رہے۔

حضرت علی علیہ السلام کے فضائل میں سے ہے کہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے تین چیزیں عطا کیں ان میں علیؑ میرے ساتھ شریک ہے اور علیؑ کو تین چیزیں عطا کیں اُن میں اُس کے ساتھ شریک نہیں ہوں کسی نے سوال کیا: یا رسولؐ اللہ وہ تین کونسی چیزیں ہیں جن میں علیؑ آپ کے ساتھ شریک ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

لواء الحمد میرا ہے اور علیؑ اُس کے اُٹھانے والا ہے، کوثر میرا ہے اور علیؑ اس کا ساقی ہے جنت میری ہے اور اُس کا تقسیم کرنے والا علیؑ ہے۔

وہ تین چیزیں جو علیؑ کو عطا کیں جن میں اُس کے ساتھ شریک نہیں ہوں:

۱۔ علیؑ کا سسر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ میرا سسر ایسا نہیں ہے۔

۲۔ علیؑ کو سیدہ خاتون جنتؑ جیسی بیوی ملی مجھے ایسی بیوی نہیں ملی۔

۳۔ علیؑ کو حسنؑ اور حسینؑ جیسے بیٹے ملے۔ مجھے ایسے بیٹے نہیں ملے۔

حضرت علی علیہ السلام کے فضائل میں سے ہے کہ:

حضرت علی علیہ السلام اور سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام کے ہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے وہ دونوں آٹا پیس رہے تھے، آپؐ نے فرمایا تم دونوں میں سے کون تھک گیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: رسول اللہؐ! جگر گوشہ رسولؐ تھک گئی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: بیٹی اُٹھ اور خود بیٹی کی جگہ پر بیٹھ گئے اور ازروئے محبت چکی چلانے لگے۔

کتاب فردوس میں ہے:

آپؐ نے فرمایا:

لو اجتمعت الخلائق علی حب علی بن ابی طالب ما خلق اللّٰہ النار

(اگر ساری مخلوقات علی بن ابی طالبؑ کی محبت پر جمع ہو جاتیں تو اللہ تعالیٰ جہنم کو پیدا ہی نہ کرتا۔)

حضرت علی علیہ السلام کے فضائل میں سے ہے کہ:

وہ فضائل جو اللہ تعالیٰ نے صرف علیؑ کو عطا کئے: ایک ثقہ نے عمار بن یاسرؓ سے روایت کی ہے: ایک دن حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی:

یا امیر المومنینؑ! میں نے تین دن مکمل کچھ کھایا نہیں ہے بھوکا رہا ہوں آج چوتھا دن ہے۔ امامؑ نے فرمایا: عمارؓ میرے پیچھے آؤ، مولا صحراء میں آئے میں ان کے پیچھے تھا ایک جگہ پر کھڑے ہو گئے وہاں درہموں سے بھری تھیلی ظاہر ہوئی جس سے دو درہم نکالے ایک درہم مجھے دے دیا اور دوسرا خود اپنے پاس رکھ لیا۔

میں نے عرض کی: یا امیر المومنینؑ! اگر اتنے درہم لے لیتے جن سے بے نیازی حاصل ہو جاتی اور صدقہ بھی کر دیتے تو کوئی حرج نہیں تھا۔ امامؑ نے فرمایا:

اے عمارؓ!

یہ ہمارے آج کے دن کے لئے کافی ہیں۔ پھر دوسرے درہموں کو چھپا دیا پھر واپس آ گئے میں بھی امامؑ سے جدا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد آیا تو امامؑ نے فرمایا: اے عمارؓ! گویا تو دوبارہ وہاں خزانے والی جگہ پر گیا تھا اور خزانہ تلاش کرتا رہا ہے۔ عمارؓ نے عرض کی:

یا امیر المومنینؑ خدا کی قسم میں خزانہ والی جگہ پر گیا لیکن وہاں اس کا نام و نشان نہ تھا! امامؑ نے فرمایا: اے عمارؓ! اللہ جانتا ہے کہ ہمیں دنیا سے کوئی رغبت نہیں ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے وہ خزانہ ہمارے لئے ظاہر کیا۔

جب اللہ تعالیٰ نے جانا کہ تم دنیا میں رغبت رکھتے ہو تو اُس نے تم سے خزانے کو دور کر دیا۔

آپؐ نے فرمایا: مجھے جبرائیلؑ نے خبر دی اُس نے کہا:

مثل حب علی بن ابی طالب فی الناس مثل سورة قل هو اللّٰه احد فی القرآن فمن قرأها مرة و احدة كان له ثواب ثلث القرآن و من قرأها مرتين كان له ثواب ثلثی القرآن و من قرأها ثلاثا كن له ثواب من قرأ القرآن كله و كذا حب علی بن بی طالب فمن احبه بلسانه كان له ثواب ثلث امتک و من احبه بلسانه و قلبه كان له ثواب ثلثی امتک و من احبه بلسانه و قلبه و عمله كان له ثواب امتک باسرها.

(علی بن ابی طالبؑ کی لوگوں میں مثال قرآن میں سورہ قل ھو اللہ احد جیسی

ہے پس جو اِسے ایک دفعہ پڑھتا ہے اُس کو قرآن کے ثلث کا ثواب ملتا ہے، جو اسے دو دفعہ پڑھتا ہے اُسے دو ثلث قرآن کا ثواب ملتا ہے۔ جو اسے تین دفعہ پڑھتا ہے اُسے سارے قرآن کا ثواب ملتا ہے اسی طرح جو علی بن ابی طالبؑ سے زبان سے محبت کرتا ہے اُسے تیری امت کے ثلث لوگوں کا ثواب ملتا ہے اور جو اُس سے زبان اور دل سے محبت کرتا ہے اُسے تیری امت کے دو ثلث لوگوں کا ثواب ملتا ہے اور جو اُس سے زبان، دل اور عمل سے محبت کرتا ہے اُسے تیری امت کے سارے لوگوں کا ثواب ملتا ہے۔)

☆☆☆

وہ تختی جو جبرائیلؑ اپنے ساتھ لے آیا!

ابوبصیر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ:

امام محمد باقر علیہ السلام نے جابرؓ سے کہا مجھے آپ سے کام ہے جب فارغ ہو تو بتائیں علیحدگی میں آپ سے اُس کے بارے میں سوال کروں گا۔ جابرؓ نے عرض کی مولا آپؑ جب چاہیں!

امام محمد باقر علیہ السلام ان کے ساتھ خلوت میں بیٹھے اور فرمایا: اے جابرؓ! وہ تختی جو آپ نے میری ماں سلام اللہ علیہا کے ہاتھ میں دیکھی تھی اور جس تختی کے بارے میں آپ کو میری ماں نے خبر دی تھی جس پر سیدہ سلام اللہ علیہا لکھا ہوا تھا!

جابرؓ نے عرض کی: میں اللہ تعالیٰ کی گواہی دیتا ہوں کہ ایک دن میں آپؑ

کی والدہ فاطمہ جگر گوشہ رسول زوجہ علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اُس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقید حیات تھے۔ میں نے چاہا کہ بی بی کو امام حسین علیہ السلام کی ولادت کی مبارک باد دوں میں نے بی بی کے ہاتھ میں سبز تختی دیکھی میں نے خیال کیا کہ زمرد ہے اُس پر سفید نور سے لکھا ہوا تھا، میں نے عرض کی! میرے ماں باپ آپ پر قربان اے بنتِ رسول خداؐ!

یہ تختی کیسی ہے؟ بی بی نے فرمایا: یہ تختی اللہ تعالیٰ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدیہ کی ہے۔ اس میں میرے بابا کا نام، میرے شوہر کا نام، میرے دونوں بیٹوں کے نام، میری اولاد سے اوصیاء کے نام ہیں۔

یہ تختی مجھے میرے بابا نے دی ہے تاکہ میں خوش ہو جاؤں۔ جابر نے کہا: بی بی یہ تختی مجھے دکھائیں، بی بی نے وہ تختی مجھے دی اور میں نے اس کی تحریر کو کاغذ پر نقل کرلیا!

امام محمد باقر علیہ السلام نے جابرؓ سے کہا: کیا مجھے وہ تختی دِکھا سکتے ہو؟ جابر نے کہا: ہاں اے فرزند رسولؐ! آپؑ میری نسبت اس کے زیادہ حق دار ہیں، دونوں اُٹھے اور جابرؓ کے گھر گئے امامؑ نے فرمایا: وہ صحیفہ دیکھا اس کاغذ پر یہ لکھا ہوا ہے۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

ھذا کتاب من اللّٰہ العزیز الرحیم الی محمد نبیه و نوره و سفیره و حجابه و دلیله نزل به الروح الامین من عند رب العالمین!

عظم یا محمد اسمائی و اشکر نعمائی لا تجحد الائی

انا اللہ لا الہ الا انا فمن رجا فضل غیری و خاف غیر عزابی اعذبہ عذابا لا اعذب بہ احدا من خلقی ایای فاعبد وعلی فتوکل انی لم ابعث نبیا کملت ایامہ و انقضت مدتہ الا جعلت لہ وصیا و انی فضلتک علی الانبیاء و فضلت وصیک علی الاوصیاء و اکرمتہ شبلیک و شبطیک الحسن و الحسین خازنی و حی و اکرمت حسینا بالشھادۃ وختمت لہ بالسعادۃ فھو افضل من استشھد فی و ارفع الشھداء عندی درجۃ و جعلت الکلمۃ التامۃ معہ والحجۃ البالغۃ عندہ و بعترتہ اثیب و اعاقب اولھم علی بن الحسین زین العابدین و زین اولیائی الماضین علیھم صلواتی اجمعین فھم حبلی الممدود الذی یخفھم رسولی لوجود الکتاب معھم لا یفارقھم ولا یفارقونہ حتی یدر دوا علی رسولی فی الیوم المعھود و ذلک یوم مشھود.

(یہ خط اللہ تعالیٰ کی طرف سے محمدؐ کے لیے ہے جو اس کا نبی، نور، سفیر، حجاب اور دلیل ہے اِسے جبرائیل امین رب العالمین کی طرف سے لایا ہے:

اے محمدؐ! میرے اسماء عظیم ہیں، میری نعمتوں کا شکر کرو اور میری نعمتوں کا انکار نہ کرو میں اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہ ہے جو میرے غیر کے فضل کی امید رکھے اور میرے عذاب کے علاوہ کسی دوسرے کے عذاب سے ڈرے میں اُسے ایسا عذاب دوں گا جیسا مخلوق میں سے کسی کو نہ دیا ہوگا پس میری عبادت کرو اور

مجھ پر بھروسہ رکھو میں نے جو نبی بھیجا ہے جب اُس کی زندگی پوری ہو جاتی ہے تو اُس کا وصی بناتا ہوں۔ میں نے تجھے انبیاء پر فضیلت بخشی اور تیرے وصی کو اوصیاء پر فضیلت بخشی ہے اور تیرے دونوں نواسوں حسنؑ اور حسینؑ کو عزت بخشی اور انہیں اپنی وحی کا خازن قرار دیا، میں نے حسینؑ کو شہادت کے ساتھ کرامت عطا کی اور اس کا خاتمہ سعادت پر ہوگا وہ میری راہ میں شہید ہونے والوں میں سب سے افضل ہے اور میرے نزدیک سب شہداء سے اس کا درجہ بلند ہے میں نے کلمہ تامہ اُس کے ساتھ قرار دیا ہے اور حجتِ بالغہ اُس کے ساتھ قرار دی ہے اُس کی عترت کے ذریعہ سے لوگوں کو جزا سزا دوں گا ان میں پہلا علیؑ بن الحسین ہے جو زین العابدینؑ اور میرے گزشتہ اولیاء کی زینت ہے اُن سب پر میرا اسلام ہو پس وہ باندھی ہوئی رسی ہیں جس کی طرف میرے رسول کھینچے چلے آتے ہیں کیونکہ ان کے پاس کتاب ہے وہ اُس سے جدا نہیں اور وہ اس سے جدا نہیں ہوگی یہاں تک کہ میرے رسول کے پاس یوم معہود کو آئیں گے اور وہ یوم مشہود ہے۔)

انس بن مالک سے مروی ہے:

میں نے اپنے کانوں سے سنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

عنوان صحيفة المومن يوم القيامة حب علی

(قیامت کے دن مومن کے نامہ اعمال کا عنوان علیؑ کی محبت ہوگا۔)

ابن عباس سے مروی ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر میں تھے۔ علی ابن ابی طالبؑ

نے صبح کی وہ چاہتے تھے کہ کوئی بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے نہ ملے وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے، آپؐ صحن خانہ میں تھے، آپ کا سر دحیہ بن خلیفہ کلبی کی گود میں تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے اُسے کہا:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس حال میں صبح کی ہے؟ اُس نے کہا: خیریت کے ساتھ اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی! حضرت علی علیہ السلام نے کہا: اللہ تعالیٰ تجھے اہم اہل بیتؑ کے ذریعہ سے جزائے خیر دے۔

دحیہ کلبی نے کہا: میں آپؑ سے محبت رکھتا ہوں آپؑ کے لئے میرے پاس خوشخبری ہے۔ جو میں آپؑ کے سامنے پیش کرتا ہوں:

آپ امیر المومنینؑ ہیں، آپ قائد الغر المحجلین ہیں، آپؑ اولاد آدم میں سردار ہیں سوائے نبیوں اور رسولوں کے! قیامت کے دن لواء الحمد آپؑ کے ہاتھوں میں ہوگا آپؑ اور آپؑ کے شیعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوں گے۔ جس نے آپ کی ولاء رکھی وہ کامیاب ہوا، جو آپؑ سے الگ ہوا وہ رسوا ہوا، محمدؐ کا دوست آپؑ کا دوست ہے۔ آپؑ کے دشمن کو محمدؐ کی شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ اے صفوۃ اللہ! میری نسبت آپؑ اپنے بھائی پر زیادہ حق رکھتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر اپنی گود میں رکھا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے تو فرمایا: یہاں شور کیسا تھا، حضرت علی علیہ السلام نے ساری بات بتائی تو آپؐ نے فرمایا: یا علیؑ! وہ دحیہ کلبی نہیں تھا بلکہ جبرائیلؑ تھا جس نے تجھے تیرا نام امیر المومنینؑ بتایا جو اللہ تعالیٰ نے

تیرا نام رکھا ہے۔

قد امر ان تكون محبتك في قلوب المومنين و بغضك في قلوب الكافرين

(اللہ کے حکم دیا ہے کہ تیری محبت مومنوں کے دلوں میں ہوگی اور تیرا بغض کافروں کے دلوں میں ہوگا۔)

عبادہ اسدی سے مروی ہے کہ:

عبداللہ ابن عباس آب زمزم پر لوگوں سے باتیں کر رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور اُس نے کہا: اے ابن عباس! تم اُس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو: جو لا الہ الا اللہ کہے اور پھر کافر ہو جائے نہ روزہ رکھے، نہ نماز پڑھے۔ نہ حج کرے، نہ قبلہ رکھے اور نہ ہی جہاد کرے! ابن عباس نے کہا: افسوس! وہ سوال کر جس کا فائدہ ہو وہ نہ پوچھ جس کا تجھے کچھ فائدہ حاصل ہونے والا نہیں ہے۔

اُس نے کہا: میں اس امر کے لئے آیا ہوں ابن عباس نے کہا: اے شخص تو کہاں سے ہے اُس نے کہا: شام سے، میں نے جو پوچھا ہے اُس کا جواب دے!

افسوس مجھ سے سن! حضرت علی علیہ السلام کی مثال موسیٰؑ بن عمران جیسی ہے انہیں تورات ملی انہوں نے گمان کیا کہ مجھے سارا علم مل گیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں خضرؑ سے ملایا انہوں نے ان سے تعلیم لی البتہ موسیٰؑ نے خضر پر حسد نہ کیا جبکہ تم نے علی بن ابی طالبؑ پر حسد کیا۔

وہ بچہ جسے خضر نے قتل کیا انہوں نے اللہ کی رضا کے لئے قتل کیا۔ جس پر موسیٰؑ ناراض ہو گئے، علیؑ نے خارجیوں کو قتل کیا انہوں نے اللہ کی رضا کے لئے قتل

کیا جس پر گمراہ لوگ ناراض ہوئے۔

مجھ سے سن!

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زینب بنت جحش سے شادی کی، ولیمہ دیا لوگ دس دس کر کے آتے رہے آپؐ اُس کے پاس کئی دن رات رہے پھر ام سلمہؑ کے گھر آئے، علیؑ آئے اور دروازے پر کھڑے ہو گئے۔

آپؐ نے فرمایا: دروازے پر ایک شخص ہے جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے۔

اے ام سلمہؑ جاؤ اور اُس کے لئے دروازہ کھولو وہ اُٹھی دروازہ کھولا اور علی بن ابی طالبؑ اندر تشریف لے آئے۔ اور کہا: السلام علیک یا رسول اللہ رحمة الله و بر كاته.

آپؐ نے فرمایا: اے ام سلمہؑ گواہ ہو جا کہ یہ میرا وصی اور اس کے بیٹے میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں اور دنیا و آخرت میں میرے ریحان ہیں۔ گواہ ہو جا کہ یہ میرا خلیفہ ہے، گواہ ہو جا کہ اس کا گوشت میرا گوشت، اس کا خون میرا خون ہے، گواہ ہو جا کہ سب سے پہلے حوض پر میرے پاس علیؑ آئے گا، یہ متقیوں کا امام ہے، یہ دنیا و آخرت میں میرا ولی ہے۔ گواہ ہو جا اے ام سلمہؑ کہ میرے بعد یہ بیعت توڑنے، سخت دل اور خارجیوں سے جنگ کرے گا۔

عبداللہ بن محمد بن ابوذر کی روایت!

مجھے عیسی بن عبداللہ مولی تمیم نے قریش کے شیخ سے خبر دی کہ میں نے

ایک شامی شخص کو دیکھا جس کا چہرہ سیاہ تھا اور وہ اسے چھپائے ہوئے تھا میں نے اُس کا سبب دریافت کیا جو اُس نے کہا: میں نے اللہ کی قسم کھائی ہے کہ جو مجھ سے پوچھے گا اُسے بتاؤں گا۔ میں بہت زیادہ علی بن ابی طالبؑ کے خلاف باتیں کرتا تھا۔ ایک رات سویا ہوا تھا کہ خواب میں ایک شخص آیا اُس نے کہا تو علی بن ابی طالبؑ کی بدگوئی کرتا ہے میں نے کہا: ہاں! اُس نے میرے منہ پر طمانچہ مارا جس سے میرا منہ سیاہ ہو گیا بیدار ہوا تو ایسا ہی تھا جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے۔

دوسری روایت:

بشر بن جنادہ کہتا ہے: حضرت ابوبکر کی خلافت کے زمانے میں میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا اُس کے پاس ایک شخص آیا اور اُس نے کہا: انت خلیفة رسول اللّٰہ (کیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ ہے) اُس نے کہا: ہاں!

اُس نے کہا: آپؐ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ پورا کرو، اُس نے کہا: کیا وعدہ کیا تھا؟ اُس نے کہا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے تین مٹھی کھجوریں دینے کا وعدہ کیا تھا اُس نے صیحانی کھجوریں منگوائیں کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کھجوریں دیا کرتے تھے اُس نے کھجوریں دیں لیکن جتنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مٹھی سے کھجوریں نکلتی تھیں اتنی تعداد میں کھجوریں نہ ملیں تو اُس نے کہا:

فما انت خلیفته

(تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ نہیں ہے۔)

ابوبکر نے سنا تو کہا: اسے ابوالحسنؑ کے پاس لے جاؤ، جب حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے پاس آیا اور انہوں نے تین مٹھی کھجوریں شمار کیں تو اتنی نکلیں جتنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مٹھی سے نکلتی تھیں۔ اُس شخص نے کہا:

اشھد انک خلیفة اللّٰہ و خلیفة رسوله حقا و انھم لیسوا باھل لما جلسوا فیه

(میں گواہی دیتا ہوں کہ تو اللہ اور اُس کے رسولؐ کا حقیقی خلیفہ ہے اور یہ لوگ جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اُس کے اہل نہیں ہیں۔)

حضرت ابوبکر نے سنا تو کہا:

اللہ اور اُس کے رسولؐ نے سچ کہا: شب ہجرت ہم مکہ سے نکل کر مدینہ کی طرف جا رہے تھے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کفی و کف علی فی العدد سواء

(میرا ہاتھ اور علیؑ کا ہاتھ عدد (شمار کرنے میں) برابر ہے۔)

اُس وقت بہت بہت باتیں ہونے لگیں تو حضرت عمر نے آ کر لوگوں کو چپ کرا دیا!

انس بن مالک کی روایت:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اللّٰہ تعالٰی خلقا لاھم من الجن ولا من الانس یلعنون مبغضی علی بن ابی طالب قیل یا رسول اللّٰہ من ھم؟ قال القنابر ینادون فی الشجر علی رؤوس الاشھاد الا لعنة

اللّٰہ علی اعداء علی بن ابی طالب

(اللہ تعالیٰ نے ایک مخلوق پیدا کی ہے جو نہ جنوں میں سے ہے اور نہ ہی انسانوں میں سے ہے وہ علی بن ابی طالبؑ سے بغض رکھنے والوں پر لعنت کرتے ہیں کسی نے پوچھا یا رسول اللہؐ! وہ کون ہیں؟ فرمایا: چنڈوں ہیں جو درختوں میں آوازیں دیتے ہیں، علی ابن ابی طالبؑ کے دشمنوں پر لعنت!)

☆☆☆

منصور کی اہل بیتؑ کی فضیلت میں خبر!

سلیمان اعمش سے مروی ہے:

آدھی رات کے وقت منصور نے مجھے بلایا، میں نے اپنے آپ سے کہا وہ مجھ سے علی بن ابی طالبؑ کے فضائل پوچھے گا۔ میں نے بیان کئے تو وہ مجھے قتل کر دے گا پس میں نے غسل کیا کفن پہنا اور حنوط لگایا۔ وصیت لکھی اور چل پڑا وہاں اُس کے پاس عمرو بن عبید کو پایا تو میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد بجالائی اور اپنے دل میں کہا: اس کے پاس اہل بصرہ سے میرا مددگار اور دوست بیٹھا ہوا ہے، میں نے اُسے سلام کیا اُس نے کہا اے سلیمان میرے نزدیک آؤ، میں اُس کے قریب گیا اور پھر عمرو بن عبید کے پاس گیا اُس نے حنوط کی خوشبو......سونگھی!

منصور نے کہا: اے سلیمان یہ خوشبو کیسی ہے خدا کی قسم اگر تو نے سچ نہ کہا تو تجھے قتل کر دوں گا۔

میں نے کہا: اے امیر المومنین! رات کے وقت آپ کا بلاوا آیا میں نے

سوچا کہ تو مجھ سے علی بن ابی طالبؑ کے فضائل کے بارے میں پوچھے گا میں بتاؤں گا تو مجھے قتل کر دے گا۔ جس کے لئے میں نے غسل کفن اور حنوط کر لیا اور اپنی وصیت بھی لکھ دی۔

منصور ٹیک لگائے بیٹھا تھا سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور کہا: لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم اور کہا: کیا تو مجھے کافر سمجھتا ہے؟

میرا کیا نام ہے؟ میں نے کہا: امیر المومنین! اُس نے کہا: اس وقت میرے اس نام کو چھوڑ! بتاؤ میرا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب!

اُس نے کہا: تو نے سچ کہا ہے! اللہ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میرے ساتھ قرابت کی بنا پر مجھے بتا کہ حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں تیرے پاس کتنی حدیثیں ہیں اور دوسرے تمام فقہاء سے تو نے کیا سنا ہے؟

میں نے کہا: اے امیر المومنین بہت کم...... صرف دس ہزار یا کچھ زیادہ احادیث!

اُس نے کہا: اے سلیمان میں تجھے فضائل علی میں سے ایک حدیث سناتا ہوں، اگر تو قسم دے کہ اس کو کسی شیعہ کے سامنے بیان نہیں کرے گا تو میں تجھے سناتا ہوں میں نے کہا: میں قسم نہیں کھاؤں گا اور کسی کے سامنے بیان بھی نہیں کروں گا۔ اُس نے کہا: سن!

میں بنی مروان سے ڈر کر بھاگا، شہروں میں گردش کرنے لگا، میں نے علی بن ابی طالبؑ کی محبت کے ذریعہ سے لوگوں کا قرب حاصل کیا وہ میرے پاس

آتے، میری تکریم کرتے اور مجھے دیکھتے یہاں تک کہ میں شام میں پہنچ گیا، شام والے لوگ صبح کے وقت مسجدوں میں علیؑ پر لعنتیں کرتے تھے کیونکہ وہ سب خارجی اور معاویہ کے ساتھ تھے میں ظہر کے وقت ایک مسجد میں گیا اور نماز ظہر پڑھی پیش نماز نے سلام پھیرا تو دیوار سے ٹیک لگا کے بیٹھ گیا، مسجد میں موجود لوگ وہاں حاضر تھے۔ میں بھی بیٹھا ہوا تھا۔ پیش نماز کی عزت کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی شخص بول نہیں رہا تھا اتنے میں بچے مسجد میں داخل ہوئے، پیش نماز نے انہیں دیکھا تو کھڑا ہو گیا اور کہا: آؤ، مرحبا اور ان پر مرحبا جن کے ناموں پر نام رکھے گئے ہیں خدا کی قسم میں نے ان کے نام صرف محمدؐ وآل محمدؐ سے محبت کی وجہ سے رکھے ہیں۔ ایک کا نام حسنؑ اور دوسرے کا نام حسینؑ تھا۔ میں نے دل میں سوچا مجھے میری حاجت مل گئی لا حول ولا قوۃ الا باللہ میرے پاس ایک جوان بیٹھا ہوا تھا میں نے اُس سے پوچھا یہ بزرگ کون ہے؟ اور یہ بچے کون ہیں؟

اُس نے کہا: یہ شیخ ان بچوں کا دادا ہے اس شہر میں اس کے علاوہ محب علیؑ اور کوئی نہیں ہے۔ اسی لئے اِس نے ان بچوں کے نام حسن اور حسین رکھے ہیں، میں بہت خوش ہوا اب مجھے لوگوں کا ڈر نہیں تھا، میں شیخ کے پاس گیا اور کہا: کیا آپ کے پاس کوئی حدیث ہے جس سے آپ کی آنکھوں کو قرار آتا ہو؟ اُس نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، اگر تو میری آنکھوں کو قرار دے تو میں بھی تیری آنکھوں کو قرار دوں گا! میں نے کہا: مجھے میرے باپ نے اپنے باپ سے اُس نے میرے دادا سے خبر دی، اُس نے مجھے کہا: تیرا باپ دادا کون ہیں۔ میں سمجھا کہ یہ مجھ سے میرا نسب پوچھ رہا ہے میں نے کہا: میں عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن

عباس ہوں۔ انہوں نے فرمایا: ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے کہ بنت رسولؐ خدا روتی ہوئی آئی، آپؐ نے فرمایا خدا تجھے نہ رولائے کیوں رو رہی ہے۔ انہوں نے عرض کی: بابا جان حسنؑ اور حسینؑ باہر گئے واپس نہیں آئے پتہ نہیں کدھر چلے گئے ہیں، علیؑ پانچ دن سے فصلوں کو پانی لگانے میں لگے ہوئے ہیں اور میں ان دونوں کی بابت ڈر گئی ہوں۔

آپؐ نے فرمایا: ابو بکر جاؤ اور دونوں کو تلاش کرو، اے فلاں تو جا!

اب سلیمان متوجہ ہوا اور کہا: آپؐ ایک ایک کو کہتے رہے یہاں تک کہ ستر آدمی ان کی تلاش میں نکلے اور خالی ہاتھ واپس لوٹ آئے جس کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت دکھ ہوا۔

آپؐ اُٹھے اور مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہوئے اور کہا: خدایا تجھے اپنے خلیل ابراہیمؑ کا واسطہ، اپنے صفی آدمؑ کا واسطہ اگر میری آنکھوں کی ٹھنڈک خشکی، سمندر صحراء، پہاڑ پر ہیں تو ان کی حفاظت کرنا اور انہیں سیدہ نساء العالمینؑ کے پاس واپس لوٹا دے۔ اتنے میں آسمان کا دروازہ کھلا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبرائیلؑ نیچے اترا اور آپؐ کو سلام کیا اور کہا: حق تعالیٰ نے سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ حزن و ملال نہ کرو یہ دونوں بچے دنیا و آخرت میں فاضل ہیں اور جوانان جنت کے سردار ہیں وہ بنی نجار کے باغیچہ میں ہیں اور میں نے ان کی حفاظت پر ایک فرشتے کو مقرر کر دیا ہے وہ بیٹھیں، اٹھیں، سوئیں یا بیدار ہوں وہ حفاظت کرے گا۔ یہ سن کر آپؐ بہت زیادہ خوش ہوئے۔ آپؐ اٹھے اور جبرائیلؑ دائیں طرف چلا دوسرے مسلمان آپؐ کے گرد چلنے لگے۔ بنی نجار کے باغیچہ میں پہنچے

اس مقرر کردہ فرشتے نے آپؐ پر سلام کیا آپؐ نے سلام کا جواب دیا حسنؑ اور حسینؑ گلے میں باہیں ڈالے سوئے ہوئے تھے، فرشتہ ان کے اوپر پر پھیلائے ہوئے تھا ان کے اوپر اونی یا بالوں کی چادر تھی......رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے گھٹنے زمین پر ٹیکے اور بوسہ لینے کے لئے جھکے اور کہا: حبیبی حبیبی دونوں جاگ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسنؑ کو اُٹھالیا اور جبرائیل نے حسینؑ کو اُٹھالیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں سے باہر نکلے...... جو حاضر تھے بات کرنے لگے۔

ابن عباس سے مروی ہے:

آپؐ جب بھی اپنے کندھوں پر سوار حسنؑ اور حسینؑ کو چومتے تو کہتے جو تم سے محبت کرتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے جو تم سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے۔ حضرت ابوبکر نے کہا: یا رسول اللہؐ دیجئے میں ان میں سے کسی ایک کو اُٹھالوں تو آپؐ نے فرمایا: کتنا اچھا اُٹھانے والا ہے اور کتنے اچھے اُٹھائے جانے والے ہیں۔ سوار اور ان کا باپ، ان کی ماں اچھے ہیں، ان سے محبت رکھنے والے کتنے اچھے ہیں جب باہر نکلے راستہ پر آئے اور حضرت عمر سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا: میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، آپؐ چلتے رہے یہاں تک کہ مسجد میں داخل ہوگئے اور فرمایا: خدا کی قسم! آج میرے بیٹے آئے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں شرف بخشا ہے پھر فرمایا بلال اعلان کردو! آپؐ نے فرمایا:

اے مسلمانو! اپنے نبیؐ سے جو سنو دوسروں تک پہنچاؤ۔ اے لوگو! آج میں تمہیں اُس شخص کے بارے میں خبر دیتا ہوں جو سب لوگوں سے نانی، نانے کے

اعتبار سے بہتر ہے لوگوں نے کہا: ہاں یا رسولؐ اللہ!

آپؐ نے فرمایا: حسنؑ اور حسینؑ۔ ان کے نانا محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور نانی خدیجہؑ بنت خویلد ہے جو جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔

اے لوگو! میں تمہیں اُس شخص کے بارے میں خبر دیتا ہوں جو سب لوگوں سے ماں باپ کے اعتبار سے بہتر ہے۔

لوگوں نے کہا: ہاں یا رسول اللہؐ!

آپؐ نے فرمایا: حسنؑ اور حسینؑ۔ ان کا باپ علی بن ابی طالبؑ اور ماں فاطمہؑ بنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے ان کا باپ ان سے بہتر ہے جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اللہ اور اس کا رسول اُس سے محبت کرتے ہیں، جو سید العابدینؑ اور سید الاوصیاء ہے۔

اے لوگو! میں تمہیں اُس شخص کے بارے میں خبر دیتا ہوں جو سب لوگوں سے چچا اور پھوپھی کے اعتبار سے بہتر ہے۔

لوگوں نے کہا: ہاں یا رسول اللہؐ!

آپؐ نے فرمایا: حسنؑ اور حسینؑ! ان کا چچا جعفر طیارؑ ہے جو فرشتوں کے ساتھ جنت میں پرواز کرتا ہے اور اُس کے پر دُر اور یاقوت کے ہیں، ان کی پھوپھی ام ہانی بنت ابو طالبؑ ہے۔

اے لوگو! میں تمہیں اُس شخص کے بارے میں خبر دیتا ہوں جو سب لوگوں سے ماموں اور خالہ کے اعتبار سے بہتر ہیں۔

انہوں نے کہا: ہاں یا رسول اللہؐ!

آپؐ نے فرمایا: حسنؑ اور حسینؑ! ان کا ماموں قاسمؑ بن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خالہ زینبؑ ہے۔ (جو رسول خدا کی لے پالک ہے۔)

آپؐ نے فرمایا: خدایا تو جانتا ہے کہ حسنؑ اور حسینؑ جنتی ہیں ان کے نانا نانی جنتی ہیں۔ ان کے باپ اور ان کی ماں جنتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بزرگی دی اور تورات میں ان کا نام شبّر و شبیر لکھا ہے دونوں دنیا و آخرت میں میرے نواسے اور ریحان ہیں!

منصور کہتا ہے: جب شیخ نے میرا یہ کلام سنا تو اُس نے مجھے خلعت پہنائی جسے میں نے سو دینار میں فروخت کیا اس کے بعد اُس نے مجھے کہا کیا میں تجھے اپنے دو بھائیوں کے بارے میں بتاؤں جو اسی شہر میں رہتے ہیں ان میں سے ایک مؤذن تھا جو ہر روز ہزار مرتبہ علیؑ پر لعنت کرتا تھا اور جمعہ کے دن چار ہزار دفعہ لعنت کرتا تھا اللہ تعالیٰ نے اُس سے نعمت چھین لی اور وہ سوال کرنے والوں کے لئے عبرت کی نشانی بن گیا وہ اب اُسے دوست رکھتا ہے اور ایک میرا بھائی ہے جو علیؑ کو دوست رکھتا ہے اب سے نہیں بلکہ جب سے دنیا میں آیا ہے اُٹھو اور جا کر اُسے ملو، میں اس کے دروازے پر آیا وہاں ایک جوان آیا جب اُس نے مجھے دیکھا اور میرے خچر کو دیکھا تو کہا: خدا کی قسم یہ لباس تجھے ابو فلاں نے دیا ہے اور تو اللہ، رسولؐ سے محبت رکھنے والا شخص ہے تو نے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائی ہے ہم تیری آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائیں گے۔

اے سلیمان! خدا! کی قسم! میں اس حدیث سے بہت مانوس ہوں جسے میں نے سنا ہے اور تو نے سنا ہے!

پھر میں نے کہا: مجھے میرے باپ اُسے اُس کے باپ نے اُسے اُس کے باپ نے خبر دی: ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ بنت نبیؐ روتی ہوئی آئیں انہوں نے حسنؑ کو اُٹھایا ہوا تھا، آپؐ نے پوچھا: کیوں رو رہی ہے اللہ تجھے کبھی نہ رولائے۔

پھر اُن کے ہاتھ سے حسنؑ کو لے لیا۔ بی بیؑ نے کہا: بابا جان قریش کی عورتیں کہتی ہیں کے تیرے باپ نے تیری شادی ایک فقیر شخص کے ساتھ کر دی ہے جس کے پاس کچھ مال نہیں ہے، آپؐ نے فرمایا: میری لخت جگرؑ! میں نے تیری شادی نہیں کی، تیری شادی اللہ تعالیٰ نے آسمان پر کی جب کہ گواہ جبرائیل سلام اللہ علیہا میکائیلؑ اور اسرافیلؑ ہیں جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر نگاہ کی تو تیرے باپ کو چن کر نبیؐ بنا دیا پھر زمین پر نگاہ کی تو تیرے شوہر کو چن کر وصی بنایا پھر سات آسمان کے اوپر تیری اُس سے شادی کر دی۔ مجھے حکم دیا کہ تیری اُس سے شادی کروں اور اُسے اپنا وصیؑ اور وزیر بناؤں پس علیؑ دل کے اعتبار سے سب سے بہادر ہے۔ علم کے اعتبار سے سب سے زیادہ علم رکھتا ہے، حلم کے اعتبار سے سب سے زیادہ حلیم ہے، فیصلے کے اعتبار سے سب سے زیادہ فیصلہ کرنے والا ہے۔ سب سے پہلے ایمان لے آیا، سخی ہے، اس کا اخلاق بہت اچھا ہے۔ اے فاطمہؑ میں لواالحمد اور جنت کی چابیاں لوں گا اور علیؑ کو دے دوں گا آدمؑ اور اُس کے علاوہ سب انبیاء اور لوگ اُس کے جھنڈے تلے ہوں گے۔ اے بیٹیؑ کل حوض کوثر پر علیؑ ہو گا جو میری امت کے لوگوں کو پانی پلائے گا۔ اے بیٹیؑ تیرے بیٹے حسنؑ اور حسینؑ جوانان جنت کے سردار ہیں ان کا نام تورات میں

موسیٰؑ بن عمران کے ساتھ ہے کیونکہ انہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقام حاصل ہے!

اے بیٹیؑ! تیرا باپ جنت کا حُلّہ (لباس) پہنے گا اور لواء الحمد میرے ہاتھ میں ہوگا، میری امت میرے جھنڈے تلے ہوگی میں وہ جھنڈا علیؑ کو دے دوں گا کیونکہ اُسے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقام حاصل ہے ایک منادی ندا دے گا۔ اے محمدؐ! بہترین دادا تیرا دادا ہے اور بہترین بھائی تیرا بھائی ہے پس دادا ابراہیمؑ اور بھائی علی بن بی طالبؑ ہے! جب رب العالمین مجھے پکارے گا تو علیؑ کو بھی پکارے گا، جب مجھے زندہ کرے گا تو علیؑ کو بھی زندہ کرے گا جب میری شفاعت قبول کرے گا تو علیؑ کی شفاعت کو بھی قبول کرے گا وہ میرا مددگار ہے جنت کی چابیاں اُٹھانے میں میری امداد کرے گا اے فاطمہؑ اُٹھو! کل قیامت کے دن علیؑ اور اُس کے شیعہ ہی کامیاب ہوں گے۔

سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے آنے کی خبر!

سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا بیٹھی ہوئی تھی کہ ان کے والد بزرگوار رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور بیٹی کے پاس بیٹھ گئے اور آپؐ نے فرمایا: تو غمگین کیوں ہے؟ بی بی نے کہا: میرے ماں باپ قربان یا رسول اللہ! کیسے گریہ نہ کروں اور غم نہ کرو حالانکہ آپ ہم سے جدا ہو رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: لختِ جگر گریہ مت کرو اور غم نہ کھاؤ، یہ جدائی ضروری ہے یہ سن کر بی بی کا رونا بڑھ گیا اور کہا: بابا کہاں ملاقات ہوگی۔ تیری مجھ سے تل الحمد پر ملاقات ہوگی جہاں میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔ بی بیؑ نے کہا: بابا اگر وہاں ملاقات نہ

ہوئی تو؟ آپؑ نے فرمایا صراط کے پاس ملاقات ہوگی جہاں جبرائیلؑ میری طرف دائیں اور میکائیلؑ بائیں طرف ہوگا اور اسرافیلؑ نے مہار پکڑی ہوئی ہوگی، فرشتے میرے پیچھے ہوں گے اور میں اپنی امت کو آواز دوں گا تو ان کا حساب آسان ہوجائے گا۔

پھر میں اپنی امت کے دائیں بائیں دیکھوں گا اُس دن لوگ اپنی فکر میں مگن ہوں گے اور کہیں گے یارب نفسی نفسی (خدایا میری جان میری جان!) اور میں کہوں گا یارب امتی امتی (خدایا میری امت میری امت!)

سب سے پہلے مجھے تو، علیؑ، حسنؑ، حسینؑ ملیں گے، ارشاد خداوند ہوگا یا محمدؐ! اگر تیری امت کے لوگ میرے پاس پہاڑوں کے برابر گناہ لے آئیں گے تو میں ان کو معاف کر دوں گا بشرطیکہ انہوں نے کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرایا ہو اور میرے دشمن سے دوستی اختیار نہ کی ہوگی!

جب جوان نے مجھ سے یہ سنا تو دس ہزار درہم اور تیس کپڑے دیئے!

پھر مجھے کہا: تو کہاں سے ہے؟ میں نے کہا: میں کوفہ سے ہوں، عربی ہے یا غلام ہے، میں نے کہا: عربی ہوں اُس نے کہا: تو نے میری آنکھوں کو ٹھنڈک بخشی ہے میں بھی تیری آنکھوں کو ٹھنڈک بخشوں گا۔ اُس نے کہا: کل میرے پاس مسجد میں آنا جب اُس نے مجھے دیکھا تو میرا استقبال کیا اور کہا ابو فلاں نے تجھے کیا دیا تھا میں نے کہا: فلاں فلاں شے اُس نے کہا: اللہ تعالیٰ اُسے جزائے خیر دے! ہمیں اور اُسے جنت میں جمع کرے۔ اے سلیمان جب میں خچر پر سوار ہوا اور راستے پر چلا جو اُس نے بتایا تھا تھوڑا سا چلا تھا کہ راستے پر اس کا باغ آ

گیا۔ مجھے مسجد سے اقامت کی آواز سنائی دی میں نے کہا: میں ان کے ساتھ نماز پڑھونگا۔ میں خچر سے اترا اور مسجد میں چلا گیا۔ وہاں میں نے اپنے دوست کے قد کا آدمی دیکھا میں اُس کے دائیں طرف گیا، جب ہم رکوع وسجود میں گئے تو اُس کے سر سے عمامہ گر گیا میں نے اُس کے چہرے کی طرف دیکھا اس کا چہرہ اور سر خنزیر والا تھا اب مجھے بھول گیا اور پتہ نہیں تھا کہ میں نے نماز میں پڑھا کیا ہے نماز میں اُس کے بارے میں سوچتا رہا۔ امام نے سلام کیا تو اُس شخص نے میری طرف دیکھا اور اُس نے کہا: کیا تو ہی کل میرے بھائی کے پاس آیا تھا اور اُس نے تجھے یہ کہا تھا۔ میں نے کہا: ہاں!

اُس نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے کھڑا کر دیا جب ہم نے مسجد والے لوگوں کو دیکھا کہ وہ ہمارے پیچھے آرہے ہیں اُس نے اپنے غلام سے کہا دروازہ بند کر دے اور کسی کو اندر نہ آنے دینا پھر اپنی قمیض پر ہاتھ مارا اور اُسے اتار دیا اس کا جسم بھی خنزیر کی طرح تھا، میں نے کہا: اے میرے بھائی! یہ کیا ہے جو تجھ سے نظر آرہا ہے اُس نے کہا: میں مؤذن تھا، میں روزانہ اذان اور اقامت کے درمیان ہزار مرتبہ علیؑ پر لعنت کرتا تھا ایک دن میں مسجد سے نکلا اور اپنے گھر کے اندر داخل ہوا۔ اور جمعہ کے دن چار ہزار دفعہ لعنت کرتا تھا، میں یہاں بیٹھا ہوا تھا مجھے نیند آ گئی میں نے خواب میں دیکھا، جنت سامنے ہے وہاں علیؑ ٹیک لگائے کھڑا ہے حسنؑ اور حسینؑ بھی ٹیک لگائے کھڑے ہیں۔ خوش وخرم ہیں ان کے نیچے نور کے مصلے ہیں، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں ان کے سامنے حسنؑ وحسینؑ ہیں، حسنؑ کے ہاتھ میں جام ہے، آپؐ نے اُس سے پانی مانگا اور پانی پیا۔ حسینؑ

نے کہا اپنے باپ کو پانی پلا اُس نے پیا پھر کہا اپنے بھائی حسنؑ کو پانی پلا اُس نے پانی پلایا پھر کہا ان لوگوں کو پانی پلا انہوں نے پیا پھر کہا جو وہاں کھڑا ہے اُسے پانی پلا۔ علیؑ نے مجھ سے منہ پھیر لیا اور حسینؑ نے فرمایا: نانا جان اسے کیسے پانی پلاؤں۔ علیؑ نے مجھ سے منہ پھیر لیا اور حسینؑ نے فرمایا: نانا جان اسے کیسے پانی پلاؤں یہ تو میرے بابا پر روزانہ ہزار بار لعنت کرتا ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے کہا تجھ پر لعنت ہو کیا تو علیؑ پر لعنت کرتا ہے اور علیؑ پر سبّ وشتم کرتا ہے خدا تجھ پر سبّ وشتم کرے۔ تو میرے بیٹے حسنؑ اور حسینؑ پر سبّ وشتم کرتا ہے پھر آپؐ نے میری طرف تھوکا جو میرے چہرے اور جسم پر پڑی، میں بیدار ہو گیا میں نے تھوک والے حصوں کو دیکھا تو وہ مسخ ہو چکے تھے جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے اور میں سوال کرنے والوں کے لئے عبرت کی علامت بن گیا پھر اُس نے مجھے کہا: اے سلیمان کیا تو نے اس حدیث سے بھی عجیب علیؑ کی فضلیت سنی ہے۔

منصور نے کہا: اے سلیمان!

حب علی ایمان و بغضه نفاق فلا یحب علیا الا مومن ولا یبغضه الا کافر

(علیؑ) کی محبت ایمان اور بغض نفاق ہے پس علیؑ سے مومن کے علاوہ کوئی محبت نہیں کرے گا اور کافر کے علاوہ کوئی بغض نہیں رکھے گا۔)

میں نے کہا: یا امیر المومنین! الامان الامان۔

اُس نے کہا: تیرے لئے امان ہے۔

میں نے کہا: اے امیر المومنینؑ جن لوگوں نے انہیں قتل کر دیا ان کا کیا ہو گا؟

اُس نے کہا: جہنم اس میں کوئی شک نہیں ہے!

میں نے کہا: جنہوں نے ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد کو قتل کیا ان کا کیا ہوگا؟

یہ سن کر اُس نے سر جھکا دیا!

سلیمان کہتا ہے:

بے شک ملک بانجھ ہے لیکن تو نے مجھے فضائل علی بن ابی طالبؑ کی خبر دی جو چاہا...... میں نے کہا: جو اس کی اولاد کو قتل کرے وہ جہنم میں ہے عمرو بن عبید نے کہا: اے سلیمان تو نے سچ کہا۔ ویل پھر ویل اُس کے لئے جو اس کی اولاد کو قتل کرتا ہے۔ منصور نے کہا: اے عمرو میں اس پر گواہ ہوں کہ وہ جہنم میں جائے گا اُس نے کہا: مجھے شیخ صدوق یعنی حسن بن انس نے خبر دی کہ جو اولاد علیؑ کو قتل کرے وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکتا۔ سلیمان کہتا ہے کہ میں نے منصور کو دیکھا اُس نے اپنا چہرہ جھکا دیا! اور ہم باہر نکل آئے۔ ابو جعفر نے کہا: اگر عمرو کا مقام نہ ہوتا تو سلیمان باہر نہ نکل سکتا مگر یہ کہ اُسے قتل کر دیا جاتا!

امام فخر الدین طبری سے مروی ہے:

جابر بن عبداللہ انصاری سے مروی ہے کہ ہم مدینہ میں مسجد نبویؐ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک صحابی نے جنت کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے نور کا جھنڈا خلق کیا ہے جس کا ستون زبرجد کا ہے اللہ تعالیٰ

نے آسمان کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا جس پر لکھا ہوا ہے:

لا اله الا الله محمد رسول الله و آل محمد خير البرية

اے علیؑ تو سب میں صاحب عزت ہوگا اب علیؑ نے کہا۔ الحمد للہ الذی دانا لهذا واكرمنا بک وشرفنا بک (حمد ہے اللہ کی جس نے ہمیں اس کی ہدایت کی اور آپ کے ذریعہ سے عزت بخشی اور شرف بخشا۔)

آپؐ نے فرمایا: یا علیؑ! کیا تو جانتا ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہماری محبت کو رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے ہمارے ساتھ سکونت دے گا اور یہ آیت تلاوت کی:

فی مقعد صدق عند مليک مقتدر

(صداقت کے مقام میں مقتدر بادشاہ کے پاس ہوں گے۔)

ابن عباس سے مروی ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کے ضمن میں فرمایا: **انما انت منذر و لكل قوم هاد** ۔ (تو ڈرانے والا ہے اور ہر قوم کے لئے ہادی ہے۔) میں ڈرانے والا ہوں اور علیؑ ہادی ہے!

☆☆☆

حضرت علی علیہ السلام کے لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت کا حضرت عمر نے اعتراف کیا!

قاضی کبیر سے مروی ہے:

ابو عبد اللہ محمد بن علی بن مغازلی نے حارثہ بن زید سے روایت کی ہے۔
حضرت عمر کے دور میں...... ان کے ساتھ حج پر تھا میں نے اُسے یہ کہتے ہوئے سنا: خدایا تو جانتا ہے کہ مجھے تیرے نبی سے محبت ہے اور تو میرے رازوں پر اطلاع رکھتا ہے۔ جب اُس نے مجھے دیکھا تو خاموش ہو گیا اور میں نے اس کی بات کو یاد کر لیا!

صبح ختم ہوئی اور میں مدینہ منورہ واپس آ گیا۔ میں تنہائی میں ملاقات کرنا چاہتا تھا، ایک دن میں نے اُسے اکیلے دیکھا تو میں نے کہا: اے امیر المومنین وہ ذات تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے جو میں پوچھنا چاہتا ہوں اُن کے بارے میں آپ مجھے خبر دیں؟ اُس نے کہا: جو پوچھنا ہے پوچھ لے۔

میں نے کہا: میں نے فلاں فلاں دن آپ کو یہ کہتے ہوئے دیکھا ہے۔ وہ کہتا ہے گویا میں نے اُسے پتھر مار دیا ہو۔ میں نے کہا غصہ نہ ہوں، وہ ذات جس نے مجھے جاہلیت سے نکالا اور اسلام میں داخل کیا میں نے تو صرف خداوند کے تقرب کی خاطر یہ سوال کیا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر ہنس پڑے۔

اور کہا: اے حارثہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا درد سخت ہوا تو

ہیں ان کے پاس گیا میں دوست رکھتا تھا کہ آپؐ سے علیحدگی میں ملوں اُس وقت آپ کے پاس علی بن ابی طالبؑ اور فضل بن عباس بیٹھے ہوئے تھے میں بیٹھ گیا ابن عباس اٹھا اور چلا گیا اب میں اور علیؑ وہاں رہ گئے، آپؐ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تو مجھ سے پوچھنے آیا ہے کہ اب امر (ولایت) کس کی طرف جائے گا؟ میں نے عرض کی ہاں یارسول اللہؐ!

آپؐ نے فرمایا: یا عمر!

هذا وصيي و خليفتي من بعدي و خازن سري فمن اطاعه فقد اطاعني و من عصاه فقد عصاني و من عصاني فقد عصى الله! ومن تقدم عليه فقد كذب بنبوتي ثم ادنا و قبل ما بين عينيه و اخذه و ضمه على صدره ثم قال الله وليك، الله ناصرك والى الله من والاك و عادى الله من عاداك انت وصيي و خليفتي من بعدي في امتي!

(یہ میرا وصی میرے بعد میرا خلیفہ ہے، میرے راز کا خازن ہے جو اُس کی اطاعت کرے گا وہ میری اطاعت کرے گا اور جو اس کی نافرمانی کرے گا وہ میری نافرمانی کرے گا اور جو میری نافرمانی کرے گا وہ اللہ کی نافرمانی کرے گا۔ جو اس کے آگے بڑھے گا وہ میری نبوت کو جھٹلائے گا۔ پھر آپؐ نے علیؑ کو اپنے قریب کیا اور آنکھوں کے درمیان چوما اور انہیں پکڑ کر سینے پر لٹایا اور فرمایا: اللہ تیرا سرپرست، اللہ تیرا مددگار! اللہ اسے دوست رکھے جو تجھے دوست رکھے۔ اللہ اُسے دشمن رکھے جو تجھے دشمن رکھے۔ تو میرا وصی اور میرے بعد میرا خلیفہ ہے پھر

آپؐ کے گریہ کی آواز بلند ہوئی آپؐ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں یہاں تک کہ آپؐ کے رخساروں پر اور علیؑ کے رخساروں پر آنسو گرنے لگے۔ پس وہ ذات کہ جس نے مجھ پر سلام کے ذریعہ سے احسان کیا اُس وقت میری آرزو تھی کہ اس کی جگہ پر زمین پر میں ہوتا! پھر آپؐ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے عمر! جب بیعت توڑنے والے بیعت توڑیں گے۔ سنگدل سنگدلی کریں گے اور خارجی خروج کریں گے تو یہ میری جگہ پر کھڑا ہوگا، قیام کرے گا اور اللہ تعالیٰ اسے کامیابی عطا کرے گا اور وہ بہترین فتح دینے والا ہے۔

راوی کہتا ہے۔ یہ سن کر مجھے غصہ آ گیا اور میں نے کہا: یا عمر! تم اُس سے آگے کیوں بڑھ گئے حالانکہ تم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہوا تھا۔ اُس نے کہا: اے حارثہ یہ ہونا تھا ہو گیا، میں نے کہا: اللہ کی طرف سے ہوا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہوا یا علیؑ کی طرف سے ہوا۔

حضرت عمر نے کہا: نہیں! بلکہ ملک بانجھ ہے و الحق لا بن ابی طالب دوننا۔

(حق علی بن ابی طالبؑ کا ہے...... ہمارا نہیں ہے!)

ابن عباس سے مروی ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ کے ہاتھ کو پکڑا اور دونوں نے چار رکعت نماز ادا کی سلام کے بعد آپؐ نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کئے اور فرمایا: خدایا موسیٰؑ بن عمران نے تجھ سے سوال کیا کہ اُس کے سینہ کو کھول دے، اُس کے امر کو آسان کر اور زبان کی گرہ کو کھول دے تا کہ لوگ اُس کی بات کو سمجھ سکیں۔

اُس کے اہل بیتؑ سے وصی کو قرار دے جس سے اس کی کمر مضبوط ہو جائے!

میں محمدؐ! تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرے سینہ کو کھول دے۔ میرے امر کو آسان کر اور زبان کی گرہ کو کھول دے تا کہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں میرے اہل بیتؑ سے میرے بھائی کو میرا وصی قرار دے جس سے میری کمر مضبوط ہو اور اُسے میرے امر میں شریک قرار دے! ابن عباس کہتا ہے: میں نے منادی سے سنا اُس نے کہا: اے محمدؐ! تیرا سوال قبول ہو گیا ہے، آپؐ نے فرمایا: اے ابوالحسنؑ ہاتھ بلند کر کے دعا کر، اور کہا: خدایا میرے لئے اپنے پاس معھود عہد کو قرار دے۔ میرے لئے اپنے نزدیک محبت قرار دے۔ دعا کے بعد جبرائیلؑ آیا اور کہا:

اے محمدؐ! پڑھ:

ان الذین امنوا عملوا الصالحات سیجعل لھھم الرحمن وداO

(بے شک جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کئے اللہ تعالیٰ ان کے لئے محبت کو قرار دیتا ہے۔)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کو تلاوت کیا۔ صحابہ حیران ہو گئے اور دوسرے لوگ بھی کہ کتنی جلدی ان کی دعا مستجاب ہوئی ہے۔

آپؐ نے فرمایا: کیا تم تعجب کر رہے ہو جان لو کہ قرآن مجید کے چار حصوں میں ایک حصہ ہم اہل بیتؑ کے بارے میں ہے ایک حصہ قصے ہیں اور مثالیں ہیں، ایک حصہ فرائض اور ڈرانے کے بارے میں ہے اور ایک حصہ احکام ہیں۔ خدا کی قسم! علیؑ کے بارے میں قرآن کریم نازل ہوا۔

آیات قرآن کی تفسیر میں اخبار!

امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! ابھی اِس دروازہ سے جو شخص داخل ہوگا وہ جنتی ہوگا اُس سے جس چیز کے بارے میں چاہو سوال کر سکتے ہو۔ لوگ دروازے کی طرف دیکھنے لگے اتنے میں ایک لمبا شخص داخل ہوا اُس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا اور بیٹھ گیا پھر کہا: یارسول اللہؐ میں نے سنا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

واعتصموا بحبل اللّٰہ و لا تفرقوا

(اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ ڈالو۔)

وہ حبل کونسی ہے جس کو مضبوطی سے پکڑ لینے کے بارے میں کہا گیا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ دیر کے لئے سر جھکایا پھر سر بلند کر کے اپنے دست مبارک سے امیر المومنین علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: یہ حبل اللہ ہے جو اس سے تمسک کرے گا نجات پا جائے گا کیونکہ وہ اپنی دنیا میں معصوم ہے اور آخرت میں گمراہ نہ ہوگا۔ وہ آدمی امیر المومنینؑ کی طرف بڑھا اور پیچھے سے علیؑ کو پکڑا اور کہا: میں نے حبل اللہ، حبل رسول کو پکڑ لیا ہے، یہ امیر المومنینؑ ہے۔ وہ اُٹھا اور چلا گیا، لوگوں میں سے ایک شخص اٹھا اور اُس نے عرض کی: یارسول اللہؐ! میں اُس کے پیچھے جا کر استغفار کی دُعا کرواؤں آپؐ نے فرمایا ملتا ہے تو چلے جاؤ، وہ کہتا ہے میں اُس کے ساتھ مل گیا اور اُس سے دعائے

مغفرت کی استدعا کی اُس نے کہا: کیا تو نے سنا کہ آپؑ نے کیا فرمایا اور میں نے کہا کیا؟ میں نے کہا ہاں! اُس نے کہا اگر اس حبل اللہ سے تمسک رکھو گے تو مغفرت ہوگی ورنہ نہیں۔ وہ کہتا ہے میں واپس ہوا اور آپؑ سے اُس شخص کے بارے میں پوچھا کہ وہ کون تھا؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ابوالعباس حضرت خضر علیہ السلام تھے!

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تو اِس پر خوش نہیں ہے کہ جب قیامت کے دن لوگ ایک میدان میں جمع ہوں گے سر ننگے، پیر ننگے، پیاس ان کی گردنوں کو توڑ رہی ہوگی سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلایا جائے گا انہیں دو سفید کپڑے پہنائے جائیں گے پھر وہ عرش کے دائیں طرف کھڑے ہوں گے پھر میرے لئے جنت کی طرف...... صفاء اور بصرہ تک گھاٹی بن جائے گی اس میں ستاروں کی تعداد کے برابر چاندی کے جام ہوں گے میں پانی پیئونگا۔ وضو کرونگا پھر مجھے دو سفید کپڑے پہنائے جائیں گے اور میں عرش کے دائیں طرف کھڑا ہو جاؤنگا۔ پھر تجھے بلایا جائے گا تو پانی پیئے گا وضو کرے گا دو سفید کپڑے پہنے گا خیر کی طرف صرف تو بلائے گا اور جب کسی کی سفارش کرے گا تو قبول ہوگی!

حضرت علی علیہ السلام کے فضائل:

سلمان، مقداد بن اسعد کندی، عمار بن یاسر عنسی، ابوذر غفاری، حذیفہ بن

یمان، ابوالہیثم بن تیہان، خزیمہ بن ثابت ذوالشھادتین، ابوطفیل عامر بن وائلہ سے مروی ہے: یہ سب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور بیٹھ گئے ان کے چہروں سے حزن وملال ظاہر ہورہا تھا۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہؐ! ہمارا مال، اولاد، جان، باپ، ماں آپؐ پر قربان! ہم نے آپؐ کے بھائی علیؑ کے بارے میں سنا جس سے غمگین ہوئے، آپؐ کہیں تو ان کو جواب دیں جن سے سنا ہے...... آپؐ نے فرمایا: انہوں نے کیا کہا ہے۔ انہوں نے کہا: وہ کہتے ہیں کہ علیؑ کے سب سے پہلے اسلام لانے میں کوئی فضیلت نہیں ہے اس لئے کہ وہ اُس وقت بچے تھے، جس سے ہمیں دکھ ہوا ہے!

آپؐ نے فرمایا: اس سے تمہیں دکھ ہوا ہے! انہوں نے کہا: جی! یارسول اللہؐ! آپؐ نے فرمایا: تمہیں خدا کی قسم! کیا جانتے ہو کہ گزشتہ کتابوں میں ہے کہ ابراہیمؑ خلیل اللہ کا باپ چلا گیا اُس وقت وہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھے اُن کی ماں نمرود بن کنعان کی بابت ڈر گئی کیونکہ وہ بچوں کو قتل کر دیتا تھا اور حاملہ عورتوں کے پیٹ پھاڑ دیتا تھا انہوں نے نہر کے کنارے خرزان نامی جگہ پر غروب آفتاب سے رات کے وقت میں انہیں جنم دیا جب پیدا ہوئے تو زمین پر کھڑے ہو گئے اپنے چہرے اور سر پر ہاتھ پھیرا۔ اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دینے لگے۔ پھر کپڑے کو پکڑا اور اوپر ڈال لیا وہ جو کہہ رہے تھے ماں سن رہی تھی وہ بہت ڈرسی گئی وہ ماں کے ہاتھ سے دوڑے آسمان کی طرف نگاہ گھمائی اور ستاروں کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتقدیس کی اور کہا:

سبحان الملک القدوس

اے اللہ تعالیٰ نے یوں بیان کیا کہ اسی طرح ہم نے ابراہیمؑ کو ملکوت سماویہ وارضیہ دیکھائے۔

جانتے ہو کہ موسیٰؑ بن عمران فرعون کے قریب تھے اور وہ ان کی تلاش میں تھا وہ ان کی وجہ سے حاملہ عورتوں کے پیٹ پھاڑ دیتا تھا جب ان کی ماں نے انہیں جنم دیا تو ڈر گئی اس نے انہیں نیچے دبایا اور تابوت میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا انہوں نے اپنی ماں سے کہا: مجھے دریا میں ڈال دے وہ بیٹے کی بات سن کر ڈر گئی اور کہا: مجھے ڈر ہے کہ کہیں غرق نہ ہو جائے۔ انہوں نے کہا: خوف وملال نہ کر بے شک اللہ تعالیٰ مجھے تیرے پاس واپس لوٹا دے گا پھر اُس نے انہیں دریا میں ڈال دیا وہ دریا میں رہے نہ کھاتے تھے اور نہ پیتے تھے یہاں تک کہ ماں کے پاس واپس لوٹ آئے۔ ایک قول کے مطابق ستر دن اسی حالت میں رہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی! جب تیری بہن ساتھ ساتھ چلی اور کہا: میں تمہیں ایک دائی کی بات بتاتی ہوں جو اس کی کفالت کرے گی۔

عیسیٰؑ بن مریم نے پیدا ہونے کے بعد ماں سے کلام کی اس کی داستان مشہور ہے۔ ماں کو آواز دی اور کہا: ڈرو نہیں...... جس دن پیدا ہوا، جس دن مروں گا اور جس دن زندہ اُٹھایا جاؤں گا اس پر سلام!

تم جانتے ہو کہ میں افضل الانبیاء ہوں، میں اور علیؑ ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں ہمارا نور ہمارے آباؤ اجداد کے صلبوں اور ماؤں کے ارحام سے تسبیح سنتے تھے یہاں تک کہ صلب عبدالمطلبؑ میں آئے یہاں یہ نور دو حصوں میں تقسیم ہو گیا نصف عبداللہؑ کی طرف اور نصف میرے چچا ابو طالبؑ کی طرف منتقل ہو گیا

وہ جب لوگوں کے درمیان بیٹھتے تو ہمارا نور ان دونوں بھائیوں کے چہروں میں چھلکتا تھا یہاں تک کہ درندے اور حشرات الارض ہمارے نور کی وجہ سے ان دونوں پر سلام کہتے۔ یہاں تک کہ ہم دنیا میں آئے جب میرا چچا زاد بھائی علیؑ خانہ کعبہ میں آیا تو میرے پاس جبرائیلؑ آیا اور عرض کی:

یا محمدؐ! آپ کے پروردگار نے سلام بھیجا ہے اور کہا ہے: اب تیری نبوت کے ظاہر کرنے کا وقت ہو گیا ہے اور تیری وحی کے اعلان کا وقت ہو گیا ہے اور رسالتؐ کے بیان کرنے کا وقت ہو گیا ہے، کیونکہ اللہ تیری مدد کرے گا تیرے بھائی، تیرے خلیفہ اور تیرے بعد وزیر کی وجہ سے تیری مدد کرے گا۔ اس سے تیری کمر مضبوط ہو گی۔ اپنے بھائی کے پاس جاؤ اور دائیں ہاتھ سے استقبال کرو۔ کیونکہ وہ اصحاب یمین سے ہے اُس کے شیعہ سفید پیشانی والے ہیں!

میں کھڑا ہوا میں عورتوں میں اپنی ماں کو تلاش کرنے لگا ان کے اردگرد دائیاں تھیں اتنے میں جبرائیلؑ میرے اور عورتوں کے درمیان حائل ہو گیا اتنے میں وہ آئی جس نے جنم دیا میں نے وہ کچھ کہا جس کا جبرائیلؑ نے مجھے کہا تھا میں نے اپنا دایاں ہاتھ اپنی ماں کی طرف بڑھایا انہوں نے علیؑ کو میرے ہاتھوں پر رکھا اس کے دائیں اور بائیں کان میں اذان و اقامت دی اور اس نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دی میری رسالتؐ کی گواہی دی اور میری طرف متوجہ ہوا اور کہا:

السلام علیک یا رسول اللہؐ!

میں نے کہا: بھائی کچھ سناؤ؟ مجھے اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت

میں میری جان ہے، علیؑ نے سب سے پہلے وہ صحیفہ سنایا جو حضرت آدم علیہ السلام پر نازل ہوا تھا...... اگر آدم موجود ہوتے تو اقرار کرتے کہ اس نے مجھ سے بھی زیادہ یاد کیا ہوا ہے۔

اس کے بعد علیؑ نے وہ صحیفہ سنایا جو حضرت نوح علیہ السلام پر نازل ہوا تھا پھر وہ صحیفہ سنایا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔ پھر علیؑ نے تورات سنائی۔ اگر موسیٰ موجود ہوتے تو کہتے کہ یہ مجھ سے زیادہ یاد کئے ہوئے ہے۔ پھر انجیل سنائی...... اگر عیسیٰؑ موجود ہوتے تو اقرار کرتے کہ اس نے مجھ سے بھی زیادہ یاد کی ہوئی ہے۔ پھر قرآن مجید کی تلاوت کی جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل کیا ہے...... قرآن مجید کو اوّل سے آخر تک سنایا پھر مجھ سے باتیں کیں اور میں نے اس سے باتیں کیں ایسی باتیں جیسی انبیاءؑ کرتے ہیں پھر عہد طفولیت کی طرف لوٹ گیا باقی گیارہ امامؑ بھی اپنی ولادت کے وقت ایسے ہی کرتے ہیں جیسے انبیاء کرتے ہیں پس تم غمگین کیوں ہوتے ہو تمہیں مشرکوں کی باتوں میں نہیں آنا چاہیئے، کیا جانتے ہو کہ میں انبیاءؑ سے افضل ہوں اور میرا وصی تمام اوصیاء سے افضل ہے!

میرے باپ حضرت آدم علیہ السلام نے میرا اور میرے بھائی اور فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ کے نام عرش پر لکھے ہوئے دیکھے تو کہا: خدایا کیا مجھ سے پہلے بھی کوئی مخلوق پیدا کی ہے جو تیرے نزدیک مجھ سے زیادہ صاحب شرف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدمؑ:

لولا هذه الاسماء لما خلقت سماء مبنية ولا ارضا

مدحية ولا ملكا مقربا ولا نبيا مرسلاً ولولاهم لما خلقتك

(اگر یہ اسماء نہ ہوتے تو میں نہ آسمان کو پیدا کرتا نہ زمین کا فرش بچھاتا نہ مقرب فرشتوں کو پیدا کرتا، نہ مرسل نبی پیدا کرتا، اگر یہ نہ ہوتے تو تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔)

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی: تجھے ان ہستیوں کا واسطہ میری خطاء سے درگزر فرما! ہم وہ کلمہ ہیں...... جن کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے پروردگار کی طرف سے ملاقات کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم تجھے بشارت ہو کہ یہ اسماء ان کے ہیں جو تیری اولاد سے ہوں گے۔ یہ سن کر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد ادا کی اور فرشتوں پر فخر کیا، اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو وہ شرف نہیں دیا جو ہمیں دیا اب سلیمانؓ، ابوذرؓ اور دوسرے اُٹھے اور کہہ رہے تھے:

نحن الفائزون

(ہم کامیاب ہوئے۔)

آپؐ نے فرمایا:

انتم الفائزون و لكم خلقت الجنة و لعدوكم خلقت النار٥

تم کامیاب ہو۔ تمہارے لئے جنت پیدا کی گئی ہے اور تمہارے دشمنوں کے لئے جہنم پیدا کی گئی ہے۔

☆☆☆

اہل بیتؑ کے انوار خمسہ کے خلق ہونے کی خبر!

ابن مسعود سے مروی ہے: ایک دن میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کی: یا رسولؐ اللہ! مجھے حق دِکھائیں تا کہ میں اُس سے مل جاؤں۔

آپؐ نے فرمایا:

اے عبداللہ! اِس کمرے کے اندر جاؤ، میں گیا تو دیکھا علی بن ابی طالبؑ نماز پڑھ رہے ہیں رکوع، سجود میں کہتے ہیں:

اللھم بحق محمد عبدک و رسولک اغفر للخاطئین من شیعتی

(خدایا تجھے اپنے عبد اور رسول محمدؐ کا واسطہ میرے گناہ گار شیعوں کو معاف کر دے۔)

میں باہر نکلا تا کہ آپؐ کو ان کے بارے میں خبر دوں جسے دیکھا ہے، میں نے دیکھا کہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں ہیں اور رکوع، سجود میں کہتے ہیں:

اللھم بحق علی بن ابی طالب عبدک اغفر للخاطئین من امتی

(خدایا تجھے اپنے عبد علی بن ابی طالبؑ کا واسطہ میری گناہ گار امت کو معاف کر دے۔)

ابن مسعود کہتا ہے کہ میں یہ دیکھ کر چکرا گیا اور بے ہوش ہو گیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر مبارک اُٹھایا اور کہا: اے ابن مسعود کیا ایمان لانے کے بعد کافر ہونا چاہتا ہے۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہؐ! ایسا ہرگز نہیں ہے لیکن میں نے علیؑ کو دیکھا وہ آپؐ کا واسطہ دے کر دعا مانگ رہے تھے آپؐ کو دیکھا آپؐ علی کا واسطہ دے کر دعا مانگ رہے تھے۔

فلم اعلم ایکم افضل عند اللّٰہ.

(مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ آپ دونوں میں سے اللہ کے نزدیک کونسا افضل ہے۔)

آپؐ نے فرمایا: اے ابن مسعود! بیٹھ، میں آپؐ کے سامنے بیٹھ گیا!

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے مجھے اور علیؑ کو اپنے نور عظمت سے پیدا کیا اُس وقت تسبیح تھی کی تحلیل من تقدیس تھی۔

میرا نور چمکا جس سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا، اللہ تعالیٰ کی قسم! میں آسمانوں اور زمینوں سے افضل ہوں۔

علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا نور چمکا جس سے اللہ تعالیٰ نے عرش اور کرسی کو پیدا کیا۔ اللہ کی قسم...... علیؑ عرش اور کرسی سے افضل ہے۔

حسن علیہ السلام کا نور چمکا جس سے اللہ تعالیٰ نے لوح وقلم کو پیدا کیا۔ اللہ کی قسم حسن لوح وقلم سے افضل ہے۔

حسین علیہ السلام کا نور چمکا جس سے اللہ تعالیٰ نے جنت اور حوران جنت

کو پیدا کیا۔ اللہ کی قسم حسینؑ جنت اور حوران جنت سے افضل ہے۔

اس کے بعد مشرق و مغرب میں اندھیرا چھایا رہا، فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو جاری کیا جس سے روح پیدا ہوئی پھر ایک کلمہ کہا جس سے نور (روشنی) پیدا ہوا، اُس نور کو روح کے ساتھ نسبت دی اور اُسے عرش کے سامنے کھڑا کیا جس سے مشرق و مغرب دشمن ہو گئے وہ نور اور روح سیدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام ہے اسی روشنی والے معنی کی وجہ سے اُسے زہراء کہا جاتا ہے۔

اے ابن مسعود!

جب قیامت کا دن ہوگا، خدا مجھے اور علیؑ سے کہے گا جسے چاہو جنت میں داخل کرو اور جسے چاہو جہنم میں ڈالو اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

القیافی جهنم کل کفار عنید

(جہنم میں ہر کافر اور عنید کو ڈالو۔)

کافر وہ ہے جو میری نبوت کا انکار کرے اور عنید وہ ہے جو علی بن ابی طالبؑ کی ولایت کا انکار کرے۔ پس جنت اس کے شیعوں اور محبّوں کے لئے ہے اور جہنم اس کے دشمنوں کے لئے ہے!

امیر المومنین علیہ السلام کا اپنے حق کے سکوت پر احتجاج

ابو ہاشم بن ابی علی نے کہا:

صحیح روایات میں ہے کہ: جب امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کو خبر ملی کہ لوگ ان کے بارے میں باتیں بنا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ انہیں کیا ہو گیا

انہوں نے حضرت ابوبکر، عمر، اور عثمان سے جھگڑا کیوں نہ کیا جس طرح طلحہ، زبیر اور عائشہ نے اس کے ساتھ جھگڑا کیا تھا......لوگ اکٹھے ہو گئے امامؑ گھر سے باہر نکلے انہوں نے چادر اوڑھی ہوئی تھی، منبر پر گئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا اور سلام کیا اور فرمایا: اے مسلمانو! مجھے خبر ملی ہے کہ تم لوگ کہہ رہے ہو کہ علیؑ کو کیا ہو گیا ہے۔ اس نے حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان کے ساتھ جھگڑا کیوں نہ کیا جس طرح، طلحہ زبیر اور عائشہ نے اس کے ساتھ جھگڑا کیا تھا۔ میں ان سے جنگ کرنے سے عاجز نہیں تھا لیکن مجھ میں سات نبیوں کا نمونہ ہے۔ سب سے پہلا حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان کے بارے میں خبر دیتے ہوئے کہا:

انی مغلوب فانتصر

(خدایا میں مغلوب ہوں میری مدد فرما۔)

اگر تم کہو کہ وہ مغلوب نہیں تھے تو کافر ہو جائے گے۔ کیونکہ اس سے تم نے قرآن مجید کو جھٹلایا۔ اگر تم کہو کہ وہ مغلوب ہو گئے تھے تو اس میں میرا عذر ان سے زیادہ ہے۔ (کیونکہ میں بھی مغلوب ہو گیا تھا۔)

دوسرا حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں خبر دی کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا:

واعتزلکم اما تدعون من دون اللّٰہ.

(میں تمہیں اور خدا کے سوا جن کو تم پکارتے ہو انہیں چھوڑتا ہوں۔)

اگر تم کہو کہ انہوں نے انہیں بغیر مجبوری کے چھوڑ دیا تو تم نے قرآن مجید کو

جھٹلایا اگر تم کہو کہ انہوں نے مجبوری کی وجہ سے چھوڑا تو اس میں میرا عذران سے زیادہ ہے۔ (کیونکہ میں نے بھی مجبوری کی وجہ سے انہیں چھوڑ دیا۔)

تیسرا حضرت لوط علیہ السلام ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں خبر دی کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا:

لو ان لی بکم قوۃ او آوی الی رکن شدید.

(کاش مجھ میں ان کا مقابلہ کرنے کی تاب ہوتی یا کسی محکم رکن کی پناہ لے سکتا۔)

اگر تم کہو کہ ان میں مقابلہ کی طاقت تھی تو تم نے قرآن مجید کو جھٹلایا اور اگر کہو کہ ان میں ان کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہ تھی تو اس کی بابت میرا عذران سے زیادہ ہے۔

چوتھا حضرت یوسف علیہ السلام ہے انہوں نے کہا: رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ۔

(اے میرے پروردگار مجھے قید اُس شے سے زیادہ پیاری ہے جن کی طرف یہ عورتیں مجھے بلاتی ہیں۔)

اگر تم کہو کہ وہ انہیں ایسی مجبوری کی طرف نہ بلاتی تھیں جس پر اللہ کی ناراضگی تھی تو تم کفر کرو گے اور اگر کہو کہ انہیں اُس شے کی طرف بلاتی تھیں جس میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی تھی تو اس میں میرا عذران سے زیادہ ہے۔

پانچواں حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ انہوں نے فرمایا:

ففررت منکم لما خفتم فوھب لی ربی حکما و جعلنی

من المرسلین ٥

(میں خوف کی وجہ سے بھاگا پس مجھے میرے پروردگار نے حکمت عطا کی اور رسولؑ بنایا۔)

اگر تم کہو کہ وہ بغیر خوف کے بھاگے تھے تو قرآن مجید کی تکذیب کرو گے اور اگر کہہ دو بھاگے اس لئے کہ اُنہیں اپنی جان کا خوف تھا تو اس میں میرے پاس اُن سے زیادہ عذر ہے۔

چھٹا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ہارونؑ قرآن مجید میں ہے کہ انہوں نے کہا:

یابن ام القوم استضعفونی کا دوا یقتلوننی فلا تشمت بی الاعداء

(اے میری ماں جائے! قوم نے مجھے کمزور کر دیا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر دیتے پس تو مجھ پر دشمنوں کو ہنسنے کا موقع نہ دے۔)

اگر ہو کہ وہ انہیں قتل نہیں کر سکتے تھے تو تم نے قرآن مجید کو جھٹلایا اگر کہو کہ قریب تھا کہ وہ انہیں قتل کر دیتے تو اس میں میرے پاس زیادہ عذر ہے۔

ساتواں میرے چچا زاد حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں جو کافروں سے غار کی طرف بھاگ گئے۔ اگر کہو کہ وہ اپنی جان کی بابت خوف سے نہیں لگے تھے اور غار میں نہیں گئے تھے تو تم نے قرآن مجید کو جھٹلایا اور اگر کہو کہ انہیں اپنی جان کی بابت خوف تھا تو ان کا وصی سب سے زیادہ عذر رکھتا ہے میں جب سے پیدا ہوا ہمیشہ مظلوم رہا ہوں۔ یہاں تک کہ میرا بھائی عقیلؑ! جب اُس

کی آنکھ خراب ہوگئی تو اُس نے کہا: میری آنکھ کو مت دیکھو یہاں تک کہ تم علیؑ کی آنکھ کو دیکھو انہوں نے میری آنکھ کو دیکھا تو وہ خراب نہ تھی!

ناقہ کے نکالنے میں امیر المومنین علیہ السلام کا معجزہ!

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہودیوں کا بہت بڑا عالم آیا اور اُس نے کہا: مجھے میری قوم نے آپ کی طرف بھیجا ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ: ہم سے ہمارے رسول حضرت موسیٰ ابنؑ عمران نے وعدہ کیا تھا اور کہا تھا کہ جب میرے بعد نبی مبعوث ہو جس کا نام محمدؐ ہو اور عربی ہو تو ان کے پاس جانا اور کہنا کہ ہمارے لئے پہاڑ سے سات سرخ ناقہ سیاہ آنکھوں والے نکالے، جب وہ تمہارے لیے نکال دے تو انہیں سلام کہنا اور ان پر ایمان لے آنا اور جو ان کے ساتھ نازل کیا گیا ہوگا اُس کی پیروی کرنا کیونکہ وہ سید الانبیاء ہیں اور ان کا وصی سید الاوصیاء ہے جو ان سے ہوگا جس طرح میرا بھائی ہارونؑ مجھ سے ہے!

یہ سن کر آپؐ نے فرمایا: اللہ اکبر! اے یہودی اٹھ اور ہمارے ساتھ آ!

آپؐ، یہودی اور مسلمان مدینہ سے باہر آئے اور پہاڑ پر کھڑے ہوئے آپؐ نے چادر بچھائی اور دو رکعت نماز پڑھی، نماز کے بعد آہستہ سے کلام کیا پہاڑ کانپ گیا پھٹا اور لوگوں نے ناقہ کی آوازیں سنیں۔ یہودی نے کہا: اپنے ہاتھ کو دراز کریں:

ان نشھد ان لا الہ الا اللّٰہ و انک محمد رسول اللّٰہ

آپ جو لائے ہیں سچ ہے اور عدل ہے...... اے اللہ کے رسول!
مجھے مہلت دیں تاکہ میں اپنی قوم کے پاس جاؤں اور انہیں بتاؤں کہ آپؐ نے وعدہ پورا کر دیا ہے تاکہ وہ آئیں اور آپ پر ایمان لے آئیں۔ وہ گیا اور اُس نے اپنی قوم کو خبر دی سب کے سب لوگ مدینہ جانے کی تیاری کرنے لگے تاکہ اپنا وعدہ پورا کروائیں۔ وہ مدینہ میں آئے تو وہاں معلوم ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہو گیا ہے جس سے آسمانی وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا تھا۔ انہیں بتایا گیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہو گیا ہے، انہوں نے کہا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا آپ اُسے پورا کریں؟

حضرت ابوبکر نے کہا: کیا وعدہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ:

اعلم منا بعد تنا ان کنت خلیفته حقا

(اگر تو ان کا حقیقی خلیفہ ہے تو جانتا ہے کہ انہوں نے ہم سے کیا وعدہ کیا تھا۔)

وان لم تکن خلیفته فکیف جلست مجلس نبیک بغیر حق لک و لست له اهلاً

(اگر تو ان کا خلیفہ نہیں ہے تو اپنے نبی کی مسند پر کیوں بیٹھا ہے جو تیرا حق نہیں ہے اور تو اس کا اہل نہیں ہے۔)

وہ اُٹھے اور اُس کے امر میں حیران ہو گئے وہ نہیں جانتے تھے کہ کیا کریں اتنے میں ایک مسلمان نے ان کے پیچھے جا کر کہا کیا میں تمہیں رسول خدا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ کے بارے میں بتاؤں!

یہودی حضرت ابوبکر کے پاس سے نکلے اور اُس شخص کے پیچھے ہو لئے یہاں تک کہ وہ انہیں فاطمہ زہراء علیہا السلام کے گھر لے آیا۔ دروازہ پر دستک دی، دروازہ کھلا اور حضرت علی علیہ السلام باہر آئے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سخت غمگین تھے، امامؑ نے انہیں دیکھا تو کہا: اے یہودیو! تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنا وعدہ پورا کروانے آئے ہوا! انہوں نے عرض کی ہاں!

آپ ان کے ساتھ مدینہ سے باہر اُسی پہاڑی کے پاس آئے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں نماز پڑھی تھی وہاں نماز پڑھی اور دعا کی پہاڑ پھٹا اور اُس سے سات ناقہ نکلیں انہوں نے دیکھا تو گواہی دی:

نشهد ان لا اله الا اللّٰه و ان محمدا رسول اللّٰه...... و انک خليفته حقا و وصيه و ارث علمه

جو نبی اللہ کے پاس سے لائے وہ حق ہے، تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حقیقی خلیفہ، وصی اور ان کے علم کا وارث ہے پس اللہ تعالیٰ انہیں اور تمہیں اسلام کی خدمت کی جزائے خیر دے وہ لوگ اپنے شہر کی طرف مسلمان مؤحد بن کر لوٹ گئے۔

☆☆☆

یہودی کے سوال اور امام کے جواب!

انس بن مالک سے مروی ہے:

ایک یہودی حضرت ابو بکر کی خلافت کے زمانے میں مدینہ منورہ آیا اور کہا:

میں رسولؐ اللہ! کے خلیفہ سے ملنا چاہتا ہوں؟

اُسے حضرت ابو بکر کے پاس لے آئے، یہودی نے کہا: کیا آپ اللہ کے رسول کے خلیفہ ہیں، اُس نے کہا: کیا آپ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام اور محراب میں نہیں دیکھتے!؟ یہودی نے کہا: اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ فرما رہے ہیں تو میں آپ سے چند چیزوں کے بارے میں پوچھتا ہوں، حضرت ابو بکر نے کہا:

اسئل عما بدا و ماترید؟

(پوچھ جو پوچھنا چاہتا ہے۔)

یہودی نے کہا:! کیا چیز اللہ کیلئے نہیں ہے؟

کیا چیز اللہ کے ہاں نہیں ہے؟

کس چیز کو اللہ نہیں جانتا؟

حضرت ابو بکر نے کہا اے یہودی یہ تو زندیقوں جیسے سوالات ہیں یہ سنتے ہی کچھ مسلمان اُسے قتل کرنے دوڑے، اُسے عبداللہ بن عباس نے لوگوں سے بچایا اور کہا اے ابو بکر اس کے قتل میں جلدی نہ کر بلکہ اسے تھوڑی مہلت دے دو! حضرت ابو بکر نے ابن عباس سے کہا۔ سنتے ہیں اس نے کیا کہا ہے؟

ابن عباس نے کہا: اگر تمہارے پاس اس کی باتوں کا جواب ہے تو ٹھیک ورنہ اسے جہاں جانا چاہے جانے دیجئے۔ انہوں نے اسے کہا: نکل جاؤ اب وہ کہتا ہوا باہر نکلا اللہ...... کرے ان لوگوں پر جو اپنے مرتبہ کو نہیں دیکھتے اور وہاں بیٹھ جاتے ہیں جس کے اہل نہیں ہوتے اور پھر بغیر علم اس نفس کے قتل کا ارادہ کرتے ہیں جس کے قتل کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے۔

راوی کہتا ہے وہ شخص یہ کہتا ہوا باہر نکلا اسلام ختم ہو گیا، کہاں ہے رسولؐ اللہ اور کہاں ہے رسول اللہؐ کا خلیفہ!

ابن عباس اس کے پیچھے ہولیا۔ اُس کے پاس جا کر کہا: اس کے پاس جا جس کے پاس نبوت کا علم ہے۔ اور پھر اُسے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے گھر لے آیا۔

راوی کہتا ہے۔ اتنے میں حضرت ابوبکر اور دوسرے چند مسلمان یہودی کو تلاش کرنے کیلئے باہر آئے۔ اُنہوں نے اسے حضرت علی علیہ السلام کے ہاں جاتے پایا تو وہ بھی وہاں آ گئے، لوگ بہت زیادہ جمع ہو گئے تھے۔ کچھ روتے تھے۔ کچھ ہنستے تھے، حضرت ابوبکر نے کہا: اے ابوالحسنؑ! اس یہودی نے مجھ سے زندیقوں جیسے سوال پوچھے ہیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: یہودی تو کیا کہتا ہے؟

یہودی نے کہا آپؑ سے پوچھوں تو اس جیسا سلوک تو نہیں کرو گے آپؑ نے فرمایا یہ تیرے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہتے ہیں؟ اُس نے کہا یہ مجھے جان سے مارنا چاہتے ہیں۔ امامؑ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو!

اسئل عما شئت.

(جو چاہتے ہو پوچھ سکتے ہو۔)

اُس نے کہا میرے سوال کا جواب یا نبی دے سکتا ہے یا نبی کا وصی دے سکتا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: جو چاہے پوچھ، یہودی نے کہا:

کیا چیز اللہ کیلئے نہیں ہے۔

کیا چیز اللہ کے پاس نہیں ہے؟

کس شے کو اللہ نہیں جانتا؟

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اے یہودی ایک شرط ہے اس نے عرض کی وہ کیا۔

آپؑ نے فرمایا تجھے میرے ساتھ انصاف اور خلوص سے پیش آنا پڑے گا۔ یعنی اگر میں نے جواب دے دیئے تو تمہیں لا الہ الہ اللہ محمد رسول اللہ کہنا پڑے گا۔ اُس نے کہا: مجھے منظور ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جو چیز اللہ کیلئے نہیں ہے۔ وہ بیوی اور بیٹا ہے۔ یہودی نے کہا: اے میرے مولا آپؑ نے سچ کہا! آپؑ نے فرمایا: جو چیز اللہ کے پاس نہیں ہے۔ وہ ظلم ہے۔ یہودی نے کہا: اے میرے مولا آپؑ نے سچ کہا ہے!

آپؑ نے فرمایا: جس چیز کو اللہ نہیں جانتا۔ وہ اللہ کا شریک ہے اللہ کسی کو اپنا شریک اور وزیر نہیں جانتا وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اب اُس نے کہا:

"مدیدک فانا اشهد ان لا اله الا اللّٰه و ان محمد رسول اللّٰه و انک خلیفته حقا وصیه و وارث علمه فجزاک اللّٰه عن الاسلام خیراً"

(آپ اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں اس لئے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمدؐ اس کے رسول ہیں اور آپ ان کے برحق خلیفہ اور وصی اور ان کے علم کے وارث ہیں اللہ تعالیٰ آپؑ کو اسلام کی نشرو اشاعت کی جزائے خیر دے۔)

راوی کہتا ہے: یہ سنتے ہی لوگوں میں شور وغل شروع ہو گیا۔ (حضرت ابوبکر نے لوگوں کے جذبات کی قدر کرتے ہوئے) کہا:

"یا کاشف الکروبات یا علی انت فارج الھم"

(اے مصیبتوں کو دور کرنے والے، اے علیؑ تو غموں کو ختم کرنے والا ہے۔)

راوی کہتا ہے: اس کے بعد حضرت ابوبکر اس محفل سے جدا ہوئے اور منبر پر آئے اور کہا:

"قیلونی اقیلونی"

(مجھے چھوڑ دو مجھے چھوڑ دو مجھے چھوڑ دو۔)

"لست بخیر کم و علی فیکم"

(میں تم سے بہتر نہیں کیونکہ علیؑ تم میں موجود ہے۔)

راوی کہتا ہے: حضرت عمر اُس کے پاس آیا اور کہا رک جاؤ اے ابوبکر! ہم نے تجھے اپنے نفسوں پر حکومت کرنے کیلئے پسند کیا ہے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر منبر پر سے اتر آئے۔ اور اس واقعہ کی امیر المومنینؑ کو خبر دی گئی!

ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے کہ:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم امیر المومنین علی بن

ابی طالب علیہ السلام پر سلام کریں۔

فرمایا: میرے بھائی، وارث اور میری قوم میں میرے خلیفہ، ہر مومن مومنہ کے ولی پر سلام کرو۔ اسے امیر المومنین کہہ کر سلام کرو کیونکہ زمین پر رہنے والے قیامت تک کے ہر شخص کا ولی ہے اگر تو اُسے مقدم قرار دے دو تو زمین سے برکتیں نکلیں گی یہ روئے زمین کے لوگوں سے بہتر ہے!

ابوذرؓ نے کہا: میں نے دیکھا حضرت عمر کا رنگ متغیر ہو گیا اور کہا: یارسول اللہؐ کیا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے آپؐ نے فرمایا: ہاں! اے عمر! یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق ہے اُسی نے مجھے اس کا حکم دیا ہے اور میں نے تمہیں حکم دے دیا ہے وہ اُٹھا اور اُس نے امیر المومنینؑ کو سلام کیا اسی طرح حضرت ابوبکر نے امیر المومنینؑ کہہ کر سلام کیا پھر اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھے اور جو کہنا چاہا کہا!

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان اللّٰہ خلقنی و علیا من شجرۃ و احدۃ فانا اصلھا و علی فرعھا و الحسن و الحسین ثمرتھا و شیعتنا اور اقھا فمن تمسک بھا نجا و من تخلق عنھا ھویٰ.

(اللہ تعالیٰ نے مجھے اور علیؑ کو ایک شجرہ (درخت) سے پیدا کیا پس میں اس کی جڑ ہوں علیؑ اس کی شاخ ہے، حسنؑ اور حسینؑ اُس کے پھل ہیں اور ہمارے شیعہ اُس کے پتے ہیں پس جو ان کے ساتھ تمسک کرے گا نجات پا جائے گا اور جو انہیں چھوڑ جائے گا وہ ہلاک ہوگا۔)

☆☆☆

امام علیہ السلام کے فضائل کے بارے میں اخبار!

سلیم بن قیس نے حضرت ابوذر غفاریؓ، مقدادؓ، سلمانؓ سے روایت کی ہے کہ: ہمیں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے کہا: میں ایک دن صہا کی کے پاس سے گزرا اُس نے مجھے کہا محمدؐ کی اپنی اہل بیتؑ میں مثال اُس کھجور کے درخت کی ہے جو کوڑا خانہ میں اُگ آتا ہے۔ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بتایا تو وہ بہت غضبناک ہوئے وہ کھڑے ہوئے اور غصے سے باہر نکلے، منبر پر آئے انصار اُٹھے اور انہوں نے اسلحہ اُٹھالیا، جب انہوں نے آپؐ کا غصہ دیکھا، آپؐ نے فرمایا: لوگوں کو کیا ہوگیا وہ میری اہل بیتؑ پر ننگ لگاتے ہیں حالانکہ انہوں نے مجھ سے سنا ہے میں نے ان کی فضیلت میں بہت کچھ کہا ہے میں نے انہیں ان خصوصیات کے ساتھ مخصوص قرار دیا جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں مخصوص قرار دیا ہے علیؑ کو ان سب پر فضیلت دی ہے کیونکہ اس کا احترام ہے اور اسلام کی طرف سبقت ہے اور اُس پر زیادہ مصیبتیں نازل ہوئیں، اس کی میرے ساتھ وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ کے ساتھ تھی مگر یہ کہ میرے بعد نبی نہیں آئے گا پھر وہ خیال کرتے ہیں کہ میری مثال اپنی اہل بیتؑ میں ایسی ہے جیسے کھجور کا درخت کوڑا خانہ میں اُگ آئے!

خبردار! اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا کیا اور انہیں دو حصوں میں تقسیم کیا اور مجھے ان میں سے بہترین خلق اور بہترین قبیلہ میں قرار دیا پھر انہیں گھر قرار دیا اور مجھے بہترین گھر میں قرار دیا یہاں تک کہ میں اپنی اہل بیتؑ، خاندان، باپ

کے قبیلہ میں آیا، میں اور علی بن ابی طالبؑ بھی...... پھر اللہ تعالیٰ نے زمین پر نگاہ کی تو مجھ چن لیا پھر زمین پر نگاہ کی تو میرے بھائی، چچازاد، میرے وزیر، میرے وارث، میرے وصی، میری امت میں خلیفہ میرے بعد ہر مومن و مومنہ کے مولا کو چن لیا! جو اس سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت کرے گا جو اس سے دشمنی کرے گا وہ مجھ سے دشمنی کرے گا اور جو مجھ سے دشمنی کرے گا وہ اللہ تعالیٰ سے دشمنی کرے گا جو اس سے محبت کرے گا وہ اللہ سے محبت کرے گا جو اس سے بغض رکھے گا وہ اللہ سے بغض رکھے گا اِسے سوائے مومن کے کوئی دوست نہیں رکھے گا اور سوائے کافر کے کوئی دشمن نہیں رکھے گا۔ یہ میرے بعد زمین کی زینت ہے اور ساکنین دین کی زینت ہے وہ کلمۃ اللہ المثلیٰ ہے اور عروۃ الوثقی ہے۔

پھر فرمایا: وہ چاہتے ہیں کہ اپنے منہ سے اللہ کے نور کر گل کر دیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے نور کو پورا کرے گا۔

اے لوگو! جو حاضر ہیں وہ انہیں اس سے باخبر کریں جو موجود نہیں ہیں، خدایا تو اس امر پر گواہ ہو جا...... اللہ تعالیٰ نے تیسری دفعہ زمین پر نگاہ کی تو گیارہ اماموں کو چن لیا جو میری اہل بیتؑ سے ہیں جو میرے بھائی علیؑ کے بعد میری امت کے لوگوں میں سب سے افضل ہیں! آسمان کے ستاروں کی طرح ان میں سے ایک جائے گا تو دوسرا اُس کی جگہ پر آ جائے گا۔ جس طرح ایک ستارہ غائب ہو جاتا ہے تو دوسرا طلوع ہو جاتا ہے۔ وہ آئمہ ہیں جو ہادی مہدیؑ ہیں مکر فریب کرنے والوں کا مکر انہیں نقصان نہیں دے گا جو اُن سے مکر کرے گا اُس پر لعنت ہوگی وہ زمین میں حجت خدا ہیں اور اس کی مخلوق میں شہداء (گواہ) ہیں جو اُن کی

اطاعت کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا جو ان کی نافرمانی کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا وہ قرآن کے ساتھ ہیں اور قران ان کے ساتھ ہے نہ وہ قران سے جدا ہوں گے اور نہ قرآن ان سے جدا ہوگا یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ جائیں گے ان میں سب سے اوّل میرا چچا زاد علی بن ابی طالبؑ ہے جو سب سے افضل ہے اور بہتر ہے پھر میرا بیٹا حسنؑ پھر میرا بیٹا حسینؑ ہے ان کی ماں میری بیٹی فاطمہؑ ہے پھر حسینؑ کی اولاد سے نو ہیں......ان کے بعد جعفر بن ابی طالبؑ پھر میرا چچا حمزہؓ بن عبد المطلبؑ! میں انبیاء مرسلین سے افضل ہوں، علیؑ اوصیاء سے افضل ہے میری اہل بیتؑ نبیوں کے گھروں سے بہتر ہے، میری بیٹی میرے نواسوں کی ماں زوجہ علیؑ تمام جنتی عورتوں کی سردار ہے!

اے لوگو! کیا تم میری شفاعت کی امید رکھتے ہو حالانکہ میرے اہل بیتؑ سے دور ہو، اے لوگو! جو کوئی کل قیامت کے دن آئے گا اِس حال میں کہ وہ مومن ہوگا اور اُس نے شرک نہ کیا ہوگا اُس کا اجر جنت ہوگا اگرچہ اُس کے گناہ زمین کی خاک جتنے ہوں گے۔ اے لوگو! اگر تم جنت کے دروازے کو ان کو پکڑے ہوئے ہو گے پھر میرے لئے اللہ تعالیٰ تجلی فرمائے گا میں اُس کے سامنے سجدہ کروں گا پھر وہ مجھے شفاعت کا حکم دے گا میں اپنی اہل بیتؑ پر کسی کو ترجیح نہ دوں گا۔

اے لوگو! میری زندگی میں اور میرے مرنے کے بعد میری اہل بیتؑ کی تعظیم کرو، عزت کرو، انہیں فضیلت دو، کسی کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ میرے اہل بیت کے علاوہ کسی کے لئے کھڑا ہو انہیں میرے ساتھ نسبت دو، اتنے میں انصار کھڑے ہوئے ان کے ہاتھوں میں اسلحہ تھا، انہوں نے کہا: ہم اللہ اور رسولؐ

کے غضب سے پناہ مانگتے ہیں یا رسول اللہ ہمیں خبر دیں آپ کو آپ کے اہل بیت کی بابت کس نے اذیت دی ہے تاکہ ہم اُس کی گردن کاٹ دیں۔ آپ نے فرمایا: میں محمد بن عبداللہ ہوں!

پھر اپنا نسب نزار تک اور اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ تک اور نوح تک بیان کیا اس کے بعد فرمایا: میں اور میری اہل بیت حضرت آدم کی طینت کی مانند ہیں ہم نکاح سے پیدا ہوئے بدکاری سے دور ہیں!

مجھ سے پوچھو...... خدا کی قسم مجھ سے جو شخص اپنے نسب کے بارے میں پوچھے گا اپنے باپ کے بارے میں پوچھے گا میں اُسے اُس کے حقیقی نسب اور باپ کے بارے میں خبر دوں گا۔

ایک شخص کھڑا ہوا اُس نے کہا: یا رسول اللہ میں کس کا بیٹا ہوں! آپ نے فرمایا: تیرا فلاں باپ ہے جس کے نام سے تجھے پکارا جاتا ہے۔ وہ شخص دور ہو گیا اور پیچھے ہٹ گیا۔

آپ کے چہرے سے غضب کے آثار آشکارہ ہوئے اور آپ نے فرمایا: اُس شخص جس نے میرے اہل بیت، اہل، بھائی، وزیر، خلیفہ، قیامت تک کے مومن مومنہ کے ولی پر عیب لگایا ہے تم اُسے منع نہیں کرتے۔

وہ کھڑا ہوا اور مجھ سے اپنے باپ کے بارے میں پوچھے کہ وہ جنت میں ہے یا جہنم میں ہے اُس وقت ثانی ڈر گیا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ میرا باپ کون ہے اور انہوں نے بتا دیا تو لوگوں کے درمیان میری رسوائی ہو گی اُس نے کہا: ہم اللہ اور رسول کی ناراضگی سے پناہ چاہتے ہیں ہمیں

معاف کر دیں اللہ آپ کو معاف کرے گا ہماری معذرت قبول کریں اللہ تعالیٰ آپ کی معذرت قبول کرے گا۔ ہمارا پردہ رکھیں اللہ تعالیٰ آپ کا پردہ رکھے گا۔ اللہ ہمیں آپ پر قربان کرے۔ آپؑ خاموش ہو گئے کیونکہ آپ حلیم کریم اور معاف کرنے والے تھے پھر منبر سے اتر آئے!

حضرت عمر کا فضائل علی علیہ السلام کا اعتراف کرنا!

حکم بن مروان سے مروی ہے:

حضرت عمر کے زمانہ میں انہیں ایک ایک قضیہ پیش آیا وہ منبر پر آئے اور اپنے گرد نظر گھمائی اور کہا: اے لوگو! اے مہاجرین وانصار!

تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا: تو امیر المومنین اور خلیفہ رسولؐ ہے معاملہ تیرے ہاتھوں میں ہے...... یہ سن کر وہ ناراض ہوا اور کہا:

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللّٰہ و قولو قولا سدیدا

(اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچ بات کہو۔)

پھر کہا:

لتعلمن من صاحبھا و من ھو اعلم بھا! فقالوا یا امیر المومنین کانک اردت علی ابن ابی طالب

(تم جانتے ہو کہ اس مسئلہ کو کون حل کر سکتا ہے اور کون اسے سب سے زیادہ جانتا ہے انہوں نے کہا: اے امیر المومنین گویا آپ کی مراد علی ابن ابی طالبؑ ہے۔

حضرت عمر نے کہا: ہم نے اُس سے عدول کیا، کیا کسی آزاد عورت نے اس کی مثل کو جنم دیا ہے!

انہوں نے کہا:

انا تیک بہ یا امیر المومنین

(اے امیر المومنین ہم انہیں آپ کے پاس لے آتے ہیں۔)

حضرت عمر نے کہا: ھیھات وہ ہاشم کی نسل سے ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب سے ہے وہ نہیں آئے گا، ہمارے ساتھ اُس کے پاس چلو!

حضرت عمر اور اُن کے ساتھ والے اُٹھے اور اُس نے کہا: فیصلے کا دن مقرر ہے، حضرت عمر اپنا ہاتھ ہاتھ پہ مارتے تھے اور چلے جا رہے تھے ان کا رنگ سیاہ تھا اور سیاہی ان کے چہرے سے چھلک رہی تھی...... یہ واقعہ اعلام النبوۃ فی القائمۃ الاولی اور وقف الاخلاطیۃ میں موجود ہے۔

حرہ سعدیہ کی حجاج کے ساتھ خبر!

ثقہ لوگوں کی ایک جماعت سے مروی ہے کہ:

حرہ بنت حلیمہؓ سعدیہ حجاج بن یوسف ثقفی کے پاس آئی اور اُس کے سامنے بیٹھی تو اُس نے کہا: تجھے اللہ یہاں لے آیا ہے میں نے سنا ہے کہ تو علی کو ابوبکر، عمر، عثمان سے افضل سمجھتی ہے!

اُس نے کہا: جس نے یہ کہا ہے کہ میں علیؑ کو صرف ان لوگوں سے افضل سمجھتی ہوں اُس نے جھوٹ کہا ہے۔

اُس نے کہا: کیا علیؑ ان کے علاوہ بھی کسی سے افضل ہے اور وہ کون ہیں جن سے علیؑ افضل ہے؟

حرہ نے کہا: علیؑ تو آدمؑ، نوحؑ، لوطؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، داؤدؑ، سلیمانؑ اور عیسیٰؑ بن مریم سے بھی افضل ہیں۔

حجاج نے کہا: تیرے لئے ہلاکت ہو، میں کہہ رہا ہوں کہ تو علیؑ کو صحابہ پر افضل سمجھتی ہے اور تو کہتی ہے کہ وہ تو سات اولی العزم نبیوں اور رسولوں سے بھی افضل ہے اس کی دلیل دے ورنہ تجھے قتل کردوں گا۔

حرہ نے کہا: میں نے تو علیؑ کو ان پر فضیلت نہیں دی بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں قرآن مجید میں ان پر افضل قرار دیا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

فعصى آدم ربه فغوىٰ

(پس آدمؑ نے اپنے پروردگار کے حکم کو ٹالا اور وہ (حصول مقصد میں) نا امید ہو گیا۔ اور علیؑ کے بارے میں فرمایا:

وكان سعيه مشكورا

(اس کی کوشش پر اللہ تعالیٰ اس کا شکریہ ادا کرتا ہے۔)

حجاج نے کہا اے حرہ بہت خوب!

حضرت نوحؑ اور حضرت لوط علیہم السلام سے علیؑ کیسے افضل ہے؟ حرہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا:

ضرب اللّٰه مثلاً للذين كفروا امرأة لوط و امرأة نوح

کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخانتا هما فلم یغنیا عنهما من اللہ شیئاً و قیلا ادخلا النار مع الداخلین

(جولوگ کافر ہو گئے ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے نوح کی عورت اور لوط کی عورت کی مثال بیان کی ہے وہ دونوں ہمارے جو نیک بندوں کے تحت میں تھیں پس ان دونوں نے ان دونوں سے خیانت کی ان دونوں نے اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے بچانے میں) ان دونوں کی کچھ کفایت نہ کی اور کہا گیا کہ داخل ہونے والوں کے ساتھ تم دونوں عورتیں داخل ہو جاؤ۔)

اور علی بن ابی طالبؑ کی زوجہ فاطمہ زہرا علیہا السلام ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بیٹی ہے جس کے راضی ہونے پر اللہ راضی اور جس کے ناراض ہونے پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ حجاج نے کہا: بہت خوب! اے حرہ علیؑ کو ابوالانبیاء ابراہیمؑ سے افضل کیسے سمجھتی ہے؟ اُس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

واذ قال ابراهیم رب ارنی کیف تحی الموتی قال اولم تؤمن قال بلی و لکن لیطمئن قلبی

(جب ابراہیمؑ نے کہا: خدایا مجھے دیکھا کہ مردوں کو کیسے زندہ کرے گا، کہا کیا تو ایمان نہیں رکھتا کہا ہاں لیکن اس لئے کہا تا کہ اطمینان قلب ہو جائے۔)

میرے مولا امیرالمومنین نے ایسی بات کہی جس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے:

لو کشف الغطاء ما ازدت یقینا.

(اگر پردے ہٹا دیئے جائیں تو میرے یقین میں اضافہ نہ ہوگا۔)

یہ ایسا جملہ ہے کہ میرے مولا سے پہلے اور نہ بعد میں کسی نے کہا!

حجاج نے کہا: خوب!

اے حرہ..... علیؑ موسیٰ کلیم اللہ سے کیسے افضل ہے؟ اُس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فخرج منها خائفا يترقب

(وہ ڈرتا ہوا راہ دیکھتا ہوا نکلا۔)

علی بن ابی طالبؑ شب ہجرت بستر رسولؐ پر بغیر خوف وخطر کے سو گئے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ومن الناس من يشرى نفسه ابتغاء مرضات اللّٰه

(لوگوں میں سے ایک ایسا ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو چاہنے کے لئے اپنی جان بیچ ڈالتا ہے۔)

حجاج نے کہا: بہت خوب! اے حرہ علیؑ داود اور سلیمانؑ سے کیسے افضل ہے؟

اُس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے انہیں ان دونوں پر فضیلت دی ہے اور فرمایا:

يا داؤد انا جعلناك خليفة في الارض فاحكم بين الناس بالحق ولا تتبع الهوا فيضلك عن سبيل اللّٰه.

(اے داؤدؑ! ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے پس لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرو اور خواہشات کی پیروی نہ کرنا ورنہ خداوند کی راہ سے پھسل جائے گا۔)

حجاج نے کہا: وہ فیصلہ کیا تھا، اُس نے کہا: وہ مقدمہ دو آدمیوں کے

درمیان میں تھا ایک کی فصل تھی دوسرے کی بھیڑیں تھیں، اُن کی بھیڑیں پہلے کی فصل چر گئیں ان کا مقدمہ حضرت داود علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ: بھیڑوں کو فروخت کر دیا جائے اور ان کی قیمت کو فصل پر خرچ کیا جائے یہاں تک کہ وہ اپنی پہلے والی حالت پر آ جائے۔

اُن کے بیٹے سلیمانؑ نے کہا: نہیں! اے بابا بلکہ ان کے دودھ اور ان کی رقم فصل پر خرچ کی جائے۔

فرمایا:

ففهمنا ها سليمان

(ہم نے اس کی سوجھ بوجھ سلیمانؑ کو دے دی) میرے مولا علی ابن ابی طالبؑ نے کہا:

سلوني عما فوق العرش سلوني عما فوق العرش سلوني عما تحت العرش سلوني قبل ان تفقدوني.

(پوچھ اُس کے بارے میں جو عرش سے اوپر ہے، پوچھ اُس کے بارے میں جو عرش سے اوپر ہے، پوچھ اُس کے بارے میں جو عرش سے نیچے ہے، پوچھ قبل اس کے کہ مجھے کھو بیٹھو!)

فتح خیبر کے دن علیؑ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

افضلکم و اعلمکم و اقضاکم علی

(تم سب سے علیؑ افضل، عالم اور بڑا فیصلہ کرنے والا ہے۔)

حجاج نے کہا: بہت خوب!

اے حرہ علیؑ سلیمانؑ سے کیسے افضل ہے؟ اُس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

رب هب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی

(خدایا مجھے بادشاہی عطا کر جیسی میرے بعد کسی کے پاس نہ ہو!)

میرے مولا نے دنیا کو تین طلاقیں دے دیں اور فرمایا اب مجھے تیری ضرورت نہ ہے۔اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

تلک الدار الاخرة نجعلها لمن لا یریدون فی الارض علوا ولا فساداً

(آخرت کا گھران کے لئے ہے جو زمین میں بلندی اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے!)

حجاج نے کہا: بہت خوب!

علی عیسیٰؑ بن مریم سے کیسے افضل ہے؟ اُس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اذ قال اللّٰه یا عیسی بن مریم انت قلت للناس اتخذونی امی الهین من دون اللّٰه قال سبحانک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بعلم ان کنت قلته فقد علمته تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ما قلت لهم الاما امرتنی به

(جب اللہ تعالیٰ نے کہا اے عیسیٰؑ بن مریم کیا تو نے لوگوں کو کہا ہے کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے علاوہ خدا مانو! اُس نے کہا: پاک ہے تیری ذات!

میں وہ کیسے کہہ سکتا ہوں جس کے کہنے کا مجھے حق نہیں ہے اور جو حق بات نہیں ہے وہ میں کیسے کہہ سکتا ہوں میں نے جو کہا ہے اُسے تو جانتا ہے تو جانتا ہے اُسے جو میرے نفس میں ہے اور جو تیرے نفس میں ہے اُسے میں نہیں جانتا تو غیبوں کا جاننے والا ہے میں نے انہیں وہی کہا ہے جس کا تو نے مجھے حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے فیصلے کو قیامت تک مؤخر کر دیا جبکہ علیؑ بن ابی طالبؑ کی بابت جب نہروان والوں نے دعویٰ کیا تو انہوں نے ان سے جنگ کی اور اس کے فیصلہ کو مؤخر نہ کیا...... اُس نے کہا بہت خوب! اے حرہ تو نے قانع کنندہ جواب دے دیئے اگر ایسا نہ پاتا تو کوئی تو تجھے مار ڈالتا پھر اُسے جانے کی اجازت دے دی! اللہ تعالیٰ کی حرہ پر رحمت ہو۔

امام علی علیہ السلام کے کچھ فضائل!

جابر ابن عبداللہ انصاری نے اللہ تعالیٰ کے فرمان پر کہا:

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللّٰہ و کونوا مع الصادقین

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ہو جاؤ سچو کے ساتھ!)

وہ صادقین محمدؐ وہ آل محمدؐ ہیں!

جابر بن عبداللہ انصاریؓ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان پر کہا:

امن کان علی بینۃ من ربہ و یتلوہ شاھد من

(کیا جو اپنے پروردگار کی طرف سے بینہ پر ہے اور اُس کے بعد اس کا گواہ (شاہد) ہے جو اُس سے ہے۔) بینہ سے مراد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ

مسلم اور شاہد سے مراد علی بن ابی طالبؑ ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ونادی اصحاب الجنة اصحاب النار

(جنت والے جہنم والوں کو آواز دیں گے۔)

ان کے درمیان مؤذن کہے گا۔ ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ (اور یہ حدیث طویل ہے۔

انہوں نے کہا کہ منادی حضرت علی علیہ السلام ہونگے۔ اور وہی مؤذن ہونگے۔

اسی طرح:

فاستمع یوم ینادی المنادی من مکان قریب یوم یسمعون الصیحة بالحق ذلک یوم الخروج

(سن جس دن منادی ندا دے گا اور وہ بھی قریب سے جس دن وہ حق کی آواز سنیں گے وہ خروج کا دن ہوگا۔)

نیز

وکفی اللّٰہ المومنین القتال

(مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنگ کافی ہوگی۔)

اور وہ جنگ علیؑ کے ذریعہ سے ہے۔

اس مورد میں بہت زیادہ روایات وارد ہوئی ہیں جن میں عجیب چیزیں ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیت کے بارے میں سوال ہوا:

ان علینا للهدا و ان لنا للاخرة والاولیٰ

(ہم پر ہدایت کرنا لازم ہے بے شک ہمارے لئے آخرت اور اولیٰ ہے۔)

پس کچھ اقوال ذکر کئے اور نقل کئے۔ اس کا منکروں نے بھی اقرار کیا ہے۔ ابو عبداللہ علیہ السلام سے مروی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یوم ترجف الراجفة تتبعها الرادفة

(جس دن کانپنے والی کانپنے لگے گی پھر پیچھے آنے والی (مدد کی آواز) اُس کے پیچھے آئے گی۔)

راجفہ سے مراد امام حسین علیہ السلام کا ماتم ہے رادفہ ان کا بیٹا علیؑ ہے یہ وہ ہے جس نے سب سے پہلے ۷۵ ہزار میں سے حسینؑ کے ساتھ تھے اور انہوں نے اپنے سر سے مٹی کو جھاڑا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیات الدنیا و یوم یقوم الاشھاد یوم لا ینفع الظالمین معزرتھم ولھم سوء الدار.

(ہم اپنے رسولوں اور صاحبان ایمان کی دنیا کی زندگی میں مدد کرتے ہیں جب قیامت آئے گی تو ظالموں کو کچھ فائدہ نہ ہوگا انہیں ان کی معذرت فائدہ نہیں دے گی ان کے لئے بُرا ٹھکانہ ہے۔

امام علی زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے کہ میرے دادا علی بن ابی طالب علیہ السلام کی کتاب میں بہت زیادہ نام ہیں لیکن تم انہیں نہیں جانتے ہو، میں نے عرض کی وہ کون سے نام ہیں امام نے فرمایا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا فرمان

نہیں سنا:

واذ ان من اللہ و رسولہ الی الناس یوم الحج والاکبر

(اللہ اور رسول کی طرف سے حج اکبر کے دن اعلان ہے۔)

ابوعبداللہؑ نے کہا ہے کہ جب انسان کی جان اُس کے سینے میں آجاتی ہے اور وہ مرنے لگتا ہے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا ہے وہ فرماتے ہیں میں بشیر ونذیر ہوں پھر علی بن ابی طالبؑ کو دیکھتا ہے وہ فرماتے ہیں: علی بن ابی طالبؑ ہوں اگر تو نے مجھ سے محبت کی تھی تو میں تجھے فائدہ دوں گا، میں نے عرض کی میرے مولا! یہ دنیا کی طرف کب رجوع کرتا ہے فرمایا: جب اسے مرتے دیکھتا ہے۔ اور یہ قرآن مجید میں ہے:

ان الذین امنوا و کانوا یتقون لهم البشری فی الحیاۃ الدنیا و فی الاخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ذلک هو الفوز العظیم.

(بے شک وہ لوگ جو ایمان لے آئے اور تقوی اختیار کیا ان کے لئے بشارت ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اللہ تعالیٰ کے کلمات میں تبدیلی نہ ہے اور وہ کامیاب اور عظیم ہے۔)

اُسے اس کی محبت کی وجہ سے دنیا و آخرت میں جنت کی خوشخبری ملتی ہے جب اُسے دیکھتا ہے تو اُسے خوف سے امن کی بشارت مل جاتی ہے۔

ابویمامہ نے کہا: میں جمعہ کی رات امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا امامؑ نے فرمایا: پڑھ، میں نے پڑھا: یہاں تک کہ ایک دن آئے گا

کہ مولا غلام کچھ کام نہیں آئے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی مگر جس پر اللہ رحم کرے گا امامؑ نے فرمایا: ہم وہ ہیں کہ جن کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے ہم ہی وہ ہیں کہ جن کا اللہ تعالیٰ نے استثناء کیا!

حدیث:

مغیرہ نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من مات وهو يحبک بعد موتک يختم الله تعالیٰ له بالايمان و من مات وهو يبغضک مات ميتة جاهلية و حوسب بما علمه.

(جو شخص تیرے مرنے کے بعد تجھ سے محبت کرے گا اُس کا اللہ تعالیٰ خاتمہ ایمان پر کرے گا اور جو اس حال میں مرے کہ تجھ سے بغض رکھتا ہو وہ جہالت کی موت مرے گا اُس کے عمل کا حساب لیا جائے گا۔)

حضرت عمار یاسرؓ سے مروی ہے:

امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ صفین کی طرف جا رہے تھے، فرات پر آئے تو اپنے اصحاب سے کہا: پانی کم کہاں ہے اور زیادہ کہاں ہے؟ وہ چلے اور ٹیلے پر پہنچے اور آواز دی اے جلندی پانی کم کہاں ہے اور زیادہ کہاں ہے۔ زمین کے نیچے سے آواز آئی یہاں تو جلندی بہت زیادہ ہیں کس جلندی سے پوچھا ہے۔ منادی مبہوت ہو گیا اُسے کچھ نہ سوجھی کہ کیا کرے وہ امامؑ کے پاس آیا اور

عرض کی مولا مجھے بہت زیادہ لوگوں نے جواب دیا ہے امامؑ نے فرمایا: اے قنبر! جا اور کہہ اے جلندی بن کرکر پانی کم اور کہاں زیادہ ہے؟ قنبرؓ گیا اور کہا:

اے جلندی بن کرکر پانی کم کہاں ہے؟ ایک شخص کی آواز آئی: تم پر افسوس!

جو میرا نام میرے باپ کا نام جانتا ہے اُسے یہ پتہ نہیں ہے کہ پانی کم کہاں ہے اور زیادہ کہاں ہے؟ حالانکہ میں مٹی بن چکا ہوں میری صرف کھوپڑی باقی رہ گئی ہے وہ بھی بوسیدہ ہو کر خاک بن چکی ہے اور مجھے مرے ہوئے تین ہزار سال گزر گئے ہیں، خدا کی قسم وہ مجھ سے زیادہ جانتا ہے کہ پانی کم کہاں ہے اور زیادہ کہاں ہے تم کتنے دل کے اندھے ہو اور تمہارا یقین کتنا کمزور ہے، اُس کے پاس جاؤ اور اس کی پیروی کرو جہاں سے گزرے اُس کے پیچھے گزر جاؤ کیونکہ سب مخلوق سے رسول خدا کے بعد اللہ تعالیٰ کے نزدیک اشرف ہے!

اے گزرنے والے اُس کے ساتھ یقین رکھ کے گزر جا۔ ایسے معجزات اس کے علاوہ کسی بشر میں نہیں ہیں!

سلیم بن قیس سے مروی ہے:

میں علی بن ابی طالب علیہ السلام کے پاس مسجد کوفہ میں حاضر ہوا لوگ اُن کے گرد جمع تھے ان کے پاس ایک یہودی اور عیسائی آئے انہوں نے سلام کیا اور بیٹھ گئے لوگوں نے کہا: مولا آپؑ کو خدا کی قسم ان سے سوال کریں تاکہ ہم دیکھیں کہ ان کے پاس کتنا علم ہے؟ امامؑ نے یہودی سے کہا: اے یہودی! اُس نے کہا: لبیک یا علیؑ!

حضرت علی علیہ السلام نے کہا: تمہارے نبی کی امت کتنے گروہوں میں تقسیم ہوگئی ہے، اُس نے کہا: وہ میرے پاس لکھی ہوئی کتاب میں ہے، امامؑ نے، فرمایا: اللہ اُس قوم کو قتل کرے جن کا تو سردار ہے، جس سے دین کے امر کے بارے میں سوال کیا ہے اور وہ کہتا ہے وہ میرے پاس کتاب میں ہے۔

پھر امامؑ عیسائی کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: تمہارے نبی کی امت کتنے گروہوں میں تقسیم ہوگئی ہے؟ اُس نے کہا اتنے اتنے!

امامؑ نے فرمایا: اگر تو وہ کہتا جو تیرے ساتھی نے کہا ہے تو یہ تیرے لئے بہتر تھا تو اپنی طرف سے غلط اندازہ لگا تا ہے اور غلطی کرے جس کا تجھے علم نہ ہو۔

پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا:

اے لوگو!

میں تورات والوں کو ان کی تورات سے جانتا ہوں، انجیل والوں کو ان کی انجیل سے جانتا ہوں قرآن والوں کو قرآن سے جانتا ہوں۔ میں تمہیں خبر دے سکتا ہوں کہ انبیاء کی امتیں کتنے گروہوں میں تقسیم ہوئیں اُس کو مجھے میرے حبیب اور آنکھوں کی ٹھنڈک رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے آپؐ نے فرمایا:

یہودیوں کے ۷۱ فرقے ہوں گے ان میں سے ستر جہنم میں اور ایک جنت میں جائے گا یہ وہ ہوں گے جنہوں نے موسیٰؑ کے وصی کی پیروی کی ہوگی عیسائیوں کے ۷۲ فرقے ہوں گے جن میں سے ۷۱ جہنم میں اور ایک جنت میں جائے گا یہ وہ ہوں گے جنہوں نے عیسیٰؑ کے وصی کی پیروی کی ہوگی۔ اور میری امت کے ۷۳

فرقے ہوں گے جن میں سے ۷۲ جہنم میں اور ایک جنت میں جائے گا یہ وہ ہوں گے جنہوں نے میرے وصی کی پیروی کی ہوگی آپؐ نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر مارا اور کہا ۷۲ فرقوں کے لوگ تیرے بارے میں اللہ کی گرہ کو حلال جانیں گے اور ایک فرقہ جو جنت میں جائے گا وہ تیرے محبّ ہوں گے اور وہ تیرے شیعہ ہوں گے!

سلیم بن قیس کی حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں خبر!

سلیم بن قیس سے مروی ہے:

جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوگئے تو ابن عباس نے بہت زیادہ گریہ کیا، اور کہا: اس امت نے اپنی نبیؐ کے بعد کیا کیا خدایا میں تجھے گواہ قرار دیتا ہوں کہ میں علی بن ابی طالبؑ اور ان کی اولاد کا دوست ہوں اور ان کے دشمن کا دشمن ہوں اور ان کے دشمن سے بری ہوں، میں ان کے امر کو تسلیم کرتا ہوں!

میں علی ابن ابی طالبؑ کے پاس مقام ذی قار میں حاضر ہوا امامؑ نے میرے لئے ایک صحیفہ نکالا اور فرمایا اے ابن عباس یہ صحیفہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے لکھوایا اور میں نے لکھا میں نے کہا: یا امیر المومنینؑ! اسے پڑھیئے آپ نے پڑھا جس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی وفات سے حسینؑ کی شہادت تک کے سارے حالات رقم تھے اُس میں تھا کیسے شہید ہونگے۔ کون قتل

کرے گا، کون اِن کی مدد کرے گا اور کون اِن سے کے ساتھ شہید ہوگا۔ اس کے بعد وہ بہت رویا اور مجھے بھی رولایا!

جو امامؑ نے پڑھا اُس میں تھا کہ وہ کیا کریں گے۔ سیدہ خاتون جنتؑ کیسے شہید ہونگی۔ حسینؑ کیسے شہید ہوں گے ان کے ساتھ امت کیسے غداری اور دھوکا دہی کرے گی۔ جب اُس نے حسینؑ کی شہادت کو بیان کیا اور کہا انہیں کون قتل کرے گا تو بہت روئے پھر صحیفہ کو بند کردیا اُس میں قیامت تک کے حالات تھے، اُس میں حضرت ابوبکر، عمر، عثمان کے بارے میں بھی لکھا ہوا تھا ان میں سے ہر انسان کی کتنی حکومت ہوگی۔ علی بن ابی طالبؑ کی بیعت کیسے ہوگی، جنگ جمل، عائشہ، طلحہ و زبیر، جنگ صفین کا واقعہ، اس میں کون قتل ہوگا۔ جنگ نہروان، ثالثوں کی کارستانیاں، معاویہ کی حکومت اور وہ جن شیعوں کو قتل کرے گا۔ لوگ ان کے ساتھ کیا کریں گے یزید بن معاویہ کیا کرے گا یہاں تک حسینؑ شہید ہو جائیں گے۔ میں نے یہ سب سنا۔ جیسا آپؐ نے کہا تھا نہ کم نہ زیادہ ویسا ہی ہوا۔ میں نے ان کی تحریر دیکھی جسے صحیفہ میں پہچان لیا جو تبدیل نہیں ہوئی تھی۔

جب امامؑ نے صحیفہ کو بند کیا تو میں نے عرض کی: کاش آپ باقی صحیفہ بھی پڑھتے امامؑ نے فرمایا: نہیں، مجھے اس سے منع کیا گیا ہے۔ اس میں وہ کچھ بھی ہے جو تیری اہل بیت اور اولاد کی طرف سے ذلیل حرکتیں صادر ہوں گی کیونکہ وہ ان کو قتل کریں گے وہ دشمنی رکھیں گے ان کی حکومت بُری ہوگی جس دن قدرت پیدا کریں۔ (اہل بیت محمدؐ کے ساتھ برا سلوک کریں گے) میں پسند نہیں کرتا کہ تو ان کی کارستانیاں سنے اور غمگین ہوجائے لیکن میں تجھے بتاتا ہوں کہ رسول خدا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات کے وقت میرے ہاتھ کو پکڑا اور میرے لئے علم کے ہزار باب کھول دیئے اور ہر باب سے ہزار باب کھل گئے۔ ابوبکر اور عمر میری طرف دیکھتے تھے کہ آپؐ نے میری طرف اس بات کا اشارہ کیا ہے میں باہر نکلا تو دونوں نے کہا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو کہا! حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: میں نے انہیں بتایا کہ آپؐ نے مجھے کیا کہا ہے انہوں نے اپنے ہاتھوں کو حرکت دی پھر میری بات کو دھرایا پھر واپس لوٹ گئے اور میری بات دھراتے گئے اور ہاتھوں سے اشارے کرتے گئے۔

امامؑ نے فرمایا: اے ابن عباس! جب بنی امیہ کی حکومت ختم ہوگی سب سے پہلے بنی ہاشم سے جو شخص بادشاہ بنے گا وہ تیری اولاد سے ہوگا اور وہ یہ کام کریں گے! ابن عباس نے کہا: اجازت ہو تو اس صحیفہ کو لکھ لوں یہ میرے نزدیک اس سے محبوب ہے کہ جس پر سورج طلوع کرتا ہے!

صحیفہ کتابی کی خبر!

سلیم بن قیس سے مروی ہے: ہم جنگ صفین میں حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ ہمارا لشکر ایک عیسائی گرجے کے پاس رکا اور ہم نے وہاں پڑاؤ کیا، گرجے سے ایک خوبصورت اچھی ہیئت والا بزرگ نکلا اس کے پاس ایک کتاب تھی! وہ لوگوں کو دیکھنے لگا۔ یہاں تک کہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس آیا اور انہیں خلیفۂ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ کر سلام کیا: پھر کہا:

میں حضرت عیسی علیہ السلام کے ایک خاص اور بارہ میں سے افضل حواری

کی اولاد سے ہوں، سب حواریوں سے محبوب...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسے وصیت کی، اپنی کتابیں دیں، علم دیا اور حکمت دی اس کی اولاد اپنے حقیقی دین پر رہی اور حضرت کے ساتھ متمسک رہے نہ کفر کیا۔ نہ مرتد ہوئے نہ کتابوں میں کمی بیشی کی پس اُس کی ملت تبدیل نہیں ہوئی اور نہ مرتد اور نہ ہی انہوں نے تحریف کی ہے وہ کتابیں اور حضرت عیسیٰ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے نسخے میرے پاس ہیں اُس میں آیندہ کے حالات ذکر ہیں......

اُس میں لکھا ہے کہ: اللہ تعالیٰ عرب سے اسماعیلؑ بن ابراہیم خلیل الرحمٰن کی اولاد سے ارض تھامہ کے مکہ نامی دیہات سے ایک شخص کو مبعوث کرے گا جسے احمدؐ کہا جاتا ہوگا اُس کے بارہ (امام) ہوں گے۔ آپؐ کی مبعث، میلاد، ہجرت، جنگیں، مددگار، دشمن، کتنا عرصہ زندہ رہے گا۔ آپؐ کی امت میں تفرقہ اور اختلاف سب ذکر تھا۔ اس میں ہر ہادی امام کا نام اور ہر گمراہ امام کا نام تھا یہاں تک کہ عیسیٰؑ آسمان سے اترے گا اُس کتاب میں اولاد اسماعیلؑ بن ابراہیم خلیل الرحمٰن سے تیرہ لوگوں کا ذکر تھا جو اللہ تعالیٰ کے مختار ہیں اللہ ان کے دوستوں کا دوست، دشمنوں کا دشمن ہے جو ان کی اطاعت کرے گا وہ اللہ کی اطاعت کرے گا جو اللہ کی اطاعت کرے گا ہدایت پائے گا جو ان کی نافرمانی کرے گا گمراہ ہوگا۔ ان کی اطاعت اللہ کے لیے رضا کا موجب ہے، ان کی معصیت اللہ کے لئے گناہ کا سبب ہے ان کے نام، نسب، صفات، کتنی زندگی گزاریں گے یکے بعد دیگرے لکھا تھا کتنے لوگ دین چھپائیں گے اور قوم سے چھپ کر رہیں گے ان میں سے کون ظاہر ہوگا۔ کون بادشاہ بنے گا اور لوگ اُس کی

اطاعت کریں گے یہاں تک کہ عیسیٰؑ آخری کے پاس آسمان سے زمین پر اترے گا۔ اور اُس کے پیچھے نماز پڑے گا۔ کہے گا کہ آپؑ آئمہ ہو کوئی آپؑ تم سے مقدم نہیں ہو سکتا! آپؑ مقدم ہوں اور لوگوں کو نماز پڑھائیں اور عیسیٰؑ پیچھے نماز پڑھیں گے ان میں سے اوّل سب سے افضل تھا اُسے ان کا اور اطاعت کرنے والوں اور ہدایت پانے والوں کی مثل اجر ملے گا۔

احمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جس کا نام محمدؐ بن عبداللہ، یاسین، طٰہٰ، فاتح، خاتم، حاشر، عاقب، ماحی، قائد در ساجدین ہے یعنی نبیوں کی اصلاب میں! وہ اللہ کا نبی، خلیل خدا، حبیب خدا، مختار خدا وہ دل سے دیکھتا ہے اور زبان سے کلام کرتا ہے وہ نصیحت کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم مخلوق ہے، اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے اللہ تعالیٰ نے کوئی مرسل نبی اور نہ مقرب فرشتہ آدم سے لیکر یہاں تک اس سے بہتر پیدا کیا جو اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو محبوب ہو۔ اُسے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عرش کے سامنے بٹھائے گا وہ جس کی شفاعت کرے گا اُس کی شفاعت قبول ہو گی اُس کے نام کے ذریعہ سے لوح محفوظ اور قلم جاری ہوگا اور ام الکتاب میں قلم جاری ہوگا جس میں محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہے اور اُس کے دوست کا ذکر ہے جو عرش کے سامنے قیامت کے دن اس کا لواء الحمد جھنڈا اُٹھائے گا وہ آپ کا بھائی، وزیر خلیفہ اور امت میں وصی ہے آپؐ کے بعد اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہے وہ علیؑ بن ابی طالبؑ ہے جو آپ کا حقیقی چچا زاد بھائی ہے اور آپؐ کے بعد ہر مومن، مومنہ کا ولی ہے!

پھر اس کے بعد محمدؐ کی بیٹی فاطمہ زہرا علیہا السلام کی اولاد سے گیارہ لوگ ہوں گے جن کے نام ہارونؑ کے دو بیٹوں شبر و شبیر کے نام پر ہوں گے اور اُس کے دونوں بیٹوں میں سے چھوٹے بیٹے کے نو بیٹے امام ہوں گے وہ ایک کے بعد دوسرا حجت خدا ہوگا ان میں سے آخری عیسیٰؑ ابن مریم کو نماز پڑھائے گا۔ اس میں ہر بادشاہ اور ہر چھپے ہوئے کا نام ہے ان میں سے جو ظہور کرے گا وہ تمام شہروں کو عدل و انصاف سے پُر کردے گا جیسا کہ وہ پہلے ظلم و ستم سے پُر ہوں گے وہ مشرق و مغرب کے درمیان ہر جگہ کا بادشاہ ہوگا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُسے اہل زمین کے لئے ظاہر کرے گا۔ جب وہ نبی آیا تو میرا باپ اُس پر ایمان لے آیا تھا اور اُس نے اس کی تصدیق کی تھی وہ بہت بوڑھا ہوگیا اور مر گیا اُس نے مجھے کہا تھا جس محمدؐ کے خلیفہ کا ذکر اس کتاب میں ہے وہ تین خلیفوں کے بعد میں آئے گا اور یہاں سے گزرے گا۔ ان تینوں کے نام قبائل میرے پاس موجود ہیں وہ فلاں فلاں ہیں ان میں سے ہر ایک کتنی کتنی بادشاہی کرے گا جب بعد میں وہ آئے گا جس کا خلافت حق ہے تو اُس کے پاس جانا اور اس کی بیعت کرنا اور اُس کے ساتھ جہاد کرنا اُس کے ساتھ جہاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد کی مثل ہے اُس سے محبت اللہ اور محمدؐ سے محبت ہے اُس سے دشمنی اللہ اور محمدؐ سے دشمنی ہے اے امیر المومنینؑ اپنا ہاتھ دراز کریں تا کہ میں آپ کی بیعت کروں:

اشهد ان لا اله الا اللّٰه وحده لا شريك له وان محمدا عبده و رسوله و انك خليفته على امته و شاهده على خلقه و

حجته علی عباده:

اسلام اللہ کا دین ہے اور اُس نے اسے اپنے اولیاء کے لئے پسند کیا ہے یہ عیسیٰؑ کا دین ہے اُس سے پہلے والے نبیوں رسولوں کا دین ہے میرے آباؤ اجداد اسی پر کاربند تھے میں آپ سے محبت اور آپ کے دشمن سے برائت کرتا ہوں آپ کی اولاد سے گیارہ اماموں سے محبت کرتا ہوں اور ان کے دشمنوں، مخالفوں، ظالموں اور اولین و آخرین سے ان کے حق کا انکار کرنے والوں سے برائت کرتا ہوں، امامؑ نے اپنا دست مبارک دراز کیا اور اُس نے بیعت کرلی امامؑ نے فرمایا اپنے والی کتاب مجھے اُس نے کتاب دی امامؑ نے اس کا ترجمہ عربی میں کروایا پھر امام حسینؑ سے فرمایا میرے والی کتاب لے آؤ جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے لکھوائی تھی وہ لے آئے دونوں کو ملایا تو لفظ بہ لفظ ایک ہی شے تھی گویا کسی ایک شخص نے دونوں کتابوں کو لکھا ہو۔ امامؑ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور کہا اگر اللہ زبردستی چاہتا تو امت کا اختلاف نہ ہوتا تو تفرقہ نہ ہوتا، الحمد للہ مجھے بھلایا نہیں میرا اجر ضائع نہ کیا میری یاد اپنے اور اولیاء کے نزدیک ختم نہیں کی ہے مجھے یاد رکھا جو شیعہ وہاں تھے خوش ہوئے۔ جو دشمن وہاں تھے انہیں برا لگا یہاں تک ان کے چہروں...... اور اڑے ہوئے رنگوں سے ہم نے انہیں پہچان لیا۔

سلمانؑ، مقدادؑ اور ابوذرؓ سے مروی ہے:

ایک شخص نے حضرت علی علیہ السلام سے مفاخرہ کیا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا علیؑ! اہل مشرق و مغرب، عرب وعجم پر تجھے فخر حاصل

ہے کیونکہ تو ان سب سے بہتر ہے اس لئے کہ تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابن عم ہے۔ سب سے اپنی زوجہ کے اعتبار سے بہتر ہے، بردباری کے اعتبار سے بہتر ہے۔ تو نے اسلام لانے میں پہل کی۔ تجھ میں سب سے زیادہ علم ہے، تجھ میں دوسروں کی نسبت اپنے نفس اور مال میں بہت زیادہ بے نیازی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب کا سب سے بہتر قاری ہے، میری سنت کو سب سے زیادہ جانتا ہے، سب سے بڑا بہادر ہے اور جنگجو ہے، تیرا ہاتھ سب سے عمدہ ہے، سب سے زیادہ دنیا میں زہد رکھتا ہے۔ سب سے سخت جہاد کرنے والا ہے، سب سے اخلاق اچھا ہے، سب سے زیادہ سچی زبان رکھتا ہے، اللہ کو اور مجھے زیادہ دوست رکھتا ہے، تو میرے بعد تیس سال زندہ رہے گا جس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گا!

اور قریش کے اپنے اوپر کئے جانے والے مظالم پر صبر کرے گا پھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے گا جب تجھے مددگار مل جائیں تو قرآن مجید کی تاویل پر جنگ کرنا جس طرح میں نے قرآن مجید کی تنزیل پر جہاد کیا پھر تجھے شہید کر دیا جائے گا تیری داڑھی تیرے سر کے خون سے رنگین ہو جائے گی۔ ناقہ صالح کے مارنے والے لوگوں کی مانند تجھے قتل کیا جائے گا تیرا قاتل وہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ سے دور اور مبغوض ہوگا۔ اے علیؑ تو میرے بعد ہر بات میں غالب اور مغلوب مغصوب ہوگا۔ (جس کا حق چھین لیا گیا ہو) تو مصیبتوں پر صبر کرے گا تیرا اجر ضائع نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ تجھے میری طرف سے اسلام کی خدمت کے لئے جزائے خیر دے گا!

☆☆☆

مسترشد کوفی کی خبر!

سلمانؓ ،ابوذرؓ ،مقدادؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمر کے دور میں ایک شخص کوفہ سے آیا اوران کے پاس بیٹھ گیا اُس نے ان سے سوال کئے انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ کی کتاب اورعلیؑ بن ابی طالبؑ کے دامن کو پکڑ لے کیونکہ وہ قرآن مجید کے ساتھ اور اُس سے جدا نہیں ہے ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپؐ نے فرمایا:

ان علیامع الحق و الحق معه یدور معه کیفما دارو انه اول من آمن بی و اول من یصافحنی یوم القیامة وھو الصدیق الاکبر والفاروق بین الحق والباطل وھو وصیی و وزیری و خلیفتی فی امتی من بعدی فیقاتل علی سنتی......

(علیؑ حق کے ساتھ ہے اور حق علیؑ کے ساتھ ہے جہاں علیؑ جاتا ہے وہاں حق پیچھے پیچھے جاتا ہے وہ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا وہ سب سے پہلے قیامت کے دن مجھ سے مصافحہ کرے گا وہ صدیق اکبرؑ اور حق وباطل کے درمیان فاروق ہے وہ میرا وصی، میرا وزیر، میرے بعد میری امت میں میرا خلیفہ ہے، میری سنت کو بچانے کے لئے جہاد کرے گا۔) خدا کی قسم! وہ صدیق اکبر اور فاروق اکبر ہے۔ خدا کی قسم! علیؑ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ ہے، وہ امیر المومنینؑ ہے ہمیں اور انہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم کے دن حکم دیا کہ اسے امیر المومنین کہہ کر سلام کرو، اور اس کی بیعت کرو۔

حضرت علی علیہ السلام کی فضیلت میں وارد اخبار!

جابرؓ نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے:

میں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحرائے مدینہ کی طرف گئے، جب ہم کھجوروں کے باغ میں پہنچے کھجوروں نے کھجوروں سے کہا:

هذا النبي المصطفى وذا علي المرتضىٰ

(یہ نبی مصطفیٰ ہے اور وہ علی مرتضیٰؑ ہے)

پھر تیسری نے چوتھی سے کہا: یہ موسیٰ اور وہ ہارونؑ ہے پھر پانچویں نے چھٹی سے کہا: یہ خاتم النبیینؐ ہے اور وہ خاتم الوصیینؑ ہے۔ یہ سن کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف دیکھا اور مسکرائے، آپؐ نے فرمایا:

یا اباالحسنؑ! تم نے سنا، میں نے عرض کی: یارسول اللہؐ جی!

ان کھجوروں کا نام کیا ہے...... میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ان کا نام صحافی (پکارنے والی ہے کیونکہ انہوں نے اے علیؑ میری اور تیری فضیلت کو بیان کیا ہے!

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آباء سے، حضرت علی علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے:

مجھے حضرت عمر نے خبر دی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

علیؑ کی اس امت پر فضیلت ایسے ہے جیسے ماہ رمضان دوسرے مہینوں سے افضل ہے علیؑ کی اس امت پر فضیلت ایسے ہے جیسے جمعہ کا دن دوسرے

دنوں سے افضل ہے۔ خوشا بہ حال وہ جو اس پر ایمان لے آیا، جس نے اس کی ولایت کی تصدیق کی، ہلاکت اُس کے لئے ہے جس نے اس کا انکار کیا اور اس کے حق کا انکار کیا، اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ اُس کی روح کو قیامت کے دن کچھ نہ دے اور اُسے محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہوگی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آباء سے جابرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

فاطمہؑ میرا دل ہے، اس کے بیٹے میرے میوۂ دل میں۔ اس کا شوہر میری آنکھوں کا نور ہے اس کی نسل سے آئمہ میرے امین ہیں اور دراز رسی ہیں جو ان سے متمسک ہوگا نجات پا جائے گا اور جو ان سے دور رہے گا وہ ہلاک ہوگا۔

ابن عباس سے مروی ہے: بنی اسرائیل سے اللہ تعالیٰ نے بارش کو اٹھا لیا کہ وہ اپنے انبیاء کے بارے میں بُری رائے رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ اس امت سے بارش کو اٹھا لے گا کہ وہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے بغض رکھتے ہوں گے۔

اعرابی کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خبر!

سرکار سلمان فارسی سے مروی ہے۔

ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے کہ ایک اعرابی آیا اور اُس نے سلام کیا ہم نے سلام کا جواب دیا اُس نے کہا: تم میں بدر تمام اور مصباح الظلام محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون ہے جو الملک العلام کی طرف سے رسول ہے..... کیا یہ خوبصورت چہرے والا ہے ہم نے کہا: ہاں! اے عرب! بیٹھ

وہ بیٹھ گیا، اُس نے کہا: اے محمدؐ! میں بن دیکھے آپ پر ایمان لے آیا میں نے آپؐ سے ملاقات کئے بغیر آپؐ کی تصدیق کی مگر یہ کہ اب مجھے آپؐ کی طرف سے ایک بات کا پتہ چلا ہے!

آپؐ نے فرمایا: کس بات کا تجھے علم ہوا ہے؟

اُس نے کہا: آپؐ نے ہمیں توحید و رسالت کی دعوت دی ہم نے قبول کی!

آپؐ نے ہمیں نماز، زکوۃ، روزہ حج، جہاد کی دعوت دی ہم نے قبول کی!

آپؐ اس پر راضی نہ ہوئے پھر آپؐ نے ہمیں اپنے چچازاد بھائی علیؑ بن ابی طالبؑ کی ولایت کی دعوت دے دی ہے اس کی محبت کو زمین میں ہم پر آپؐ نے فرض قرار دے دیا ہے یہ آپؐ نے اپنی مرضی سے کہا ہے یا اللہ تعالیٰ نے آسمان میں فرض قرار دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اِسے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین والوں کے لئے فرض قرار دیا ہے۔ اعرابی نے کہا: آپؐ نے جو ہمیں حکم دیا ہے آپؐ کا حکم سر آنکھوں پر!

وہی ہمارے پروردگار کی طرف سے حق ہے!

آپؐ نے فرمایا: اے اعرابی! اللہ تعالیٰ نے علیؑ کو پانچ اوصاف سے نوازا ہے اُن میں سے ہر ایک دنیا و مافیہا سے بہتر ہے! میں تجھے ان اوصاف کے بارے میں بتاتا ہوں! اُس نے کہا: ہاں یارسولؐ اللہ!

آپؐ نے فرمایا: جنگ بدر ختم ہوئی میں بیٹھا ہوا تھا کہ جبرائیلؑ آیا اور اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام پیش اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اے محمدؐ!

میں نے اپنی جان کی قسم کھائی ہے کہ:

میں علیؑ کی محبت کے بارے میں صرف اُسے الہام کروں گا جسے تو دوست رکھتا ہے اور جسے تو دوست رکھتا ہے اُسے علیؑ کی محبت الہام کروں گا!

(۲) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میں اپنے چچا حضرت حمزہ علیہ السلام کو دفن کرنے سے فارغ ہوا تو جبرائیلؑ آیا اُس نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام پہنچانے کے بعد اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا:

میں نے نماز کو فرض قرار دیا ہے اور اُسے بیمار سے اُٹھالیا ہے۔

میں نے روزہ کو فرض قرار دیا ہے اور اُسے مسافر سے اٹھالیا ہے۔

میں نے حج کو فرض قرار دیا ہے اور اُسے فقیر سے اٹھالیا ہے۔

میں نے زکوٰۃ کو فرض قرار دیا ہے اور اُسے اس سے جس کے پاس مال نہیں ہے...... اٹھالیا ہے۔

میں نے آسمانوں اور زمین والوں کے لئے علی بن ابی طالبؑ کی محبت کو فرض قرار دیا ہے اور اس میں کسی کو رخصت نہیں دی ہے۔

(۳) آپؐ نے فرمایا: خداوند نے جو مخلوق پیدا کی ہے ہر ایک کے لئے سردار مقرر کیا ہے۔ گدھ پرندوں کی سردار ہے، بیل چوپاہوں کا سردار ہے، شیر درندوں کا سردار ہے۔ جمعہ دوسرے دنوں کا سردار ہے۔ رمضان دوسرے مہینوں کا سردار ہے، اسرافیل فرشتوں کا سردار ہے آدمؑ انسانوں کا سردار ہے، میں انبیاء کا سردار ہوں، علیؑ اوصیاء کا سردار ہے۔

(۴) آپؐ نے فرمایا: علی بن ابی طالب علیہ السلام کی محبت ایک درخت ہے جس

کی جڑ جنت میں ہے اور ٹہنیاں دنیا میں ہیں جو دنیا میں اُس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے وہ اسے جنت میں لے جائے گا۔

علیؑ سے بغض ایک درخت ہے، جس کی جڑ جہنم میں ہے اور ٹہنیاں دنیا میں ہیں جو دنیا میں اس سے بغض رکھتا ہے وہ اُسے جہنم میں لے جائے گا۔

(۵) آپؐ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا میرے لئے عرش کی دائیں طرف منبر ہوگا پھر ابراہیمؑ کے لئے منبر لگایا جائے گا جو میرے منبر کے ساتھ عرش کی دائیں طرف منبر ہوگا پھر ابراہیمؑ کے لئے منبر لگایا جائے گا جو میرے منبر کے ساتھ عرش کی دائیں طرف ہوگا پھر ایک بہت بلند کرسی لائی جائے گی جو کرامت کی کرسی ہوگی ان دو منبروں کے درمیان رکھی جائے گی۔ میں اپنے منبر پر، ابراہیمؑ اپنے منبر پر اور علی بن ابی طالبؑ اُس کرسی پر ہوگا۔ کسی آنکھ نے ایسا حبیب نہیں دیکھا ہوگا جو دو خلیلوں کے درمیان ہو!

آپؐ نے فرمایا: علیؑ کی محبت حق ہے اللہ تعالیٰ اس کے محبوں کو دوست رکھتا ہے، علیؑ میرے ساتھ ایک محل میں ہوگا!

اعرابی نے کہا: اللہ، رسولؐ اور آپؐ کے چچازاد علی ابن ابی طالبؑ کے لئے سر آنکھوں پر۔

جابر بن ابن عبداللہ انصاریؓ سے مروی ہے کہ:

ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک اعرابی آیا جس کا بُرا حال تھا پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے اُس کی آنکھوں سے فقیری جھلک رہی تھی! اُس کے ساتھ اُس کے گھر والے بھی تھے......وہ مسجد

میں آیا اور آپ پر سلام کیا اور اپنی تنگدستی کے بارے میں بتایا اور کچھ لینے کے بارے میں سوال کیا!

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی بات سن کر بہت روئے اور فرمایا:

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں ثواب حاصل کرنے کا موقع دیا ہے اور تمہاری طرف اجر کو بھیجا ہے اس کی جزا اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ہے کہ جنت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر کی مانند گھر ملے گا تم میں سے کون ہے جو اس فقیر کی امداد کرے لیکن کسی نے کوئی جواب نہ دیا، مسجد کے ایک کونے میں علی بن ابی طالبؑ مستحبی نماز پڑھ رہے تھے انہوں نے نماز کے دوران اعرابی کو اشارہ کیا وہ ادھر گیا!

اتنے میں آپؐ پر وحی نازل ہوئی۔

انـمـا ولیکم اللہ و رسوله و الذین امنوا الذین یقیمون الصلاۃ و یوتون الزکاۃ و ھم راکعون و من یتولی اللہ و رسوله والذین امنوا فان حزب اللہ ھم الغالبون.

(تمہارا ولی اللہ ہے، رسولؐ ولی ہے اور وہ جو ایمان لے آئے، نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اس حال میں کہ وہ رکوع میں ہوتے ہیں جو اللہ رسولؐ اور صاحبان ایمان کو دوست رکھتا ہے اللہ کا گروہ غالب ہے۔)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے مسلمانو! تم میں سے کس نے آج نیک عمل انجام دیا ہے کہ خداوند نے اُسے مومن مومنہ کا ولی بنا دیا ہے انہوں نے کہا: یا رسول اللہ سوائے علی بن ابی طالبؑ کے کسی نے آج نیک عمل

انجام نہیں دیا اُس نے اعرابی کو نماز کی حالت میں اپنی انگوٹھی صدقہ میں دی ہے!

آپؐ نے فرمایا:

وجبت الولایة لابن عمی علی بن ابی طالب

(میرے چچا زاد بھائی علیؑ بن ابی طالبؑ کے لئے ولایت واجب ہوگئی ہے۔) پھر آیت تلاوت کی، اُس نے اعرابی کو صدقہ دیا جس کی مالیت پانچ سو ہے۔ اعرابی نے انگوٹھی لی اور واپس چلا گیا۔

اسقف اور اُس کے سوال!

اسقف نجرانی ایک وفد کے ساتھ حضرت عمر کے پاس آیا تا کہ اپنا جزیہ جمع کروائے! حضرت عمر نے اُسے اسلام کی دعوت دی تو اسقف نے کہا تم لوگ کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے جنت بنائی ہوئی ہے۔ جس کی چوڑائی زمین و آسمان جتنی ہے۔ اگر یہ درست ہے تو جہنم کہاں گئی؟ حضرت عمر خاموش ہو گئے۔ اور کوئی جواب نہ دے سکے! اس کے ساتھ موجود لوگوں نے کہا امیر المومنین جواب دو ورنہ اسلام پر طعن وارد ہوگا راوی کہتا ہے حضرت عمر حاضرین سے شرمندگی کی وجہ سے کچھ دیر خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا اچانک دیکھا کہ مسجد کے دروازے سے ایک شخص داخل ہوا جس کے پاس علم نبوت سے لبریز ایک گٹھڑی تھی وہ حضرت علی علیہ السلام تھے جو مسجد نبوی میں داخل ہوئے انہیں دیکھتے ہی لوگوں کے چہروں پر رونق آ گئی۔ حضرت عمر کھڑے ہوئے سب لوگ کھڑے ہو گئے اور کہا میرے مولا آپؑ کہاں تھے ہم سے اسقف نے ایک بڑی بات کہہ دی ہے

اے میرے مولا جلدی بتائیں یہ مسلمان ہونا چاہتا ہے۔ آپؑ اسلام میں چودھویں کے چاند ہیں، اندھیروں میں روشنی دینے والا چراغ ہیں اور رسول خداؐ کے چچازاد ہیں! حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اے اسقف تو کیا کہتا ہے؟ اسقف نے کہا! اے جوان! تم کہتے ہو کہ جنت کی چوڑائی زمین و آسمان جتنی ہے اگر یہ درست ہے تو جہنم کہاں ہوگی؟

امام علیہ السلام نے فرمایا جب رات آتی ہے تو دن کہا جاتا ہے؟

اسقف نے کہا اے جوان تم کون ہو؟ اُس نے کہا مجھے چھوڑ دو تا کہ اس سے سخت سوال پوچھوں اے عمر مجھے بتاؤ وہ کونسی زمین ہے جہاں سورج کی روشنی صرف ایک بار پڑی اور اُس کے بعد کبھی بھی سورج کی کرنیں اُس پر نہیں پڑیں۔

حضرت عمر نے کہا مجھے معاف رکھو اور علی بن ابی طالبؑ سے پوچھو اب اُس نے کہا اے ابوالحسنؑ اس کا جواب دو؟

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا وہ جگہ ہے جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا کے کنارے کھڑے ہو کر اپنے عصا کو مارا تھا اور راستہ بن گیا تھا آپؑ کا لشکر دریا سے گزر گیا تھا۔ اُس وقت اس جگہ پر سورج کی روشنی پڑی، نہ اس سے پہلے اور نہ ہی اس کے بعد وہاں سورج کی روشنی پڑی جب فرعون اور اس کا لشکر دریا میں داخل ہوا تو پھر سے پانی مل گیا اور وہ غرق ہو گئے۔

اسقف نے کہا اے جوان آپؑ نے سچ کہا ہے۔

مجھے اُس شئے کے بارے میں بتائیں جو دنیا میں اہل دنیا کے پاس ہوتی ہے لوگ اسے جس قدر خرچ کریں وہ کم نہیں ہوتی بلکہ زیادہ ہوتی ہے۔

آپؑ نے فرمایا وہ قرآن اور علوم ہیں۔

اسقف نے کہا آپؑ نے سچ کہا ہے بتائیں سب سے پہلا خدا کا ایلچی جسے اللہ تعالیٰ نے راہنمائی کے لیے زمین پر بھیجا اس حال میں کہ وہ نہ جن تھا اور نہ ہی انسان تھا؟ آپ نے فرمایا وہ کوا تھا۔ جب قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا تو گھبرا گیا کہ کیا جائے اس وقت اللہ تعالیٰ نے کوے کو زمین پر بھیجا تا کہ اسے پتہ چل جائے کہ یہ بھائی کی میت کو کیسے زمین میں دفن کرے۔

اسقف نے کہا اے جوان تو نے سچ کہا ہے اب ایک سوال باقی رہ گیا ہے جس کی بابت چاہتا ہوں کہ اس کا جواب یہ (حضرت عمر) دے اُس نے کہا اے حضرت عمر بتاؤ اللہ کہاں ہے؟ حضرت عمر ناراض ہو گئے اور خاموش ہو گئے کوئی جواب نہ دیا، حضرت امام علی علیہ السلام متوجہ ہوئے اور فرمایا اے ابو حفص غصب میں نہ آ اس لئے کہ یہ شخص نہ کہہ سکے کہ آپ عاجز آ گئے۔ حضرت عمر نے کہا اے ابوالحسنؑ آپ ہی اسے جواب دے دیں؟

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میں ایک دن رسولؐ خدا کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک فرشتہ آیا اُس نے سلام کیا آپؐ نے جواب دیا اور پوچھا کہاں سے آ رہا ہے اُس نے کہا سات آسمانوں کے اوپر سے اللہ تعالیٰ کے پاس سے آ رہا ہوں۔

پھر ایک فرشتہ آیا جس سے آپؐ نے پوچھا کہاں سے آ رہا ہے؟ اس نے کہا زمین کی ساتویں تہہ سے اللہ تعالیٰ کے پاس سے آیا سے آیا ہوں۔

پھر تیسرا فرشتہ آیا آپؐ نے پوچھا کہاں سے آ رہا ہے؟ اس نے کہا جہاں

سے سورج طلوع کرتا ہے وہاں سے اللہ تعالیٰ کے پاس سے آ رہا ہوں!

پھر ایک اور فرشتہ آیا آپؑ نے پوچھا کہاں سے آ رہا ہے؟ اُس نے کہا جہاں سورج غروب ہوتا وہاں سے اللہ تعالیٰ کے پاس سے آ رہا ہوں! کیونکہ اللہ تعالیٰ سے کوئی جگہ کوئی شے خالی نہیں ہے وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے زمین میں اور آسمانوں میں کوئی ذرہ ایسا نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی نظروں سے پوشیدہ ہو! نہ چھوٹا اور نہ ہی بڑا وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے اگر کوئی تین لوگ چھپ کر بات کریں تو وہ ان میں چوتھا ہوتا ہے اگر کوئی پانچ چھپ کر بات کریں تو وہ ان میں چھٹا ہوتا ہے لوگ جہاں بھی چلے جائیں گے وہ ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ جب اسقف نے امام المتقین امیر المومنین سرکار علیؑ کی پرمغز گفتگو سنی تو کہا۔ اپنا ہاتھ بڑھاؤ۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ و انک خلیفۃ اللہ فی ارضہ و وصی رسولہ"

(میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور آپؑ اللہ کے زمین میں خلیفہ اور اس کے رسول کے وصی ہیں) یہ شخص اس مقام پر فائز نہیں ہے اس کے آپؑ ہی اہل ہیں یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام مسکرانے لگے۔

مقداد بن اسود کندی سے مروی ہے:

ہم اپنے سردار رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے آپؐ استعار کعبہ کے پاس تشریف فرما تھے۔ آپؐ نے فرمایا: خدایا! میری مدد فرما، میری کمر کو

مضبوط بنا، میرے سینے کو کھول دے اور میرے ذکر کو بلند کر! جبرائیل وحی لے کر آیا:

الم نشرح لک صدرک و وضعنا عنک وزرک الذی انقض ظهرک ورفعنا لک ذکرک

(کیا ہم نے تیرے سینے کو کشادہ نہیں کیا تجھ سے بوجھ کو اٹھالیا جس نے تیری کمر کو جھکایا ہوا تھا اور ہم نے تیرے ذکر کو بلند کر دیا ہے!)

ابن عباس سے مروی ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت سے ستر ہزار لوگ جنت میں داخل ہوں گے جن کا نہ حساب ہو گا نہ عذاب! پھر علیؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: وہ تیرے شیعہ اور تو ان کا امام ہے!

حضرت عمر سے مروی ہے:

حضرت علی علیہ السلام کو پانچ اوصاف عطا ہوئے کاش ان میں سے ایک بھی میرے لئے ہوتا تو یہ دنیا و آخرت سے زیادہ محبوب ہوتا۔ انہوں نے کہا: وہ کون سے اوصاف ہیں، حضرت عمر نے کہا:

(۱) فاطمہؑ سے شادی ہوئی۔

(۲) مسجد میں کھلنے والے ہم سب کے دروازے بند ہو گئے لیکن علیؑ کا دروازہ کھلا رہا۔

(۳) علیؑ کے گھر پر تارہ اترا۔

(۴) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کل میں علم اُسے دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسول کو دوست رکھتا ہوگا اور اللہ اور اس کا رسولؐ اسے دوست رکھتا ہوگا وہ کرار ہوگا، فرار ہونے والا نہیں ہوگا اُس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ خیبر کو فتح کرے گا۔

(۵) رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تیری نسبت میرے ساتھ وہی ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ کے ساتھ تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

میں چاہتا تھا کہ ان میں سے ایک وصف بھی مجھ میں ہوتا!

ابن مسعود سے مروی ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب آدمؑ پیدا ہوا اور اُس میں روح آئی تو اُس نے چھینک ماری اُس نے الحمد للہ کہا...... اللہ تعالیٰ نے وحی کی! اے میرے بندے تو نے میری حمد کی ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم اگر تیری صلب سے انہیں پیدا نہ کرنا ہوتا تو تجھے پیدا نہ کرتا اے آدمؑ سر اُٹھاؤ اور دیکھو...... اُس نے سر اُٹھایا اور عرش کی طرف دیکھا وہاں لکھا ہوا تھا:

لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللہ نبی الرحمۃ و علی امیر المومنین مقیم الحجۃ فمن عرف حقہ زکا و طاب و من انکر حقہ کفر و خاب و بعزتی و جلالی انی ادخل الجنۃ من اطاعہ و الیت علی نفسی ان ادخل النار من عصاہ.

(سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی معبود نہیں ہے، محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو نبی رحمت ہے اور حضرت علیؑ امیر المومنین ہے جو مقیم حجت ہے جس

نے اُس کے حق کو جانا وہ پاک ہوا اور جس نے اُس کے حق کا انکار کیا ہے وہ کافر ہوا، مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم جو اس کی اطاعت کرے گا اُسے جنت میں بھیجوں گا۔ اور جو اس کی نافرمانی کرے گا اُسے جہنم میں داخل کروں گا۔)

جنت کے دروازوں کی حدیث!

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب میں معراج پر گیا تو مجھے جبرائیل نے کہا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپ کو جنت اور جہنم دِکھاؤں میں نے جنت اور اُس کی نعمتوں کو دیکھا، جہنم اور اس کے عذاب کو دیکھا جنت کے آٹھ دروازے تھے ہر دروازے پر چار کلمات تھے، ہر کلمہ دنیا و مافیہا سے بہتر تھا اُس کے لئے جو جان لے اور عمل کرے۔ مجھے جبرائیلؑ نے کہا: اے محمدؐ دروازوں پر جو لکھا ہوا ہے اسے پڑھیئے میں نے کہا میں نے پڑھ لیا ہے۔

(۱) جنت کے پہلے دروازے پر:

لکھا ہوا تھا!

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ......

ہر شے کا حیلہ ہوتا ہے زندگی کا حیلہ چار چیزیں ہیں ۱۔ قناعت ۲۔ سینے سے کینے کا دور رکھنا۔ ۳۔ حسد کا ترک کرنا۔ ۴۔ اہل خیر کے ساتھ نشست و برخاست رکھنا۔

(۲) جنت کے دوسرے دروازہ پر:

لکھا ہے:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ......

چار چیزیں ہیں اور آخرت کے سرور کا حیلہ۔

۱۔ یتیم پروری۔

۲۔ بیوگان کی سرپرستی

۳۔ مسلمانوں کی حاجت روائی کی کوشش

۴۔ فقراء و مساکین کا خیال رکھنا

(۳) جنت کے تیسرے دروازے پر:

لکھا ہے:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ......

ہر شے سوائے ذات خدا کے ہلاک ہونے والی ہے دنیا میں صحت کا حیلہ

چار چیزیں ہیں۔

(۱) کم بولنا۔

(۲) کم سونا۔

(۳) کم چلنا۔

(۴) کم کھانا۔

☆☆☆

(۴) جنت کے چوتھے دروازے پر:

لکھا ہے:

لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ علی ولی اللّٰہ

(۱) جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ مہمان کی عزت کرے۔

(۲) جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ والدین کی عزت کرے۔

(۳) جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھا بولے ورنہ خاموش رہے۔

(۵) جنت کے پانچویں درازے پر:

لکھا ہے:

لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ علی ولی اللّٰہ

۱۔ جو چاہتا ہے کہ اُسے کوئی گالی نہ دے۔

۲۔ جو چاہتا ہے کہ اُسے کوئی ذلیل نہ کرے!

۳۔ جو چاہتا ہے کہ اُس پر کوئی ظلم نہ کرے اور وہ کسی پر ظلم نہ کرے!

۴۔ جو چاہتا ہے کہ دنیا و آخرت میں مضبوط رسی کو تھام لے!

وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے!

(۶) جنت کے چھٹے دروازے پر:

لکھا ہے:

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ علی ولی اللّٰہ......

۱۔ جو چاہتا ہے کہ میری قبر وسیع ہو وہ مساجد بنائے۔

۲۔ جو چاہتا ہے کہ قبر میں اُس کے جسم کو کیڑے نہ کھائیں وہ مسجد میں جھاڑو دے اور مسکینوں کو کپڑے پہنائے۔

۳۔ جو چاہتا ہے کہ قبر میں اس کا جسم خراب نہ ہو وہ مسجد میں چٹائی ڈالے۔

۴۔ جو چاہتا ہے کہ وہ جنت میں اپنا مقام دیکھ لے وہ مساجد میں (عبادت کے لئے) رہے۔

(۷) جنت کے ساتویں دروازے پر:

لکھا ہے:

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ علی ولی اللّٰہ......

دل کی سفیدی چار اوصاف میں ہے۔

۱۔ تیمارداری کرنا۔

۲۔ تشیع جنازہ کرنا۔

۳۔ میت کے لئے کفن خرید کر کے دینا۔

۴۔ قرض واپس کرنا۔

(۸) جنت کے آٹھویں دروازے پر:

لکھا ہے:

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ علی ولی اللّٰہ......

جو چاہتا ہے جنت میں آٹھوں دروازوں سے داخل ہو وہ چار کام کرے۔

۱۔ صدقہ دینا۔

۲۔ سخاوت کرنا۔

۳۔ حسن اخلاق۔

۴۔ اللہ کے بندوں کو اذیت نہ دینا۔

پھر میں نے جہنم کے دروازے دیکھے:

(۱) جہنم کے پہلے دروازے پر:

تین کلمات لکھے ہوئے تھے جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کے لئے اچھا ہے!

۱۔ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے امن میں رہتا ہے۔

۲۔ مغرور ہلاک ہوتا ہے۔

۳۔ جو خدا کے غیر سے امید رکھتا ہے اور اُس کے غیر سے خوف کھاتا ہے ہلاک ہوتا ہے۔

(۲) جہنم کے دوسرے دروازے پر:

لکھا ہے:

۱۔ جو چاہتا ہے کہ قیامت کے دن عریان نہ ہو وہ دنیا میں محتاجوں کو لباس پہنائے۔

۲۔ جو چاہتا ہے کہ قیامت کے دن پیاسا نہ ہو وہ دنیا میں پیاسوں کو پانی پلائے۔

۳۔ جو چاہتا ہے قیامت کے دن بھوکا نہ رہے وہ دنیا میں بھوکوں کو کھانا

کھلائے۔

(۳) جہنم کے تیسرے دروازے پر:

لکھا ہے:

(۱) جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

(۲) بخل (کنجوسی) کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

(۳) ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

(۴) جہنم کے چوتھے دروازے پر:

لکھا ہے:

(۱) جو اسلام کی توہین کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے ذلیل کرتا ہے۔

(۲) جو اہل بیتؑ نبیؐ کی توہین کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے ذلیل کرتا ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ ظالموں کی مدد کرنے والے پر لعنت کرتا ہے۔

(۵) جہنم کے پانچویں دروازے پر:

لکھا ہے:

۱۔ خواہشات کی پیروی نہ کرو یہ ایمان سے دور کرتی ہیں۔

۲۔ بے ہودہ (بے معنی) گفتگو زیادہ نہ کرو اِس سے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں گر جاؤ گے۔

(۶) جہنم کے چھٹے دروازے پر:

لکھا ہے:

۱۔ میں نماز تہجد پڑھنے والوں پر حرام ہوں۔

۲۔ میں روزے رکھنے والوں پر حرام ہوں۔

(۷) جہنم کے ساتویں دروازے پر:

لکھا ہے۔

۱۔ حساب سے پہلے اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو۔

۲۔ اپنے نفسوں کی ملامت کئے جانے سے پہلے اپنے نفسوں کی خود ملامت کرو۔

۳۔ توفیق کے سلب ہو جانے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے دعا کرلو۔ پھر اُس پر قادر نہیں رہو گے۔!

حدیث مبارکہ:

امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کی ذریت (اولاد) اُس کی صلب میں ہے میری ذریت علی ابن ابی طالبؑ کی صلب سے ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں چن لیا ہے جیسے آدمؑ، نوحؑ، آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ کو عالمین پر چن لیا ہے۔ تم ان کی پیروی کرو یہ تمہیں صراط مستقیم پر قائم رکھیں گے، انہیں آگے رکھو، ان سے آگے مت جاؤ کیونکہ یہ تمہیں بچپن میں بردبار بنائیں گے اور بڑے ہونے پر علم دیں گے بس ان کی پیروی کرو یہ تمہیں گمراہی میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ اور تمہیں ہدایت سے نکلنے نہیں دیں گے!

انس بن مالک اور زبیر بن عوام سے مروی ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں علم کا میزان ہو، علیؑ اُس کا پلڑا ہے حسنؑ اور حسینؑ اُس کے دھاگے ہیں، میری لخت جگر زوجہ علیؑ اس کا علاقہ (اوپر سے پکڑنے والی شے) ہے ان کی اولاد سے آئمہ اُس کے ستون ہیں وہ میزان قیامت کے دن نصب کیا جائے گا جس میں ہمارے محبوں اور ہم سے بغض رکھنے والوں کے اعمال تولے جائیں گے۔

قضاوت میں امیر المومنین علیہ السلام کا معجزہ!

سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے:

ہم کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے ہمارے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف فرما تھے ہمارے پاس سے رکن یمانی سے ایک ہاتھی کی مانند شے گزری رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے ملعون تیرے اوپر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اور تو رسوا ہو پس سعد کو شک ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے! امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام اٹھے اور پوچھا یا رسول اللہ یہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: کیا تو اُسے نہیں جانتا، حضرت علی علیہ السلام نے کہا: اللہ اور رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: یہ شیطان ہے۔

امیر المومنینؑ اپنی جگہ سے اُٹھے گویا شیر اٹھا ہو...... امامؑ نے اُس کے ماتھے سے پکڑا اور گرا دیا اور فرمایا: یا رسول اللہؐ اِسے قتل کر دوں؟ آپؐ نے فرمایا: کیا جانتے نہیں ہو کہ اسے وقت معلوم تک مہلت دی گئی ہے۔ امامؑ نے اُسے گرایا

اور پاؤں کے نیچے دبایا، ابلیس نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا: اے ابوطالبؑ کے بیٹے میرے لئے کیا ہے اور تیرے لئے کیا ہے مجھے چھوڑ دے، مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم! تجھ سے وہی بغض رکھتا ہے جس کے ماں باپ کے ساتھ مباشرت میں مَیں شریک ہوتا ہوں اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی:

وشارکھم فی الاموال والاولاد و عدھم وما یعدھم الشیطان الاغرورا ان عبادی لیس لک علیھم سلطان.

(اور ان کے مالوں اور اولاد میں شرکت کر اور انہیں وعدے دے اور جو وعدہ شیطان دیتا ہے وہ سوائے دھوکے کچھ نہیں ہوتا، جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا زور نہیں چلے گا۔)

عمار بن یاسرؓ، زید بن ارقم سے مروی ہے:

ہم امیر المومنین علیہ السلام کے پاس بروز پیر ۱۷ صفر کے دن تھے کہ ایک بہت اونچی آواز آئی جس سے کان پھٹنے لگے حضرت علی علیہ السلام مسند پر تھے امامؑ نے فرمایا: عمارؓ میری تلوار لے آؤ اُس کا وزن سوا سات من مکی تھا۔ میں لے آیا۔ امامؑ نے تلوار نیام سے نکالی اور اپنے زانو پر رکھی اور فرمایا: یا عمارؓ! آج کے دن کوفیوں کی آنکھوں سے پردے اُتر جائیں گے تا کہ مومن کا اتفاق بڑھ جائے اور مخالف کا نفاق زیادہ ہو جائے۔ اے عمارؓ! کیا دیکھا ہے دروازہ پر کون ہے؟ عمار دروازے سے پر گئے دیکھا کہ ایک عورت اونٹ کے محمل میں سوار ہے اور روتے ہوئے کہہ رہی ہے:

اے فریادیوں کے فریادرس، مانگنے والوں کو دینے والے، اے رغبت

رکھنے والوں کے خزانہ، اے قوت و توانائی والے اے یتیموں کو کھلانے والے، اے غریبوں کو رزق دینے والے، اے ہر بوسیدہ ہڈی کو زندہ کرنے والے، اے قدیم جس کا قدیم ہونا ہر قدیم سے پہلے ہے، اے اُس کے مددگار جس کا مددگار نہیں ہے اے بے ثباتوں کو ثابت قدم رکھنے والے! اے غریبوں کے لئے خزانہ، میں تیری طرف متوجہ ہوئی ہوں، اور تیرے ولی کے ساتھ توسل کیا ہے، تیرے رسولؐ کے خلیفہ کے پاس آئی ہوں، میرے چہرے کو سفید کر دے اور میری مصیبت کو دور کر دے (عمارؓ کہتے ہیں کہ اُس کے گرد ایک ہزار تلواریں تانے ہوئے سوار تھے کچھ لوگ اُس کے حامی تھے اور کچھ مخالف!

میں نے کہا: امیر المومنینؑ کو جواب دو، علم نبوت کے امانتدار کو جواب دو! وہ محمل سے اتر آئی۔ اُس کے ساتھ والے بھی اپنی سواریوں سے اتر آئے، اور مسجد میں داخل ہو گئے وہ عورت امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے کھڑی ہو گئی اور عرض کی: یا مولاؑ یا مولای یا امام المتقینؑ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں۔ اور صرف آپؑ ہی کا قصد کیا ہے مجھ سے پریشانی کو دور فرمائیں کیونکہ آپؑ میری پریشانی دور کر سکتے ہیں آپ ما کان (گزشتہ) ما یکون (جو ہونے والا ہے) قیامت تک کے تمام حالات کو جانتے ہیں!

اب امامؑ نے فرمایا: یا عمارؓ کوفہ میں منادی کر دو جو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بھائی کو ملی ہوئی فضیلت کو دیکھنا چاہتا ہے وہ مسجد میں آ جائے۔ لوگ آئے یہاں تک کہ مسجد لوگوں سے بھر گئی۔ بھیڑ پر بھیڑ آنے لگے۔ اب مولا نے فرمایا: سلوا ما بدا لکم یا اہل الشام (اے اہل شام جو چاہو پوچھ لو) اُن کے درمیان

میں سے ایک بہت بزرگ شخص کھڑا ہوا اُس نے یمنی چادر اوڑھی ہوئی تھی اور عریشیہ حُلّہ، خراسانی عمامہ پہنا ہوا تھا!

اُس نے کہا:

السلام علیک یا امیر المومنینؑ!

اے سوال کرنے والوں کے مخزن اے میرے مولاؑ!

یہ لڑکی میری بیٹی ہے مجھ سے عرب کے شہزادے نے اس کا ہاتھ مانگا ہے اور میرا سر اپنے خاندان میں جھک گیا ہے حالانکہ میں عرب کے درمیان معروف ہوں، اس نے مجھے میرے خاندان میں رسوا کر دیا ہے اور لوگوں میں منہ دِکھانے کے قابل نہیں چھوڑا کیونکہ اس کنواری کو حمل ہے، میں تلبس بن عفریس ہوں میرے سینے سے آگے ٹھنڈی نہیں ہو پا رہی تھی اور نہ ہی کوئی ہمسایہ مجھے تسلی دے پا رہا تھا میں اس بات میں حیران پریشان تھا آپؑ کے پاس آیا ہوں آپؑ میری پریشانی کو دور کر دیں۔ کیونکہ امام امت کی امید ہوتا ہے یہ بہت بڑی پریشانی ہے اس کی مثل اور اس سے بڑی کوئی پریشانی میں نے دیکھی نہیں ہے!

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا: اے لڑکی تیرے باپ نے جو کہا ہے اس کی بابت تو کیا کہتی ہے اُس نے کہا: اے میرے مولاؑ...... اِس نے جو کہا ہے کنواری ہے یہ درست ہے اور جو کہا ہے کہ مجھے حمل ہے...... مجھے آپ کے حق کی قسم اے میرے مولا میں نے کبھی خیانت (زنا) نہیں کیا میں جانتی ہوں کہ آپؑ مجھ سے بہتر میرے بارے میں جانتے ہیں۔ میں جھوٹ نہیں بول رہی ہوں میری مصیبت کو دور فرمائیں۔

عمار کہتا ہے: اُس وقت امام نے تلوار لی اور منبر پر آئے اور کہا:

الله اکبر جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

(حق آیا اور باطل چلا گیا بے شک باطل کو جانا ہی تھا۔)

امامؑ نے فرمایا: کوفہ کی دائیہ کولایا جائے، لبنہ نامی عورت کولایا گیا جو کوفہ کی عورتوں کی دائی تھی امامؑ نے فرمایا اس لڑکی اور لوگوں کے درمیان حجاب اور پردہ لگاؤ! اور اس کو دیکھو کہ کنواری ہے یا حاملہ ہے۔ اُس نے امامؑ کے حکم کی تعمیل کی!

پھر باہر آئی اور کہا: ہاں مولا! مجھے آپؑ کے حق کی قسم! یہ کنواری ہے اور حاملہ ہے۔

اب امامؑ اُس لڑکی کے باپ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے ابو الغضب کیا تو شام کے فلاں گاؤں سے نہیں ہے اُس نے کہا: یہ کونسا دیہات ہے، امامؑ نے فرمایا یہ وہ دیہات ہے جسے اسعار کہتے ہیں اُس نے عرض کی: ہاں! اے میرے مولاؑ!

امامؑ نے فرمایا: کون ہے جو برف کا ایک ٹوٹا حاضر کرے۔ کیونکہ تمہارے شہر میں برف زیادہ ہوتی ہے! لیکن کوئی بھی برف نہ لا سکا۔ امامؑ نے فرمایا: ہمارے اور آپ کے شہر کے درمیان ۲۵۰ فرسخ کا فاصلہ ہے!

فرمایا: اے لوگو! دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے علیؑ کو کتنا نبوی علم دیا ہے یہ علم اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو دیا یہ علم ربانی ہے۔

عمار کہتے ہیں امامؑ نے ہاتھ بلند کیا اور پھر اُسے واپس لیا تو ہاتھ پر برف

تھی جس سے پانی کے قطرے گر رہے تھے۔ لوگوں کا شور بلند ہوا اور مسجد گونج اُٹھی امامؑ نے فرمایا:

اسکتوا لو شئت اتیت بجباله

(خاموش ہو جاؤ اگر میں چاہتا تو اس برف کا پہاڑ بھی لا سکتا تھا۔)

امامؑ نے فرمایا: اے دائی! اس برف اور لڑکی کو لے جا اس کے نیچے طشت میں برف رکھنا اور اسے برف پر بٹھانا برف اس کی شرمگاہ کے ساتھ ملی ہوئی ہو اس کے اندر سے خون کا لوتھڑا نکلے گا جس کا وزن ۷۵ درہم اور دو دانق ہوگا اُس نے کہا: اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اکٹھا فرمائے...... اے میرے مولاؑ!

اُس نے برف لی اور مسجد سے باہر نکل گئی، امامؑ کے حکم کے مطابق طشت اور برف اُس کے نیچے رکھی، خون کا لوتھڑا نکلا جسے دائی نے وزن کیا اتنا ہی وزن تھا جتنا امامؑ نے بیان کیا تھا وہ دائی اور لڑکی طشت لے کر امامؑ کے سامنے آ گئیں۔

امامؑ نے فرمایا: اے ابوالغضب اُٹھو، بیٹی کو لے جاؤ خدا کی قسم اس نے زنا نہیں کیا، یہ ایسی جگہ پر گئی جہاں پانی تھا یہ دس سال کی تھی تب وہاں سے یہ خون کا لوتھڑا اس کے اندر چلا گیا اب اس کے پیٹ میں بڑھ گیا تھا اُس کا باپ اٹھا اور کہا:

اشهد انک تعلم ما فی الارحام و ما فی الضمائر انک باب الدین و عموده.

(میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ جانتے ہیں جو ماؤں کی رحموں میں ہے اور جو لوگوں کے دلوں میں ہے اور آپؑ دین کا باب اور ستون ہیں۔)

اب لوگوں نے شور مچایا کہ مولا پانچ دنوں سے یہاں بارش نہیں ہوئی،

کو فیوں سے بارش کو روک لیا گیا ہے جس کی ہمیں بہت تکلیف ہے ہمارے لئے بارش برساؤ......اے وارث علم محمدؐ! امامؑ اٹھے اور آسمان کی طرف اشارہ کیا دیکھتے ہی دیکھتے ہی دیکھتے بارش برسنے لگی اور کوفہ کے گڑھے پانی سے بھر گئے۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا ہمارے لئے اتنا پانی کافی ہے امامؑ نے کچھ کہا جس سے بارش رک گئی اور سورج نکل آیا بس اللہ تعالیٰ علی بن ابی طالبؑ کی فضلیت میں شک کرنے والے پر لعنت کرے۔

☆☆☆

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ کے انوار کا عرش میں دیکھنا!

عبداللہ بن ابو وقاص سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ خلیل کو پیدا کیا تو حجابات نظروں سے ہٹا دیئے اُس نے عرش کو دیکھا تو ایک نور نظر آیا عرض کی: الٰہی سیدی یہ نور کس کا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابراہیمؑ یہ میرا صفی محمدؐ ہے۔

حضرت ابراہیم نے کہا: الٰہی وسیدی! اس کے ساتھ ایک نور ہے یہ کس کا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابراہیمؑ یہ میرے دین کا ناصر علیؑ ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے کہا: الٰہی وسیدی! دونوں کے ساتھ تیسرا نور کس کا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابراہیمؑ! یہ میری بیٹی راضیہ، مرضیہ، ام الحسنینؑ ہے جو اپنے باپ اور شوہر کے ساتھ ہے یہ اپنے محبوں کو جہنم سے نجات دلائے گی۔

حضرت ابراہیمؑ نے کہا: الٰہی وسیدی! ان تین نوروں کے ساتھ دو اور نور ہیں یہ کن کے ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابراہیمؑ! یہ حسنؑ اور حسینؑ ہیں جو ماں باپ اور نانا

کے ساتھ ہیں!

حضرت ابراہیمؑ نے کہا: ان پانچ انوار کے ساتھ نو انوار کن کے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابراہیمؑ! یہ ان کی اولاد سے آنے والے باقی آئمہ ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ نے کہا: الٰہی وسیدی! ان کے اسماء کیا ہیں!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابراہیم!

۱۔ علیؑ بن الحسین　۲۔ محمدؑ بن علی

۳۔ جعفرؑ بن محمد　۴۔ موسیٰؑ بن جعفر

۵۔ علیؑ بن موسیٰ　۶۔ محمدؑ بن علی

۷۔ علیؑ بن محمد　۸۔ حسنؑ بن علی

۹۔ محمدؑ بن الحسن القائم المہدی حجت دوراں

حضرت ابراہیمؑ نے کہا: الٰہی وسیدی! ان کے گرد بے شمار انوار نظر آرہے یہ کن کے ہیں!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابراہیمؑ! یہ ان کے شیعہ اور محب ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ نے کہا: الٰہی وسیدی! ان کے شیعوں اور محبوں کی پہچان کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابراہیمؑ! وہ روزانہ ۵۱ رکعت نماز پڑھتے ہوں گے، بسم اللہ بلند آواز سے پڑھتے ہوں گے، رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھتے ہوں گے۔ دو سجدے شکر کے ادا کرتے ہوں گے اور دائیں ہاتھ میں

انگوٹھی پہنتے ہوں گے۔

حضرت ابراہیمؑ نے کہا: خدایا مجھے ان کے شیعوں اور محبوں سے قرار دے دے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

میں نے تجھے ان میں سے قرار دے دیا اور فرمایا:

وان من شیعته لا براهیم! اذا جاء ربه بقلب سلیم

(اُس کے شیعوں میں سے ابراہیمؑ ہے جب اپنے سالم دل کے ساتھ اپنے رب کے پاس آیا!)

اللہ اور اُس کے رسولؐ نے سچ کہا...... مفضل بن عمر نے کہا: جب ابراہیمؑ نے موت کو محسوس کیا تو ایسے روایت ہوا ہے کہ انہوں نے، سجدہ کیا اور سجدے میں ہی روح پرواز کر گئی۔

حضرت علی علیہ السلام کو سبّ وشتم کرنے میں ابلیس کی خبر!

ابن عباس سے مروی ہے: ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حج ادا کرنے کے واپس آئے۔ آپؐ کے گرد بیٹھے۔ آپؐ مسجد نبوی میں تھے، اتنے میں وحی نازل ہوئی آپؐ مسکرائے یہاں تک کہ دانت نظر آنے لگے، ہم نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ کیوں مسکراتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ابلیس سے۔ جو کچھ لوگوں کے ہمراہ گزرا جو علیؑ پر سب وشتم کر رہے تھے۔ ان کا امام کھڑا ہوا، انہوں نے کہا: ہمارا امام کون ہے اُس نے کہا: میں ابومرہ ہوں، انہوں نے کہا: تو

ہمارا کلام سن رہا ہے اُس نے کہا: ہاں! تمہارا منہ بد ہو کیا تم اپنے مولا پر سب وشتم کرتے ہو جو علی بن ابی طالبؑ ہے انہوں نے کہا: اے ابو مرہ تجھے کہاں سے معلوم ہوا ہے کہ وہ ہمارا مولا ہے! اُس نے کہا: کیا تم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کل والے فرمان کو بھول گئے ہو:

من کنت مولا فعلی مولاہ

انہوں نے کہا: اے ابو مرہ کیا تو اس کا شیعہ اور محبّ ہے؟ اُس نے کہا: میں اُس کا شیعہ اور محبّ نہیں ہوں۔ لیکن میں اُسے دوست رکھتا ہوں کیونکہ جو اُس سے بغض رکھتا ہے میں اُس کے باپ اور ماں کے ساتھ جماع میں شریک ہو جاتا ہوں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وشارکھم فی الاموال والاولاد

(وہ ان کے مال اور اولاد میں شریک ہے۔)

انہوں نے کہا: اے ابو مرہ کیا تو علیؑ کے بارے میں کچھ بتائے گا؟ اُس نے کہا: تم کیا چاہتے ہو؟ جان لو کہ میں نے جنوں کے ساتھ بارہ ہزار سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جب جن ہلاک ہوئے تو میں نے اللہ تعالیٰ سے تنہائی کی شکایت کی وہ مجھے آسمان پر لے گیا وہاں میں نے بارہ ہزار سال فرشتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، ہم اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کر رہے تھے کہ ہمارے پاس سے ایک نور گزرا سارے فرشتے سجدے میں گر گئے۔ ہم نے کہا: کسی مرسل نبی کا نور ہے یا ملک مقرب کا نور ہے...... اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی! نہ نبی مرسل ہے نہ مقرب فرشتہ ہے بلکہ یہ نور علی بن ابی طالبؑ کا ہے جو محمدؐ کا بھائی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فالج زدہ شخص کو شفا دے دی

ابن عباس سے مروی ہے:

ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز فجر ادا کی آپؐ محراب میں بیٹھے۔لوگ آپؐ کے گرد تھے جن میں مقدادؓ، حزیفہؓ، ابوذرؓ، سلمانؓ فارسی بھی تھے ایک آواز بلند ہوئی جس نے کانوں کو پر کردیا۔آپؐ نے فرمایا: اے حزیفہؓ، اے سلمانؓ دیکھو تو کیا بات ہے؟ وہ دونوں باہر آئے دیکھا کہ کچھ لوگ سوار ہیں اور وہ چالیس لوگ تھے جن کے ہاتھوں میں نیزے تھے اور ان نیزوں کے سروں پر سرخ عقیق تھے اور ہر ایک پر لؤلؤ تھے ان کے سروں پر دراور جواہرات سے جڑی ہوئی ٹوپیاں تھیں ایک نوخیز جوان آگے بڑھا گویا چاند کا ٹکڑا ہو۔اُس نے آواز دی بچا لیجئے بچا لیجئے۔اے آل محمدؐ مختار جن کا وصف پوری دنیا میں موجود ہے!

حذیفہؓ نے کہا: میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی تو آپؐ نے فرمایا: اے حزیفہ کاشف الکروب، عبد علام الغیوب، اللیث الھصور، لسان الشکور، ہزبز الغیور، بطل الجسور۔ عالم الصبور کے حجرہ میں جاؤ جس کا نام تورات، انجیل، قرآن، زبور میں ہے! انہیں میری بیٹی سیدہ خاتون جنتؑ کے حجرہ میں لے جاؤ انہیں اپنے شوہر علی بن ابی طالبؑ کے ساتھ لے آؤ میں انہیں لے کر ان کے دولت کدہ پر گیا اور ان سے ملاقات کی تو امام نے کہا: اے حزیفہ! تو مجھے تو اُس قوم کے بارے میں خبر دینے آیا ہے میں ان کو جانتا ہوں جب سے وہ خلق

ہوئے ہیں، جب سے پیدا ہوئے ہیں جس مسئلہ کے بارے میں آئے ہیں میں ان کا مسئلہ حل کیا ہے۔

حزیفہ نے کہا: اے مولا اللہ تعالیٰ آپ کے علم وحلم میں اضافہ فرمائے پھر مسجد کی طرف بڑھے لوگوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھیرا ہوا تھا جب انہوں نے امامؑ کو دیکھا تو وہ قدموں پر کھڑے ہو گئے، انہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: جاؤ اور بیٹھو جب سب بیٹھ گئے تو ایک جوان کھڑا ہوا اور اُس نے کہا: اے لوگو! تم میں اندھیروں کا اجالہ بتوں کی پوجا سے پاک، عورتوں کے پردے رکھنے والا، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرنے والا، جنگ میں صبر کرنے والا، ہم سنوں اور سواروں کو پچھاڑنے والا، محمدؐ کا بھائی، ایمان کی کان، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصی جس نے دوسرے ادیان پر اُس کے دین کی مدد کی، علیؑ بن ابی طالب کون ہے؟

آپؐ نے فرمایا: یا علیؑ اس جوان کو جواب دو اور اس کی حاجت پوری کرو، حضرت علی علیہ السلام نے کہا: اے جوان میرے قریب آؤ میں تیرا سوال پورا کرتا ہوں۔ تجھے بیماریوں اور مصیبتوں سے اللہ تعالیٰ کی مدد سے شفا دیتا ہوں اپنی حاجت بیان کرو میں تیری حاجت روائی کرتا ہوں تاکہ مسلمان دیکھ لیں کہ میں نجات کی کشتی، موسیٰؑ کا عصا، کلمۃ الکبریٰ، بناء عظیم اور صراط مستقیم ہوں۔

جوان نے کہا: میرے ساتھ میرا بھائی ہے۔ وہ ایک دن شکار کے لئے نکلا اُسے دس وحشی گائے نے گھیر لیا اُس نے ایک کو تیر مارا اور وہ مرگئی اُسی وقت اُسے فالج ہو گیا اور اس کا کلام کم ہو گئی یہاں تک کہ وہ اب اشاروں سے بات کرتا ہے،

ہمارے پاس خبر پہنچی ہے کہ آپ اس کو بیماری سے بچا سکتے ہیں؟ اگر اسے شفا دے دیں تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ ہمارے پاس سونا چاندی اونٹ سب کچھ ہے ہم ستر ہزار کا لشکر ہیں ہم بقیہ قوم عاد ہیں!

امامؑ نے فرمایا: اے عجاج بن جلال بن ابی غضب بن سعد بن مقنع بن عملاق بن ذحل بن صعب العادی تیرا بھائی کہاں ہے؟

جب جوان نے اپنا نسب سنا تو کہا: وہ محمل میں ہے اُس کے پاس ہمارے کچھ لوگ ہیں۔

اے میرے مولاؑ!

اگر اسے شفا دلوا دیں تو ہم بتوں کی پوجا چھوڑ دیں گے اور آپؐ کے ابن عم چادر، لکڑی اور تلوار والے کی پیروی کریں گے۔

اسی کلام کے دوران ...... ایک بوڑھی عورت اونٹ پر سے اتری اور محمل کے پاس آئی اور وہ مسجد کے دروازے پر آئی۔ جوان نے کہا: میرا بھائی آ گیا ہے، امیر المومنینؑ اُٹھے اور محمل کے قریب آئے، محمل میں ایک خوبصورت جوان نظر آیا اُس نے علیؑ مرتضیٰ کے چہرے کی طرف دیکھا اور لڑکھڑائی ہوئی زبان اور غمگین دل سے کہا: آپ کے سامنے شکایت ہے اور اے عبا والے آپ میری پناہ گاہ ہیں حضرت علی علیہ السلام نے کہا: آج رات جنت البقیع میں آؤ اور علیؑ سے عجائب کا ظہور دیکھو!

حزیفہ بن یمانی کہتا ہے: عصر سے رات تک لوگ بقیع میں اکٹھے ہوتے رہے۔ حضرت علی علیہ السلام تلوار لے کر نکلے اور فرمایا: میرے پیچھے آؤ تا کہ میں

تمہیں عجائب دِکھاؤں لوگ ان کے پیچھے ہو لئے وہاں دو جگہ آگ تھی ایک کم اور دوسری زیادہ امامؑ کم لوگ میں کود گئے پھر زیادہ آگ میں گھس گئے۔

حزیفہ کہتا ہے: میں نے بجلی کی طرف کڑک سنی آگ ایک دوسری پر پڑی ہم اُس سے دور کے فاصلے پر کھڑے تھے ہم پر رعب طاری تھا دیکھ رہے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام آگ کے ساتھ کیا کرتے ہیں اسی حالت میں صبح کی سفیدی نمودار ہوگئی آگ گل ہوگئی فجر طلوع ہوئی ہم مایوس ہو گئے۔ آپ نے ہاتھ میں ایک سر پکڑا ہوا تھا جس کی آنکھ اور گیارہ انگلیاں تھیں اُس کے عجیب قسم کے بال تھے اُسے محمل کے پاس لے آئے جس میں وہ جوان تھا امامؑ نے فرمایا: اے جوان اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا! اب تجھے کچھ نہیں ہے، جوان کھڑا ہو گیا اُس کے ہاتھ پیر ٹھیک تھے اُس نے آگے بڑھ کر امامؑ کو چوما اور کہا: ہاتھ دراز کریں۔

اشهد ان لااله الا اللّٰه و اشهد ان محمداً رسول اللّٰه و انک ولی اللّٰه و ناصر دینه.

سب لوگ مسلمان ہو گئے...... لوگ حیران اور ھکا بکا رہ گئے انہوں نے سر دیکھا تو ان کی بولتی بند ہو گئی امامؑ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

یہ عمرو بن اخیل بن اقیس بن ابلیس لعین کا سر ہے یہ بارہ ہزار جنوں میں تھا اس نے اس جوان کے ساتھ یہی کچھ کیا ہوا تھا جو تم نے دیکھا، میں نے سب کو تلوار سے مارا ہے میں نے انہیں قتل کیا ہے سارے اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے مر گئے ہیں۔ یہ وہی موسیٰؑ کا عصا ہے جو انہوں نے دریا میں مارا تھا تو بارہ راستے بن گئے تھے بس اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرو!

امام محمد باقر علیہ السلام نے جابرؓ بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے:

انہوں نے علی بن ابی طالبؑ کے بارے میں یہ کہا: خدا کی قسم یہ امیر المومنین، منافقوں کو رسوا کرنے والا، کافروں کو مات دینے والا قاسطین، ناکثین، مارقین پر اللہ تعالیٰ کا سبب ہے میں نے اپنے کانوں سے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے سنا آپؐ نے فرمایا:

علی بعدی خیر البشر فمن شک فیه فقد کفر

(میرے بعد علیؑ خیر البشر ہے جو اس میں شک کرے وہ کافر ہے۔)

حسین عسکر سے مروی ہے:

میں علی بن ابی طالبؑ کے پاس صفا پر بیٹھا ہوا تھا۔ زمین پر سیھی (کانٹے دار حشرات الارض) سامنے آیا، میرے مولا اُس کے سامنے کھڑے ہوئے امامؑ نے کہا: السلام علیکم اے سیھی! اُس نے جواب دیا! علیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اے امیر المومنینؑ!

امیر المومنینؑ نے کہا: اے سیھی تو یہاں کیا کر رہی ہے اُس نے کہا: اے امیر المومنینؑ میں یہاں چار سو سال سے ہوں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس، تہلیل و تکبیر میں مصروف ہوں اس کی عبادت میں مصروف ہوں جو عبادت کا حق ہے! امامؑ نے فرمایا: یہاں صفا پر کھانے پینے کے لئے کچھ نہیں ہے تو کھانا پینا کہاں سے لیتی ہے؟ اُس نے کہا: اے میرے مولاؑ! مجھے اُس ذات کی قسم جس نے آپؑ کے چچازاد بھائی کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا اور آپؑ کو وصی بنایا:

انی کلما جعت دعوت اللّٰہ لشیعتک و محبیک فاشبع و اذا عطشت دعوت اللّٰہ علی مبغضیک و ظالمیک فاروی۔

(مجھے بھوک لگتی ہے تو اللہ تعالیٰ سے آپ کے شیعوں اور محبوں کے لئے دعا کرتی ہوں وہ مجھے سیر کر دیتا ہے۔ مجھے پیاس لگتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے سامنے آپ سے بغض اور آپ پر ظلم کرنے والوں پر بدعا کرتی ہوں وہ مجھے سیراب کر دیتا ہے!)

انس بن مالک سے مروی ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

سورج کی پیروی کرو یہاں تک کہ وہ غروب ہو جائے جب وہ غروب ہو جائے تو زہرہ کی پیروی کرو یہاں تک کہ وہ غروب ہو جائے وہ غروب ہو جائے تو فرقدین کی پیروی کرو کسی نے عرض کی: یا رسول سورج، زہرہ فرقدین کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا:

سورج میں ہوں، چاند علیؑ ہے، زہرہ میری بیٹی (فاطمہؑ) ہے۔ فرقدین حسنؑ اور حسینؑ ہیں!

سلمان فارسیؓ سے مروی ہے:

ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز فجر ادا کی آپؐ سلام کے بعد کھڑے ہوئے اور فرمایا:

میرا چچا زاد بھائی علیؑ کہاں ہے جو میرے قرض کو ادا کرے گا اور میرے وعدے پورے کرے گا، انہوں نے کہا: لبیک لبیک یا رسول اللہؐ! میں آپؐ کے پاس ہوں۔

آپؐ نے فرمایا: یا علیؑ! مسجد کے صحن میں جاؤ، جب سورج طلوع ہو تو اُس سے کلام کرنا وہ تجھ سے کلام کرے گا! سلمانؑ نے کہا: علیؑ مسجد کے صحن میں گئے جب سورج طلوع ہوا تو علیؑ نے کہا: **السلام علیک ایتھا الشمس!**

سورج سے آواز آئی!

و علیک السلام یا اول یا آخر یا ظاہر یا باطن یا من هو بکل شئی علیم

(اے اول و آخر، اے ظاہر و باطن اے وہ کہ جو ہر شے کے جاننے والا ہے سلام۔)

سب صحابہ چیخ اُٹھے اور کہا: یا رسول اللہ! کل آپ نے فرمایا کہ اول و آخر اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں! یہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں وہ اللہ وحدہ لاشریک ہے وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے وہ زندہ ہے اُسے موت نہیں ہے اُس کے ہاتھ میں بھلائی ہے وہ ہر شے پر قادر ہے۔ انہوں نے کہا: ہم نے سورج سے سنا ہے اُس نے علیؑ کے بارے میں یہی کچھ کہا ہے۔ کیا علیؑ رب بن گیا ہے جس کی عبادت کی جائے!

آپؐ نے فرمایا: استغفار کرو اور توبہ کرو۔ اُس نے جو کہا ہے کہ وہ اول ہے یعنی وہ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لے آیا اور میری تصدیق کی۔ اُس نے جو کہا

وہ آخر ہے یعنی وہ آخری ہوگا جو مجھے قبر میں سلائے گا۔ اُس نے جو کہا ہے کہ وہ ظاہر ہے یعنی اُس نے اللہ کے دین کو اپنی تلوار سے ظاہر کیا۔ اُس نے جو کہا ہے کہ وہ باطن ہے یعنی وہ میرے علم کا باطن ہے اُس نے جو کہا ہے کہ وہ ہر شے کا جاننے والا ہے، مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم میرے پروردگار نے جو علم مجھے دیا میں نے وہ علیؑ کو دے دیا ہے۔ یہ آسمان کے راستوں کو زمین کے راستوں کی نسبت زیادہ جانتا ہے!

پھر فرمایا: اے علیؑ! داخل ہو جاؤ اور افتخار کرو وہ داخل ہوئے تو شعر کہا:

انا للحرب و الیھا و سی اصطلیھا

نعمة من خالق العرش بھا قد خصنیھا

<u>ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے:</u>

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اسلام کے بنیاد (آٹھ چیزوں پر ہے۔)

۱۔ توحید کی گواہی: **اشھد ان لا الہ الا اللہ۔**

۲۔ رسالت کی گواہی: **وان محمد ارسول اللہ۔**

۳۔ نماز پڑھنا۔

۴۔ زکات دینا۔

۵۔ ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔

۶۔ بیت اللہ کا حج کرنا۔

۷۔ جہاد کرنا۔

۸۔ علی بن ابی طالبؑ کی ولایت۔

راوی نے کہا: میں نے ابو سعید خدریؓ نے کہا: جب لوگ علیؑ کی ولایت کو چھوڑیں گے تو ہلاک ہو جائیں گے اُس نے کہا: جب وہ خود ہلاک ہوتے ہیں تو ابو سعیدؓ کیا کرے۔

☆☆☆

بساط اور اصحاب کہف!

سالم بن ابو جعدہ سے مروی ہے:

میں بصرہ میں انس بن مالک کی مجلس میں حاضر تھا وہ باتیں کر رہا تھا ایک شخص کھڑا ہوا اُس نے کہا: اے صحابی رسول! یہ آپ کے جسم پر داغ کیسے ہیں مجھے میرے باپ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ مومن کو جزام اور برص نہیں ہوتی یہ سن کر انس بن مالک نے سر جھکا دیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، اور کہا: یہ مجھے عبد صالح علی بن ابی طالبؑ نے بددعا دی تھی! لوگوں نے انس سے اس کا سبب دریافت کیا تو اُس نے انہیں صورت حال سے یوں آگاہ کیا! رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو ایک بساط (چٹائی) دی جس کا نام ہندف ہے اور وہ مشرق کے کسی دیہات سے آئی تھی جو بالوں کی بنی ہوئی تھی۔ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر، عمر، عثمان، طلحہ، زبیر، سعد، سعید، عبدالرحمٰن بن عوف کی طرف بھیجا میں انہیں لے آیا آپؑ کے پاس آپؑ کے چچازاد بھائی حضرت علی علیہ السلام بھی تھے آپؑ نے بساط بچھائی اور فرمایا تم سب اس پر بیٹھ جاؤ پھر فرمایا: یا علیؑ کہہ: اے ہوا اسے لے کر اڑ جا، امامؑ نے فرمایا اے ہوا اسے لے کر اڑ جا دیکھتے ہیں دیکھتے ہم ہوا میں پرواز کرنے لگے، اللہ تعالیٰ کی برکت سے سفر شروع ہو گیا جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا ہم وہاں گئے ایک مقام پر علیؑ نے کہا اے ہوا ہمیں اتار دے اُس نے ہمیں اتار دیا، علیؑ! پوچھا چاہتے ہو اس وقت تم کہاں ہو؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسولؐ اور

اس کا وہی زیادہ جانتا ہے!

امامؑ نے فرمایا: یہ اصحاب کہف کی غار ہے جو اللہ تعالیٰ کی عجیب نشانیوں میں سے تھے اے اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آؤ، انہیں سلام کریں!

ابو بکر اور عمر کھڑے ہوئے اور انہوں نے اصحاب کہف پر سلام کیا لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا طلحہ وزبیر کھڑے ہوئے اور انہوں نے اصحاب کہف پر سلام کیا لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ انس کہتا ہے میں اور عبدالرحمٰن بن عوف کھڑے ہوئے اور انس نے کہا میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خادم ہوں اور اصحاب کہف پر سلام کیا لیکن کوئی جواب نہ دیا۔

پھر امامؑ کھڑے ہوئے اور کہا: اے اصحاب کہف و رقیم جو اللہ کی عجیب نشانیوں میں سے تھے میرا سلام ہو! انھوں نے جواب دیا وعلیک السلام یا وصی رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

امامؑ نے پوچھا: یا اصحاب الکھف لم لا رددتم علی اصحاب رسول اللہ (اے اصحاب کہف تم نے صحابہ کو سلام کا جواب کیوں نہیں دیا؟ انہوں نے کہا:

یا خلیفۃ رسول اللّٰہ اننا فتیۃ امنوا بربھم و ازادھم اللہ ھدی و لیس معنا اذن ان نرد السلام الاعلی نبی اووصی فانت سید الوصیین!

(خلیفۂ رسولؐ ہم اپنے رب پر ایمان لے آئے اللہ تعالیٰ ان کی ہدایت میں اضافہ فرمائے ہمیں سوائے نبی یا وصی کے کسی کے سلام کا جواب دینے کی اجازت نہیں ہے۔ پس آپ سید الوصیین ہیں۔)

امامؑ نے فرمایا: اے صحابیو! کیا تم نے سن لیا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں اے امیر المومنین! امامؑ نے فرمایا چٹائی پر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جاؤ...... ہم اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے۔

امامؑ نے فرمایا: اے ہوا اسے لے کر اڑ جا وہ اڑ پڑی اور اڑتی رہی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا پھر کہا اے ہوا ہمیں اتار دے ہم ایسی زمین پر اترے جو زعفران کی طرح تھی، لق و دق صحراء تھا پانی نہ گھاس اور نہ ہی کوئی بندہ تھا ہم نے کہا: اے امیر المومنینؑ نماز کا وقت قریب آ گیا ہے ہمارے پاس وضو کے لئے پانی نہیں ہے وہ ایک جگہ پر آئے ٹھوکر ماری اور چشمہ جاری ہو گیا امامؑ نے فرمایا: یہ جو تم نے پانی تلاش کیا ہے اگر اسے تلاش نہ کرتے تو جبرائیلؑ جنت سے پانی لے آتا، ہم نے وضو کیا اور نماز ادا کی، امام آدھی رات تک نماز پڑھتے رہے پھر کہا: اپنی جگہوں پر بیٹھ جاؤ صبح کی نماز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھیں گے یا کم از کم آدھی تو آپؐ کے ساتھ پڑھیں گے اور فرمایا اے ہوا اسے لے اُڑ...... ہم ہوا میں اڑنے لگے کہ اچانک مسجد نبوی آ گئی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فجر کی ایک رکعت پڑھ چکے تھے ہم نے بھی جماعت میں شرکت کر لی۔ نماز کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہا: اے انس جو ہوا تو مجھے بتاتا ہے یا میں بتاؤں اس کے بعد ابتداء سے لے کر آخر تک آپؐ نے ہمیں بتایا گویا آپؐ ہمارے ساتھ تھے پھر فرمایا اے انس! جب تجھ سے گواہی مانگی جائے تو میرے ابن عم کے لئے گواہی دینا، میں نے کہا: ہاں یا رسولؐ اللہ!

جب ابوبکر خلیفہ بنا تو علیؑ میرے پاس آئے اُس وقت میں ابوبکر کے پاس بیٹھا ہوا تھا مجھے کہا: اے انس میرے ولئے بساط والی فضیلت کی گواہی نہیں دو گے؟ میں نے کہا: یا علیؑ بوڑھا ہو گیا ہوں اور بھول گیا ہوں!

علیؑ نے کہا: یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وصیت کو جان بوجھ کر ترک کر رہا ہے تو اللہ تیرے چہرے پر سفیدی پیدا کر دے اور تیرے پیٹ میں بھوک اور آنکھوں میں اندھاپن پیدا کر دے۔ میں اپنی جگہ سے اٹھا ہی نہیں تھا کہ مبروص اور اندھا ہو گیا اور اب بھوک برداشت نہیں کر سکتا جس کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ہے کیونکہ خوراک میرے پیٹ میں رہتی نہیں ہے۔ وہ اسی حالت میں رہا یہاں تک کہ مر گیا۔

آئمہ اثناء عشر کی فضلیت میں اخبار!

امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اِس حال میں ملاقات کرے کہ وہ اُس سے منہ نہ پھیرے تو وہ علیؑ کی ولایت رکھے جو چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ وہ اُس سے راضی ہو وہ حسن بن علیؑ کی ولایت رکھے جو دوست رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ اُس پر کوئی خوف نہ ہو وہ حسینؑ کی ولایت رکھے جو دوست رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ وہ اُس کے گناہوں سے درگزر کرے وہ علی سجادؑ کی ولایت رکھے جو چاہتا ہے کہ اُس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں وہ محمد باقرؑ کی ولایت رکھے جو

چاہتا ہے کہ اُس کی کمر پر بوجھ نہ وہ ہو جعفر صادقؑ کہ ولایت رکھے جو چاہتا ہے کہ وہ طاہر و مطہر ہو وہ موسیٰ کاظمؑ کی ولایت رکھے جو چاہتا ہے کہ وہ ہنستا مسکراتا رہے وہ علی رضاؑ کی ولایت رکھے جو چاہتا ہے کہ اُس کے درجات بلند ہوں، اور اس کی برائیاں نیکی میں تبدیل ہو جائیں وہ محمد جواد تقیؑ کی ولایت رکھے۔

جو دوست رکھتا ہے کہ اس کا اللہ تھوڑا حساب لے وہ علی ہادی نقیؑ کی ولایت رکھے۔

جو دوست رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ وہ کامیاب ہونے والوں میں سے ہو وہ حسن عسکریؑ کی ولایت رکھے جو دوست رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ اس کا ایمان مکمل اور اسلام بہترین ہو وہ حجت خدا صاحب الزمان القائم المنتظر المہدی محمد بن حسنؑ کی ولایت رکھے!

یہ اندھیروں میں روشن چراغ، آئمہ ہدا، اعلام التقی ہیں جو ان سے محبت رکھے گا میں اس کے لیئے جنت کا ضامن ہوں۔

امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں بیل نے گدھے کو مار ڈالا۔ ان کا مقدمہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں پیش ہوا آپؐ کے ہاں حضرت ابوبکر، عمر، زبیر، سلمانؓ اور حزیفہ موجود تھے آپؐ نے حضرت ابوبکر سے کہا: ان کے درمیان فیصلہ کرو؟

اُس نے کہا: چوپاہوں کے درمیان کیسے فیصلہ کریں! یا رسولؐ اللہ

چوپاہے نے چوپائے کو مارا ہے لہٰذا کچھ بھی نہیں ہے۔

حضرت عمر سے کہا: ان کے درمیان فیصلہ کرو؟

اُس نے کہا: چوپاہوں کے درمیان کیسے فیصلہ کریں!

حضرت علی علیہ السلام سے کہا: ان کے درمیان فیصلہ کرو۔

جی اے رسولؐ خدا...... اگر بیل گدھے کے باڑے میں داخل ہوا تو بیل کا مالک ضامن ہے اگر گدھا بیل کے باڑے میں داخل ہوا تو بیل کے مالک پر کچھ بھی نہیں ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کئے اور فرمایا: الحمد للہ جس نے مجھے دنیا سے نہیں نکالا یہاں تک کہ میں نے تجھے دیکھ لیا جو نبیوں جیسی قضاوت کرتا ہے۔

صعصعہ بن صوحان سے مروی ہے:

مدینہ میں بہت زیادہ بارش ہوئی پھر رک گئی، آپؐ حضرت ابوبکر کے ہمراہ صحراء کی طرف نکلے آپؐ نے علیؑ کو آتے دیکھا تو فرمایا: مرحبا میرا حبیب آیا پھر یہ آیت تلاوت کی!

هدوا الى صراط العزيز الحميد

(عزیز وحمید کی راہ کی ہدایت کرو۔)

اے علیؑ تو ان میں سے ہے پھر آسمان کی طرف سر بلند کیا اور ہوا کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا ایک انار آسمان سے آیا جو برف سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا اُسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے پکڑا اُسے نچوڑا اور علیؑ کے حوالے کیا انہوں نے اُسے نچوڑا اور ابوبکر سے کہا:
اے ابوبکر جنت کا کھانا نبی یا نبی کے وصی کے علاوہ کوئی اور کھا سکتا ہوتا تو تجھے بھی کھلاتے!

ابوالحمراء سے مروی ہے:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میں معراج پر گیا تو عرش پر لکھا ہوا دیکھا:

انا اللّٰه لا اله الا انا فاعبدني و حدي خلقت جنة عدن بيدي محمد صفوتي من خلقي ايدته بعلي و نصرته به.

(میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے میری اکیلے کی عبادت کرو، میں نے جنت عدن کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، محمدؐ میری مخلوق سے چنا ہوا ہے میں نے اس کی علیؑ کے ذریعہ سے مدد اور نصرت کی!)

عبداللہ بن مسعود اور ابن عباس سے مروی ہے:

میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپؐ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ صفتیں عطا کیں اور علیؑ کو پانچ صفتیں عطا کیں!

مجھےؐ جوامع الکلم عطا کئے   علیؑ کو جوامع العلم عطا کئے۔

مجھےؐ نبی بنایا   علیؑ کو وصی بنایا

مجھےؐ کوثر دیا   علیؑ کو سلسبیل دیا۔

مجھےؐ وحی دیا   علیؑ کو الہام دیا۔

مجھےؐ معراج پر لے گیا...... علیؑ کے لئے آسمانوں کے دروازے اور حجاب

ہٹادیئے یہاں تک کہ اُس نے مجھے دیکھا۔ اور میں نے اُس کی طرف دیکھا۔

پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روئے۔

میں نے کہا: یارسولؐ اللہ آپؐ کیوں روتے ہیں میرے ماں باپ آپؐ پر قربان آپؐ نے فرمایا:

اے ابن عباس سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کلام کی: اے محمدؐ!

میں نے آسمانوں کی طرف دیکھا تو دروازے کھل گئے، میں نے علیؑ کو دیکھا اُس نے میری طرف سر اُٹھایا، مجھ سے بات کی اور میں نے اُس کے ساتھ بات کی، اللہ نے مجھ سے بات کی! میں نے عرض کی: یارسول اللہؐ! اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا بات کی!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اے محمدؐ!

انی جعلت علیا و صیک و زیر ک و خلیفتک من بعدک

(میں نے علیؑ کو تیرا وصی، وزیر اور تیرے بعد تیرا خلیفہ بنایا ہے۔)

اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ وہ اس کلام کو سن رہا ہے، میں نے اُسے بتایا حالانکہ میں اپنے پروردگار کے سامنے حاضر تھا۔ اُس نے کہا: میں نے قبول کیا اور اطاعت کی، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ:

اس سے خوش ہو جاؤ۔ جب میں چلا تو سارے فرشتوں نے مجھے مبارک باد دی اور کہا:

اے محمدؐ! وہ ذات کہ جس نے آپؐ کو برحق نبی بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے

جوآپ کے چچازاد کوآپ کا خلیفہ بنایا ہے اس پر سارے فرشتے بہت خوش ہوئے ہیں، میں نے حاملین عرش کو دیکھا وہ زمین کی طرف سر جھکائے کھڑے تھے، میں نے کہا: اے جبرائیل! حاملین عرش نے سر کیوں جھکائے ہوئے ہیں! جبرائیل نے عرض کی: اے محمدؐ! آج ہر فرشتہ علیؑ کے چہرہ کی طرف دیکھ رہا ہے اور یہ اُسے بشارت دینے کے لئے......سوائے حاملین عرش کے!

انہوں نے اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی ہے سو اللہ تعالیٰ نے انہیں اجازت دے دی ہے پس انہوں نے علیؑ کے چہرہ کو دیکھا ہے! جب میں زمین پر آیا تو میں نے یہ سب کچھ علیؑ کو بتایا اور علیؑ نے مجھے بتایا جس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ میں جہاں جہاں گیا ہوں وہاں کے حجاب علیؑ سے ہٹے ہوئے تھے، یہاں تک کہ وہ میری طرف دیکھتا رہا ہے! ابن عباس کہتے ہیں: میں نے کہا: یارسول اللہؐ مجھے وصیت کریں آپؐ نے فرمایا: تجھ پر علی بن ابی طالبؑ کی محبت واجب ہے! مجھے آپ اُس ذات کی قسم جس نے مجھے برحق نبی بنایا! اللہ کسی بندے کی نیکی کو قبول نہیں کرے گا یہاں تک کہ اُس سے علیؑ کی محبت کے بارے میں سوال کرے گا آپؐ نے فرمایا: جو علیؑ کی ولایت کا اقرار رکھتے ہوئے مرجائے تو اس کا عمل قبول کیا جائے گا اور جو علیؑ کی ولایت نہیں رکھتا ہو گا اس کا کچھ عمل قبول نہیں کیا جائے گا پھر اُسے جہنم کی طرف حکم دیا جائے گا۔

اے ابن عباس! مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے برحق نبی بنایا۔ جہنم علیؑ کے ساتھ بغض رکھنے والے پر اُس سے زیادہ غضبناک ہوتی ہے جو گمان کرتا ہے کہ اللہ کے لئے بیٹا ہے۔ اے ابن عباس! اگر مقرب فرشتے اور انبیاء

مرسلین علیؑ کے بغض پر جمع ہو جائیں اور آسمانوں کے اندر انہوں نے اللہ کی عبادت کی ہو تو بھی اللہ تعالیٰ انہیں واصل جہنم کرے گا میں نے عرض کی: کیا کوئی علیؑ سے بغض کرتا ہے؟ فرمایا: اے ابن عباس! اس سے ایک قوم بغض کرے گی اور وہ میری امت سے ہونے کا دعویٰ کریں گے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے اسلام میں کوئی حصہ قرار نہیں دیا۔ اے ابن عباس! ان کے بغض کی علامت یہ ہے کہ وہ اس سے کمترین لوگوں کو اس پر فضیلت دیں گے۔ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے برحق نبی بنایا کوئی نبی مجھ محمدؐ سے افضل نہیں ہے کوئی وصی میرے وصی علیؑ سے افضل نہیں ہے ابن عباس نے کہا: جیسا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا تھا میں ہمیشہ اُس پر کاربند رہا!

فضائل علیؑ کی بابت اخبار!

ابن عباس سے مروی ہے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا وقت ہوا تو میں نے آپؐ سے عرض کی مجھے وصیت کریں تو آپؐ نے فرمایا: اے ابن عباس! **خالف من خالف علیا ولا تکن لھم ولیا** (جو علیؑ کی مخالفت کرے اور ان کا دوست نہ بن) میں نے عرض کی: یارسول اللہؐ! آپ لوگوں کو ان کی مخالفت نہ کرنے کا حکم کیوں نہیں دیتے یہ سن کر آپؐ روئے اور بے ہوش ہو گئے ہوش آئی تو فرمایا اے ابن عباس! ان کی بابت میرے رب کا علم پہلے سے موجود ہے خدا کی قسم ان میں سے کوئی دنیا سے خارج نہیں ہوگا جنہوں نے علیؑ کی مخالفت کی ہوگی اور اُس کے حق کا انکار کیا ہوگا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اُس کی شکل کو

تبدیل کردے گا۔اے ابن عباس! جب تو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا ارادہ کرے اور وہ تجھ سے راضی ہو تو علیؑ کے راستہ کو اختیار کر اور جہاں جائے وہاں جاؤ، اُسے اپنا امام بناؤ۔اُس کے دشمن کو دشمن رکھ اُس کے دوست کو دوست رکھ اس کے بارے میں شک نہ کرنا اس کی بابت تھوڑا سا بھی شک کفر ہے۔

حضرت عائشہ سے مروی ہے:

میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھی کہ علیؑ کا ذکر ہوا۔آپؐ نے فرمایا: اے عائشہ اس سے اور اس کی زوجہ فاطمہؑ جو میری بیٹی ہے اور دونوں بیٹے حسنؑ وحسینؑ سے زیادہ مجھے اور اللہ کو دنیا میں کوئی محبوب نہیں ہے۔

اے عائشہ! جانتی ہے تو نے میری بیٹی فاطمہؑ اور اُس کے شوہر کے لئے کیا دیکھا ہے؟ اُس نے کہا: مجھے معلوم نہیں ہے یا رسول اللہ آپؐ بتائیں؟ آپؐ نے فرمایا: اے عائشہ! میری بیٹی فاطمہؑ عالمین کی عورتوں کی سردار ہے۔اس کا شوہر ایسا ہے کہ کسی آدمی کا اُس پر قیاس نہیں ہوسکتا، ان کے دونوں بیٹے حسنؑ اور حسینؑ دنیا اور آخرت میں میرے ریحان ہیں۔

اے عائشہ! میں، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور میرا چچازاد بھائی علیؑ درہ بیضاء کے حجرہ میں ہوں گے اس کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی رحمت، اطراف اللہ تعالیٰ کی معافی اور رضا سے اور یہ عرش کے نیچے ہے علیؑ اور اللہ کے نور کے درمیان دروازہ ہے جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف دیکھتا ہے اور اللہ اس کی طرف نظر کرم کرتا ہے، اُس کے سر پر تاج ہے جس سے مشرق ومغرب کے درمیان سب کچھ روشن ہو جاتا ہے اور وہ دو سرخ حلّوں میں رہتا ہے۔اے عائشہ! ہمارے محبوں کی

ذریت اُس طنیت سے ہے جو عرش کے نیچے ہے، ہمارے ساتھ بغض رکھے والوں کی ذریت خبال کی طنیت سے ہیں۔"

امیر المومنین علی علیہ السلام کے ساتھ درندے کا کلام کرنا!

منقذ بن ابقع جو امیر المومنینؑ کا خاص صحابی ہے...... اِس سے مروی ہے:

میں مولا علی علیہ السلام کے ساتھ پندرہ شعبان کے دن تھا امامؑ اُس جگہ کی طرف جانا چاہتے تھے جہاں رات کے وقت جایا کرتے تھے وہ گئے اور میں بھی ساتھ تھا یہاں تک کہ وہاں پہنچ گئے۔ اپنے خچر سے اترے اور اپنے مقام پر گئے۔ خچر کانپنے لگا اور اُس نے کان کھڑے کر لئے۔ میرے مولاؑ نے اِسے محسوس کیا تو مجھے کہا: اے بنی اسد کے بھائی: یہ کیا ہو رہا ہے! امیر المومنینؑ نے خشکی کی طرف دیکھا اور کہا: رب کعبہ کی قسم یہ درندہ ہے آپ تلوار لئے محراب عبادت سے اُٹھے اور درندے کی طرف بڑھے آواز دی رک جا وہ رک گیا اور دم ہلانے لگا۔ اُس وقت خچر صحیح طور پر کھڑا ہو گیا امامؑ نے فرمایا: اے شیر اے ابو اشبال میں قسور، حیدرؑ ہوں تو یہاں کیوں آیا ہے؟ اے شیر! امامؑ نے فرمایا: خدا اسے زبان دے دے اُسی وقت درندے نے کہا:

اے امیر المومنینؑ اے خیر المومنین اے وارث علم انبیاء میں سات دنوں سے بھوکا ہوں۔ مجھے بھوک نے تنگ کیا ہوا ہے میں نے آپ کو دو فرسخ کے

فاصلے سے دیکھا تو آپ کے قریب ہوا میں نے کہا: ان کے پاس جاتا ہوں دیکھتا ہوں کہ کون ہیں ان کی بابت میرا رزق ہے تو اپنا حصہ لے آتا ہوں۔

امامؑ نے فرمایا: اے شیر! میں گیارہ جوانوں کا باپ ہوں پھر امامؑ نے اپنا ہاتھ اس کی طرف دراز کیا اور اُس کے منہ کی اون ہاتھ سے پکڑ لی اور اسے اپنی طرف کھینچا اور درندہ امام کے سامنے لیٹ گیا۔

امامؑ نے فرمایا اے شیر تو زمین پر اللہ تعالیٰ کا کتا ہے۔ درندے نے کہا: اے مولا مجھے بھوک لگی ہے، امامؑ نے فرمایا: خدایا اسے محمدؐ و آل محمدؐ کے صدقے میں اس کا رزق دے راوی کہتا ہے میں نے دیکھا تو شیر کچھ کھا رہا تھا جب کھانے سے فارغ ہوا تو امام کے سامنے کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا: اے امیر المومنینؑ!

ہم درندے آپ کے محبوں اور آپ کی عترت کے محبوں کا گوشت نہیں کھاتے ہم ہاشمیوں اور ان کی عترت کی محبت رکھتے ہیں، امامؑ نے فرمایا: اے درندے! تو کہاں رہتا ہے؟ اُس نے کہا: اے میرے مولا! میں آپ کے دشمنوں پر مسلط ہوں جو شام والوں کے کتے ہیں، میں اور میرے گھر والے نیل کے کنارے رہتے ہیں! امامؑ نے فرمایا: تو کوفہ کیوں آیا ہے؟ اُس نے کہا: اے امیر المومنینؑ میں کوفہ آپ کے لئے آیا ہوں۔ کوفہ میں آپ سے ملاقات نہ ہوسکی لیکن یہاں آپ سے ملاقات ہوگئی ہے۔ میرا شوق پورا ہوگیا، میں آج رات قادسیہ کی طرف جاؤں گا وہاں ایک شخص ہے جسے سنان بن مالک بن وائل کہتے ہیں وہ شامی ہے جو جنگ صفین سے ہے اسے لقمہ اجل بنانا ہے، پھر وہ بڑبڑایا اور واپس لوٹ گیا۔

منقذ بن ابقع اسدی کہتا ہے: میں حیران ہوا، مجھے حضرت علی علیہ السلام نے کہا: کیا تو اس بات سے حیران ہو رہا ہے سورج کا واپس پلٹ کر آنا زیادہ حیران کن ہے یا چشمے کا پھوٹ پڑنا، ستاروں کا ٹوٹنا یا کھوپڑیوں کا باتیں کرنا پس اُس ذات کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور ذی روح کو پیدا کیا اگر میں لوگوں کو وہ سب کچھ دِکھا دوں جس کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے علم دیا ہے عجائبات اور معجزات دیکھا دوں تو لوگ پھر سے کافر ہو جائیں گے۔ پھر امام خود مصلے پر چلے گئے اور میں قادسیہ چلا گیا۔ اذان مکمل ہونے سے پہلے میں قادسیہ پہنچا میں نے لوگوں سے ایک خبر سنی وہ کہہ رہے تھے کہ سنان کو کسی درندے نے چیر پھاڑ ڈالا ہے۔ صرف انگلیوں کے ٹوٹے اور پنڈلی بچی ہے۔ اس کا سر اور ہڈیاں امیر المومنین علیہ السلام کی طرف بھیجی گئی ہیں۔ جس سے میں حیران ہو گیا اور میں نے لوگوں کو شیر اور امیر المومنینؑ کی گفتگو سنائی لوگ تبرک کے لئے امیر المومنینؑ کے قدموں کی خاک اٹھانے لگے۔ جب امیر المومنینؑ نے اس منظر کو دیکھا تو خطبہ دیا!

حمد و ثنا باری تعالیٰ کے بعد فرمایا: اے لوگو! جو شخص ہم سے محبت رکھتا ہے وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ اور جو شخص ہم سے بغض رکھتا ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ میں جنت اور جہنم کے تقسیم کرنے والا ہوں۔ دائیں اشارہ کیا اور کہا یہ جنت کی طرف جائیں گے اور یہ وہ ہیں جو مجھ سے محبت رکھتے ہیں اور بائیں اشارہ کیا اور کہا یہ جہنم کی طرف جائیں گے اور یہ وہ ہیں جو مجھ سے بغض رکھتے ہیں، قیامت کے دن میں جہنم سے کہوں گا یہ میرا ہے اور یہ تیرا ہے یہاں

تک کہ میرے شیعہ پل صراط سے بجلی کی طرح، کڑک کی طرح، تیز پرندے کی طرح اور تیز گھوڑے کی طرح گزر جائیں گے۔ سب لوگ کھڑے ہو گئے اور کہا: حمد ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو بہت زیادہ مخلوق پر فضلیت بخشی پھر اس آیت کو تلاوت کیا!

الذین قالهم الناس ان الناس قد جمعوا لكم فاخشوهم فزادهم ايمانا و قالوا حسبنا اللّٰه و نعم الوكيل، فانقلبوا بنعمة من اللّٰه و فضل لم يمسسهم سوء و اتبعوا رضوان اللّٰه و اللّٰه ذوالفضل العظيم.

(وہ لوگ جن کو آدمیوں نے کہا کہ یقیناً تمہارے (ساتھ لڑنے کے لئے) لوگ جمع ہوئے ہیں پس تم ان سے ڈرو پھر اس بات نے ان کے ایمان کو زیادہ کر دیا اور انہوں نے کہا ہمارے لئے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔ اور وہ بہت اچھا حمایتی ہے پس وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضل کے ساتھ لوٹ کر آئے ہیں انہیں کسی تکلیف نے نہ چھوا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی پیروی کی اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا فضل کرنے والا ہے۔)

چور کی خبر جس کا حضرت علی علیہ السلام نے ہاتھ کاٹ دیا

اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے: میں امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ

السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور وہ لوگوں کے درمیان فیصلے کر رہے تھے ایک گروہ داخل ہوا ان کے ساتھ ایک سیاہ فام شخص تھا۔ انہوں نے کہا: یا امیر المومنین یہ چور ہے، امامؑ نے پوچھا: اے اسود کیا تو نے چوری کی ہے؟ اُس نے کہا: میرے مولا! ہاں، امامؑ نے فرمایا: تیرے لئے ویل ہو دیکھ کیا کہہ رہا ہے، کیا تو نے چوری کی ہے؟ اُس نے کہا: ہاں! امامؑ نے فرمایا تیری ماں تیرا غم دیکھے اگر پھر سے کہا تو تیری انگلیاں کاٹ دوں گا کیا تو نے چوری کی ہے؟ اُس نے کہا: ہاں!

اب امامؑ نے فرمایا: اس کے ہاتھ کی انگلیاں کاٹ دو اب کی انگلیوں کا کاٹنا واجب ہو گیا ہے اُس کے دائیں ہاتھ کی انگلیاں کاٹ دی گئیں اُس نے بائیں ہاتھ پہ اُٹھائیں ان سے خون گر رہا تھا اور وہ چلا گیا راستے میں اُسے ابن کو املا۔ اُس نے کہا: اسود یہ تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے؟ اُس نے کہا: میرا داہاں ہاتھ سیّد المومنین، قائد الغر المحجلین، اولی الناس بالیقین، سید الوصیین امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ نے کاٹا ہے جو امام ہدایت ہے، سیدہ خاتون جنت سیدة النساء العالمین بنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شوہر ہے حسن مجتبیٰ اور حسینؑ مرتضیٰ کا باپ ہے جو سب سے پہلے جنت کی طرف قدم بڑھائے گا۔ جو جاہلوں سے انتقام لینے والا ہے جو زکوۃ دینے والا ہے جو بنی ہاشم میں سب سے زیادہ محتاط اور بچنے والا ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چچا زاد بھائی ہے جو رشد ناطق کی طرف ہدایت کرنے والا ہے اور سب سے زیادہ بہادر ہے وہ سب سے نورانی اور امین ہے حم، یاسین، طه اور میامین سے ہے، جو دو حرموں کا محل ہے جس نے دو قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی، خاتم الاوصیاء ہے اور انبیاء

کے سردار کا وصی ہے، قسور اور شیر ہے جس کی جبرائیلؑ کے ذریعہ تائید کی گئی۔ میکائیلؑ کے ذریعہ مدد کی گئی اور اسے اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا جس نے آتش کدوں کی آگ کو گل کر دیا۔ چلنے والے قریش سے سب سے بہتر ہے جو آسمانی لشکر میں گھرا ہوا ہے جو امیر المومنین علی بن ابی طالبؑ ہے...... جو ساری مخلوق کا مولا ہے!

اب ابن کوء نے کہا: اُس نے تیرا ہاتھ کاٹ دیا ہے اور تو اُس کی تعریفیں کر رہا ہے اُس نے کہا: میں تعریفیں کیونکر نہ کروں۔

وقد خالط حبه لحمی و رمی و اللّٰه ما قطع یمینی الا بحق او جبه اللّٰه تعالیٰ علی

(حالانکہ اُس کی محبت میرے گوشت اور خون میں رچی بسی ہوئی ہے خدا کی قسم اُس نے میرا ہاتھ اُس حق کی وجہ سے کاٹا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر واجب قرار دیا تھا۔)

ابن کوا...... امیر المومنینؑ کے پاس آیا اور کہا: یا سیدیؑ! میں نے عجیب بات دیکھی ہے۔ امامؑ نے فرمایا: کیا دیکھا ہے؟

ابن کوا نے کہا: مجھے اسود ملا ہے جس کا دایاں ہاتھ کٹا ہوا تھا اور اُس نے اسے دوسرے پر رکھا ہوا تھا اور اُس سے خون کے قطرے گر رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے تو اُس نے کہا: میرے سردار امیر المومنینؑ نے کاٹا ہے ابن کوا نے امام کے القاب جو اسود نے بیان کئے تھے بتائے پھر بتایا کہ میں نے اُس سے کہا: اُس نے تیرا ہاتھ کاٹ دیا ہے اور تو اُس کی تعریفیں کر رہا

ہے تو اُس نے کہا میں اُس کی تعریفیں کیونکر نہ کروں حالانکہ اُس کی محبت میرے گوشت اور خون میں رچی بسی ہوئی ہے خدا کی قسم اُس نے میرا ہاتھ اُس حق کی وجہ سے کاٹا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر واجب قرار دیا تھا۔

امام نے اپنے بیٹے حسنؑ سے کہا: جاؤ اور اسود کو لے آؤ، امام حسن علیہ السلام اُس کے پیچھے گئے اور وہ کندہ مقام پر مل گیا اُسے امیر المومنین کے پاس لے آئے۔ امامؑ نے فرمایا: اسود میں نے تیرا ہاتھ کاٹا اور تو میری تعریفیں کر رہا ہے اُس نے عرض کی: میرے مولا، امیر المومنینؑ میں آپؑ کی تعریف کیوں نہ کروں حالانکہ آپ کی محبت میرے گوشت اور خون میں رچی بسی ہوئی ہے خدا کی قسم آپ نے میرا ہاتھ کاٹا اُس حق کی وجہ سے جو مجھ پر تھا اور مجھے آخرت کے عذاب سے بچالیا۔

امامؑ نے فرمایا: اپنا ہاتھ ادھر لاؤ۔ اس کا ہاتھ لیا اور کٹے ہوئے مقام پر رکھا اُس کے اوپر اپنی چادر ڈالی۔ نماز پڑھی اور دعا کی۔ ہم نے دعا کے آخر میں آمین کہی پھر چادر ہٹا دی اور کہا اے اسود دیکھ کیا تیری انگلیاں پہلے کی طرح ہوگئی ہیں؟ اسود اُٹھا اور اُس نے عرض کی:

امنت باللہ و محمد رسولہ و بعلی الذی رد الید بعد القطع

میں اللہ، محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علیؑ پر ایمان لے آیا جس نے میرے ہاتھ کو کٹ جانے کے بعد درست کر دیا اپنے قدموں پر کھڑا ہوا اور عرض کی: اے وارث علم نبوت میرے ماں باپ آپ پر قربان!

☆☆☆

منیٰ میں گائے کا زندہ کرنا!

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

امام منیٰ میں ایک عورت کے پاس سے گزرے جو رو رہی تھی اُس کے گرد اُس کے بچے تھے امامؑ نے پوچھا کیوں رو رہی ہے؟ اُس نے کہا: اے بندہ خدا! میرے یتیم بچے ہیں ہماری ایک گائے تھی جس سے کام لیتے تھے اور دودھ پیتے تھے وہ مرگئی ہے ہمارا کیا بنے گا؟ اب ہمارا گزراوقات کیسے ہوگا؟

امامؑ نے فرمایا: اے کنیز خدا کیا چاہتی ہے کہ تیری گائے زندہ ہوجائے۔ اُس نے کہا: جی۔ امامؑ نے دو رکعت نماز پڑھی اور دعا مانگی اور جا کر گائے کو ٹھوکر ماری اور فرمایا اللہ کے حکم سے کھڑی ہوجا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اُس کی گائے قدموں پر کھڑی ہوگئی، عورت نے اپنی گائے کو زندہ دیکھا تو کہا: واعجباہ! اتنے میں لوگ اکٹھے ہوگئے اور امامؑ چلے گئے!

<u>ابووائل سے مروی ہے کہ:</u>

میں حضرت عمر کے پیچھے تھا وہ تیز چلنے لگے میں نے کہا حضور ذرا آہستہ چلیں اُس نے میری طرف غصے سے دیکھا اور کہا: دیکھتا نہیں میرے پیچھے کون آرہا ہے، میرے پیچھے علی بن ابی طالبؑ آرہا ہے۔ میں نے کہا: اے ابوحفصہ! یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی ہے جو سب سے پہلے ایمان لے آیا جس نے سب سے پہلے رسول خداؐ کی تصدیق کی اُس نے کہا: یہ نہ کہ اے ابووائل! خدا کی قسم اس کا رعب میرے دل سے ابھی تک نکلا نہیں ہے۔ میں نے

کہا: اے ابوحفصہ وہ کیسا رعب ہے!

خدا کی قسم! میں نے اسے اُحد کی جنگ میں دیکھا یہ مشرکوں میں گھسا ہوا تھا جس طرح شیر بھیڑوں کے باڑے میں گھس جاتا ہے جسے چاہتا قتل کرتا جسے چاہتا چھوڑ دیتا یہاں تک کہ ہم تک پہنچ گیا اور ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اور وہ ثابت قدم رہا۔ جب ہمارے پاس پہنچا تو ہمیں کہا: تمہارے لئے ویل! تم نے اپنے نفسوں کو رسولؐ خدا پر ترجیح دے دی حالانکہ تم نے اِن کی بیعت کی تھی، سب کے درمیان سے میں نے اُسے کہا: اے ابو الحسن! شجاع کبھی شکست کھا کے بھاگتا ہے اگر چہ وہ بھاگنے کو پسند نہیں کرتا...... وہ واپس چلا گیا لیکن اے ابو وائل اس کا اُس وقت کا رعب میرے دل سے کبھی نہیں نکلتا!

امیر المومنین علیہ السلام کے اسماء!

ثقہ لوگوں نے امیر المومنین علیہ السلام کے بارے میں خبر دی اور لکھا ہے کہ امام کے قرآن مجید میں تین سو نام ہیں!

ابن مسعود سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

انه فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم

(وہ ام الکتاب میں ہے جو ہمارے سامنے ہے علی وحکیم کے لئے ہے۔)

فرمایا:

وجعلنا لهم لسان صدق علیا

(ہم نے ان کے لئے سچی عالی زبان قرار دی۔)

فرمایا:

واجعل لی لسان صدق فی الاخرین

(میرے لئے آخرین میں سچی زبان قرار دے۔)

فرمایا:

ان علیا جمعه و قرانه فاذا قرأنا فاتبع قرآنه ثم ان علینا بیانه.

(ہم پر اس کا جمع اور قرآن واجب ہے پس جب ہم اُسے پڑھیں تو قرآن کی پیروی کرو پھر ہم پر اس کا بیان واجب ہے۔)

فرمایا:

انما انت منذر و لکل قوم هاد

(تو ڈرانے والا ہے اور ہر قوم کے لئے ہادی ہوتا ہے۔)

(پس ڈرانے والا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور ہادی علی بن ابی طالبؑ ہے۔)

فرمایا:

افمن کان علی بینة من ربه و یتلوه شاهد.

(جو بینہ پر ہے اپنے رب کی طرف سے اور اُس کے بعد اس کا شاہد ہے۔)

بینہ محمدؐ ہیں اور شاہد علیؑ ہیں۔

فرمایا:

ان علینا للهدی و ان علینا للاخرة والاولیٰ

(ہم پر ہدایت واجب ہے اور ہم پر ہے آخرت اور اولی کے لئے)

فرمایا:

ان اللّٰہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیماo

(اللہ اور اُس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی اُس پر درود سلام بھیجو!)

فرمایا:

ان تقول نفس یا حسرتا علی ما فرطت فی جنب اللّٰہ و ان کنت لمن الخاسرینo

(نفس کہے گا ہائے حسرت کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ میں کوتاہی کی اگرچہ تو نقصان اٹھانے والوں میں سے تھا۔) جنب اللہ علی بن ابی طالبؑ ہے!

فرمایا:

و کل شئی احصیناہ فی امام مبین

(ہم نے ہر شے کو امام مبین میں رکھ دیا ہے۔) یعنی علی علیہ السلام۔

فرمایا:

انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم

(تو رسولوں میں سے ہے اور صراط مستقیم پر ہے۔)

فرمایا:

لتسئلن یومئذ عن النعیم

(اُس دن نعمتوں کے بارے میں ضرور سوال ہوگا۔)

یعنی علیؑ کی محبت کے بارے میں ضرور سوال ہوگا!

امامؑ کے بہت زیادہ نام ذکر کیئے گئے ہیں ہم انہیں یہاں ذکر کر کے کلام کو طویل نہیں کرنا چاہتے وہ مشہور ہیں مخفی نہیں ہیں وہ تین سو سے زائد ہیں لیکن ہم یہاں امام کے القاب اور کنیت کو تحریر کرتے ہیں۔

امام کی کنیت:

ابوالحسن، ابوالحسین، ابوشبر، ابوتراب، ابوالنورین۔

امام کے القاب:

امیر المومنین، سید الوصیین، قائد الغر المحجلین، قامع المارقین، صالح المومنین، صدیق اعظم، فاروق اکبر، قسیم الجنة و النار، وصی، ولی، خلیفة، قاضی الدین، منجز الوعد، المنحة الکبرا، حیدرة الوریٰ، صاحب اللواء، ذائد عن الحوض، امیر الانس والجان. الذاب عن النسوان، انزع البطین، اشرف المکین، کاشف الکرب، یعسوب الدین، باب حطه، حجة الخصام، صاحب العصاء، فاصل القضاء، فاضل الفضلاء، سفینة النجاة، المنهج الواضح، المحجة البیضاء، قصد السبیل!

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

حضرت علی علیہ السلام کے سترہ نام ہیں۔ ابن عباس نے عرض کی یارسول

اللہ! ہمیں بتائیں کہ وہ کون سے اسماء ہیں آپ نے فرمایا:

اسمہ عند العرب علی ، عند امہ حیدرہ، فی التوارۃ الیا، فی الانجیل بریا، فی الزبور قریا، عند الروم بظر سیا، عند الفرس نیروز، عند العجم شمیا، عند الدیلم فریقیا، عند الکرور شبعیا، عند الزنج حیم، عند الحبشۃ تبیر، عند الترک حمیرا، عند الارض کر کر. عند المومنین السحاب، عند الکافرین الموت الاحمر، عند المسلمین وعد، عند المنافقین و عید و عندی طاہر مطہر و ہو جنب اللہ و نفس اللہ و یمین اللہ.

عزوجل قولہ: و یحذرکم اللہ نفسہ و قولہ بل یداہ مبسوطتان ینفق کیف یشاء

(اُس کا نام عرب کے نزدیک علیؑ ہے، ماں کے نزدیک حیدر ہے، تورات میں ایلیاؑ ہے، انجیل میں بریاؑ ہے زبور میں قریاؑ ہے، رومیوں کے نزدیک بظر سیا ہے، ایرانیوں کے نزدیک نیروز ہے، عجمیوں کے نزدیک شمیاؑ ہے دیلم والوں کے نزدیک فریقیاؑ ہے۔ کرور والوں کے نزدیک شبعیا ہے۔ زنج والوں کے نزدیک حیمؑ ہے، حبشہ والوں کے نزدیک تبیرؑ ہے، ترکوں کے نزدیک حمیراؑ ہے، ارمن والوں کے نزدیک کرؑکر ہے، مومنوں کے نزدیک سحابؑ ہے، کافروں کے نزدیک موت احمر ہے، مسلمانوں کے نزدیک وعدہؑ ہے منافقوں کے نزدیک وعید ہے، میرے نزدیک طاہر و مطہر ہے وہ جنب اللہ ہے، نفس اللہ ہے، یمین اللہ

ہے!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے، اور فرمایا: بلکہ اُس کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے!

وصلی اللہ علی محمد والہ الاخیار

تمت بالخیر

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆